بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صوبائی کونسل پنجاب

مباحثات

25 اگست 1981ء

(24 شوال 1401ھ)

جلد 3 — شمارہ 4

سرکاری رپورٹ

صوبائی کونسل

مندرجات

منگل ۔ 25 اگست 1981ء

	صفحہ نمبر
1 ۔ تلاوت قرآن حکیم اور اس کا اردو ترجمہ	01
2/۔ عام بحث - - - - -	02
3 ۔ جناب گورنر سے ملاقات کے لئے گروہوں کو تشکیل کا اعلان	084
4 ۔ عام بحث (جاری) - - - -	086
5 ۔ وزیر مواصلات و تعمیرات اور ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کا خطاب	0178

صوبائی کونسل پنجاب

صوبائی کونسل پنجاب کا اجلاس

منگل ۔ 25 اگست 1981ء

(سہ شنبہ ۔ 24 شوال 1401ھ)

صوبائی کونسل پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9-30 بجے صبح منعقد ہوا ۔ جناب گورنر لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خان کرسی٬ صدارت پر متمکن ہوئے ۔

ممتاز ماہر تعلیم پروفیسر شیخ محمد شریف اور ممتاز قانون دان و سابق جج جناب جمیل حسین رضوی کی وفات حسرت آیات پر دعائے مغفرت کی گئی ۔

الاالسو ۔ اب عام بحث کا آغاز کیا جاتا ہے ۔ ہر ممبر موصوف کے لئے تین تین منٹ کا وقت مقرر کیا جاتا ہے ۔ آپ سے التماس ہے کہ وقت کی پابندی کو ملحوظ رکھیں تاکہ زیادہ سے زیادہ ارکان اس بحث میں حصہ لے سکیں ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۚ اِنَّ كَيْدِيْ

مَتِيْنٌ ۝ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا عنه مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۚ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ

مُّبِيْنٌ ۝ اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ

مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ

بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ۝

پ ۹ سورہ ۷ رکوع ۱۲/۱۳ آیات ۱۸۱ تا ۱۸۵

اور ہماری مخلوقات میں سے ایک وہ لوگ ہیں جو حق کا راستہ بتاتے ہیں اور اسی کے ساتھ انصاف کرتے ہیں۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ان کو ہم بتدریج اس طرح پکڑیں گے کہ ان کو معلوم ہی نہ ہوگا۔ اور میں ان کو مہلت دیئے جاتا ہوں۔ بیشک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے۔ کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ ان کے صاحب رفاقت کو کسی طرح کا جنون نہیں ہے وہ تو کھلا ڈرانے والے ہیں۔ کیا انہوں نے آسمان اور زمین کی بادشاہت میں اور جو چیزیں اللہ نے پیدا کی ہیں ان پر نظر نہیں کی۔ اور اس بات پر خیال نہیں کیا کہ عجب نہیں ان کا وقت قریب آگیا ہو تو اس کے بعد وہ اور کس چیز پر ایمان لائیں گے۔

وما علینا الا البلاغ

عام بحث

مسٹر خاقان بابر (صدر آل پاکستان فری لیگل ایڈ ایسوسی ایشن ، لاہور) جناب والا ۔ میں ایک چھوٹی سی قرار داد پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ سید جمیل حسین رضوی کی موت پر ان کے پسماندگان کو اس ایوان کے جذبات (convey) کر دیئے جائیں ۔ اگر جناب والا اجازت دیں تو میں اس کو پڑھ دیتا ہوں ۔

"صوبائی کونسل پنجاب کا یہ اجلاس سید جمیل حسین رضوی ، سابق جج ، لاہور ہائی کورٹ و ممبر لاء کمیشن اور ممبر اسلامی مشاورتی کونسل کی وفات پر رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور ان کی قومی اور ملی خدمات کو سراہتے ہوئے خراج تحسین پیش کرتا ہے اور ان کے پسماندگان سے اظہار ہمدردی کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ ان کو پروردگار عالم اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے ۔"

چوہدری ہارون رشید تھہیم (چیف آرگنائزر انجمن کاشت کاراں پنجاب ، حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ) ۔ جناب والا ، ہم اس قرار داد کی تائید کرتے ہیں ۔

جناب گورنر ۔ آج اجلاس کا آخری دن ہے ۔ اس میں عام بحث ہوگی ۔ آج کے اجلاس کی تین نشستیں ہوں گی ۔ ایک چائے سے پہلے ، ایک چائے کے بعد اور ایک کھانے کے بعد ۔ جو ٹائم ہم نے ایجنڈے میں لکھا ہے ، اگر آپ اس سے زیادہ لینا چاہیں تو رات ہماری ہے اور کھانا نواز شریف صاحب کا ۔ ویسے آج کے اجلاس کا کل ٹائم 5 گھنٹے 30 منٹ یعنی 390 منٹ بنتا ہے ۔ یہاں سو آدمی بیٹھے ہوئے ہیں ۔ گویا تقریباً تین تین منٹ ہر آدمی کے حصے میں آئیں گے ۔ اگر رات یہاں گزارنے کا ارادہ ہے تو پھر کچھ اور وقت بھی مل جائے گا ۔ آج مجھے خوشی ہے کہ کافی نشستیں بھری ہوئی ہیں ۔ لاہور ڈویژن کل سارا خالی تھا ۔ میرا ضلع تو بالکل جا کر سو گیا تھا ۔

چوہدری محمد صدیق سالار (ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد) ۔ جناب والا ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے متعلق حال ہی میں ایک قانون بنایا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ شہری جائیداد کے لوگ جس میں وہ خود رہتے

ہیں ان پر ، اور جو کرایہ پر ہے ، اس پر ٹیکس برابر کر دیا گیا ہے ۔ یہ سراسر نا انصافی ہے ۔ اس کے علاوہ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ جو دکاندار یا تاجر اپنی ملکیتی دکان خود چلا رہا ہے اس کو بھی ٹیکس اسی دکان کی شرح پر لگایا جائے جو صرف کرایہ پر چڑھی ہوئی ہے ۔ مثال کے طور پر اگر کوئی دکان تاجر خود چلا رہا ہے ۔ وہ اگر بیس لاکھ کی سیل روزانہ بھی کرتا ہو تو اس کے مطابق وہ انکم ٹیکس ادا کر رہا ہے اور گورنمنٹ کا ہر ٹیکس وہ ادا کرتا ہے ۔ اس بنیاد پر اس کا کرایہ بڑھا دینا کہ اس کے ساتھ کی دکان دو ہزار پر چڑھی ہوئی ہے سراسر نا انصافی ہے ۔ میں جناب چیئرمین سے یہ درخواست کروں گا کہ میرے شہر فیصل آباد کے لوگ میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے کہا کہ ہم 80 فیصد مکانوں میں خود رہتے ہیں اور ان کے کرایہ بڑھانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ اسی طرح دکانیں جو لوگ خود چلا رہے ہیں ان کی شرح میں دس فیصد اضافہ تو ہو سکتا ہے جیسے گورنمنٹ کی طرف سے بھی یہ ہدایت ہے کہ ایک کروڑ روپے کا ٹھیکہ سابقہ ٹھیکیدار کو دس فیصد پر دیا جا سکتا ہے تو اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ جہاں مالک خود کام کر رہا ہے اس کا ٹیکس نہیں بڑھانا چاہئے اسے برابر نہیں کرنا چاہئے ۔ اسی طرح ایک ایسی جائیداد جس کا کرایہ 36 سو روپے ہو اور جو بیوہ کی ملکیت ہو تو اس کو چھوٹ مل جاتی تھی ۔ اگر اس کی جائیداد میں دکان آ جائے تو اس پر ٹیکس لگ جاتا ہے ۔ جناب والا ، ایک بیوہ جس کا کوئی نوجوان بیٹا کام کرنے والا نہیں اب اس پر بھی انہوں نے ٹیکس لگا دیا ہے ۔ شروع سے ایک سہولت بیواؤں کو ملی ہوئی ہے ۔ اس کو ختم نہیں کرنا چاہئے ۔

جناب والا ۔ دوسری گزارش میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ فیصل آباد میں ، فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے ایک کالونی بنائی جس کا نام علامہ اقبال کالونی ہے ۔ پہلے اس کے کوارٹروں کی قیمت 12 ہزار روپے مقرر ہوئی لیکن اب جب وہ مکانات لوگوں کو دیئے جا رہے ہیں تو ان کی قیمت 36 ہزار روپے بتائی جا

رہی ہے جب کہ مزدور وہاں انکی قیمت ادا نہیں کر سکتے ۔ اس میں سود اور سود در سود لگایا جا رہا ہے ۔ تو میں درخواست کروں گا کہ ان کی قیمت کم کی جائے ۔ ہم یہ نہیں چاہتے کہ حکومت کو ریوینیو وصول نہ ہو ۔ ضرور وصول ہونا چاہئے مگر جو سود کی شکل میں وصول کیا جا رہا ہے وہ معاف کر دیا جائے ۔ اس کالونی میں نہ تو سوئی گیس مل رہی ہے اور نہ ہی صحیح طور پر پانی مل رہا ہے پانی تو ویسے پورے شہر کو نہیں مل رہا لیکن اس مسئلہ کو میں اس لئے نہیں چھوڑنا چاہتا کہ اس کے متعلق آپ نے کل حکم دے دیا ہے کہ واسا پورے پنجاب میں پانی کی سپلائی کا بندوبست کرے ۔ ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ نے لاہور کے ساتھ ساتھ پورے پنجاب کے لیے پانی کی سپلائی کی بات کی ۔

اس کے بعد جناب وزیر تعلیم سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ جب ہمارے ملک کے اندر اسلامی حکومت موجود ہے تو پنجاب کے ہر کالج میں ایم ۔ اے اسلامیات کی کلاسیں کیوں نہیں ؟ آپ نے وعدہ فرمایا ہے ۔ ہم آپ کے بے حد شکر گزار ہیں ، مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ ڈگری کالج فیصل آباد میں ، جہاں لائبریری ہے ، کلاس روم ہے اور ایک 19 گریڈ کی پوسٹ بھی خالی پڑی ہے ، اگر اس سال ستمبر سے ایم ۔ اے اسلامیات کی کلاسیں جاری کر دی جائیں تو یہ اسلام کی طرف ایک اور قدم ہوگا اور ہم وہاں اسلام کی ترویج کے لیے اچھے لیکچرار پیدا کر سکیں گے ۔ چک نور پور میں کارپوریشن کا ایک مڈل سکول ہے ۔ جو کہ دیہی علاقہ چک نور پور کو ھائی سکول کا درجہ دے دیا جائے ۔ وھاں پر کلاس روم موجود ہیں ۔ کسی چیز کی ضرورت نہیں ۔ اس طرح کم از کم 50 گاؤں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے ۔

آخر میں میں یہ بات ضرور کہوں گا کہ فیصل آباد کی دیہی آبادیاں حالیہ سیلاب کی وجہ سے بہت نقصان اٹھا چکی ہیں ۔ جناب گورنر : میں آپ کی توجہ اس طرف دلاؤں گا ، کیونکہ آپ وھاں پر گئے ہیں اور ان علاقوں کو

آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ پانی پہاڑی نالوں سے بہہ کر ہماری شہر کی سڑکوں کو برباد کر چکا ہے۔ فیصل آباد کی سڑکیں اس وقت اس قابل نہیں رہیں کہ ان پر کوئی آدمی آدھ میل بھی سفر کر سکے۔ آپ سے استدعا ہے کہ خصوصی فنڈ میں سے فیصل آباد کی سڑکوں کے لیے رقم دی جائے اور جو ہمارے سکول یا سرکاری عمارتیں تباہ ہو چکی ہیں ان کی مرمت بھی کروائی جائے۔

میں نے جناب صدر صاحب سے بھی یہ درخواست کی تھی اور انہوں نے نہایت مہربانی سے فرمایا تھا کہ میں گورنر پنجاب سے کہوں گا کہ فیصل آباد کی سڑکوں کے لیے رقم مہیا کریں۔ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ ہمیں تارکول مہیا کیا جائے تاکہ ہم ضلع اور شہر کی سڑکیں ٹھیک کر سکیں۔

جناب گورنر۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ متعلقہ وزیر اور سیکریٹری صاحبان پوائنٹ نوٹ کرتے جائیں۔ آخر میں ان کی وضاحت کے لیے میں آپ کو بھی دو دو تین تین منٹ دوں گا۔

وزیر تعمیرات۔ جناب والا، ساتھ ساتھ جواب نہ دیں۔

جناب گورنر۔ نہیں، اس طرح بہت وقت لگے گا۔ آپ بحث میں پڑ جائیں گے۔ آپ نوٹ کرتے جائیں۔ پھر اس کے بعد تھوڑا سا وقت آپ کو دیں گے اور جو تھوڑے بہت کام ہو گئے ہوئے ہیں وہ آپ بتا دیں گے اور جن باتوں کا ہم اس وقت جواب نہیں دے سکتے ان کے بارے میں اگلے اجلاس میں یا اس کے بعد اس پر کارروائی کر لیں گے۔

بیگم زبیدہ جعفری (خاتون ممبر میونسپل کارپوریشن ملتان)۔ جناب صدر ہم مسلمانوں پر قبرستانوں کا تقدس واجب ہے۔ جناب رسالتمآب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی فرمان ہے کہ قبرستانوں میں جائیں تاکہ آپ کے دلوں میں خوف خدا پیدا ہو اور وہاں مغفرت کی دعا کریں لیکن میں از حد افسوس سے کہتی ہوں کہ پاکستان میں یہ تقدس بالکل پامال ہو گیا ہے۔ جس جگہ کوئی بھی قبرستان ہے وہ یا تو جرائم پیشہ لوگوں کے لئے استعمال

ہوتا ہے یا اس میں اس قدر ناجائز تجاوزات کر دی گئی ہیں کہ وہاں اب قبر بنانے کے لئے بھی جگہ نہیں ۔ 1979ء میں سابق گورنر جناب جنرل سوار خان صاحب ملتان تشریف لے گئے تھے ۔ انہوں نے کھلی کچہری میں تمام متعلقہ حکام کو یہ فرمایا تھا کہ یہ ناجائز تجاوزات ختم کر دی جائیں ۔ آج دو سال کا عرصہ ہو گیا ہے مگر وہ ناجائز تجاوزات ختم نہیں ہوئیں ۔ اور میں صوبائی گورنر لیفٹیننٹ جنرل فضل حق خان صاحب کو مبارک باد دیتی ہوں کہ انہوں نے اپنے ہاں اس کے لئے ایک آرڈیننس نافذ کر دیا ہے ۔ تو میں عرض کرتی ہوں کہ مہربانی سے یہ تجاوزات ختم کر دی جائیں ۔ زیادہ تر قبرستان آپ کے محکمہ اوقاف کے پاس ہیں اور اوقاف ایک ایسا محکمہ ہے جہاں اللہ تعالی چھپر پھاڑ کر رزق دیتا ہے ۔ ان لوگوں کو کوئی تکلیف نہیں کرنی پڑتی ، کوئی محنت نہیں کرنی پڑتی ۔ بلا محنت ہر مزار پر ان کو روزانہ کم از کم ایک ہزار روپیہ تو ضرور مل جاتا ہوگا ۔ کیونکہ جس وقت یہ اپنے ڈبے کھولتے ہیں تو ان میں اس قدر پیسہ ہوتا ہے کہ انسان دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے ۔ ان کے پاس کافی پیسہ ہے ۔ انہیں آپ مہربانی سے فرما دیجئے کہ تمام قبروں کی چار دیواری کروائیں ۔

میں یہ بھی عرض کروں گی کہ محکمہ جنگلات کو آپ حکم کریں کہ صرف کاغذی کارروائی نہ ہو کہ درخت یہاں لگ گیا ، وہاں لگ گیا ۔ ان کو چاہیئے کہ حقیقت میں درخت لگوائیں اور وہاں پر ایک چوکیدار متعین کریں ۔ ایم۔ڈی۔اے ، ایل۔ڈی۔اے ، کے۔ڈی۔اے والے اگر ایک ایک چوکیدار ہمیں دے دیں تو ان کا تحفظ بھی ہو جائے گا ۔ کارپوریشن والے ہفتے میں ایک یا دو بار وہاں پانی بھی دے دیں گے تو اس سے ایک تو یہ ہوگا کہ جب لوگ وہاں تدفین کی خاطر یا دعائے مغفرت کی خاطر جائیں گے تو ملتان جیسے گرم شہر میں ان کے سر پر دھوپ نہیں پڑے گی اور پاؤں نہیں جلیں گے کچھ نہ کچھ اس کا فائدہ ہوگا ۔ دوسرے آپ کو جنگلات بھی ملیں گے جو ایک قومی سرمایہ ہوں گے ۔ تیسرے اس سے خوبصورتی بھی

ہوگی - چوتھے ملتان کی گرمی کی حدت میں بھی کمی واقع ہوگی - یہ تو میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ محکمہ اوقاف سے فرما دیجئے کہ ان کے پاس جو اتنا پیسہ ہے ، یہ ذرا دیکھ لیا کریں کہ وہ کہاں خرچ ہوتا ہے - کیونکہ ملتان میں یا پاکپتن شریف میں یا لاہور میں یا کہیں بھی جہاں بزرگان دین کے مزار ہیں ، وہ یہاں گشت کیا کرتے تھے ، درس دیتے تھے اور یہاں سے اچھے اچھے علما دوسرے ممالک میں جاتے تھے اور علم کی روشنی پھیلاتے تھے - جناب شمس الدین تبریز کا مزار نہایت ہی خستہ حالت میں ہے - مزار کی کوئی چار دیواری نہیں - تجاوزات اس قدر ہو گئی ہیں کہ وہاں کھڑے ہونے کی کوئی جگہ نہیں - زائرین کے لئے کوئی باتھ روم نہیں - خصوصاً خواتین کے لیے کوئی جگہ نہ تھی - تو ان کے لیے ایم۔ڈی۔اے والوں نے رقم دے کر کوئی دو ایک غسل خانے بنوائے ہیں - مہربانی سے انھیں یہ کہہ دیا جائے کہ اس طرف خاص خیال رکھیں ۔

جناب والا - میں یہ بھی عرض کروں گی کہ جس قدر جو بھی کمیٹیاں بنتی ہیں مثلاً ھاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کی کمیٹی - ان سے آپ یہ فرما دیجئے کہ جہاں یہ Play-grounds ، سکولوں - ہسپتالوں کے لیے اراضیات مختص کرتے ہیں وہاں قبرستانوں کے لیے بھی اراضی مختص کریں - کیونکہ "کل نفس ذائقۃ الموت" یہ ہر شہر سے کئی کئی میل دور کالونیاں بنا رہے ہیں - اس وجہ سے شہروں کے قبرستانوں سے یہ آبادیاں کافی دور ہو جاتی ہیں - اتنی دور سے غرباء کو جنازہ لانے میں خصوصاً دقت ہوتی ہے - مہربانی سے یہ بھی آپ حکم صادر فرما دیں کہ ان کالونیوں میں قبرستانوں کے لیے اراضیات ضرور مختص کر دی جائیں تاکہ وہاں پر لوگوں کو تدفین کی تکلیف نہ ہو ۔

آخر میں آپ کی خدمت میں یہ ضرور عرض کروں گی کہ محکمہ اوقاف یہ مہربانی ضرور کرے کہ جو چادریں ان کے پاس آتی ہیں وہ سیلاب سے متاثرہ لوگوں میں تقسیم کر دیا کرے - ان کے مزار ان چادروں سے بھرے

پڑے ہیں جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں ۔ شکریہ ۔

حاجی محمد اسلم بٹ (ممبر میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ) ۔ جناب چیئرمین میرا سوال صنعت کے متعلق ہے ۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے گوجرانوالہ چھوٹی صنعتوں کا مانچسٹر ہے ۔ سب جانتے ہیں کہ وہاں ہر طرح کی صنعت ہے ۔ اس لیے سمال انڈسٹریز کارپوریشن وہاں ٹھیک ٹھاک کام کر رہی ہے ، بلکہ پنجاب میں نمبر ایک پر ہے ۔ وہاں ایک نئی سمال انڈسٹری سکیم شروع ہوئی ہے ۔ اس لئے میری آپ سے التجا ہے کہ نئی سمال انڈسٹری سٹیٹ پر جو مشینری لگ رہی ہے اس کو ڈیوٹی سے مستثنیٰ قرار دیا جائے کیونکہ کچھ علاقے ایسے ہیں جہاں کئی قسم کی مشینریوں پر ڈیوٹی نہیں لگتی ۔

دوسری میری عرض یہ ہے کہ جو چھوٹے چھوٹے کارخانے ہیں ان پر بہت بوجھ ہے ۔ وہ یہ ہے کہ چھوٹے کارخانے والے کو کئی ایک مراحل سے گذرنا پڑتا ہے ۔ مثال کے طور پر سوشل سیکورٹی Old age benefit ایجوکیشن ٹیکس ، پروفیشنل ٹیکس ، گروپ انشورنس ، انکم ٹیکس ، گریچوٹی ۔ یہ سب ملا کر بہت سارے ٹیکس بن جاتے ہیں ۔ چھوٹے سے چھوٹے کارخانے والے کو بھی ان مراحل سے گذرنا پڑتا ہے ۔ اس لیے میری یہ استدعا ہے کہ اگر ان سب کو اکٹھا کر کے ان کے پیسے مزدور کو دے دئے جائیں تو یہ بہت بہتر ہوگا کیونکہ مزدوروں کو ان میں سے کچھ نہیں ملتا ۔ آخر ایک چھوٹی صنعت کب تک چل سکتی ہے اور کون 20 سال انتظار کر سکتا ہے ؟ کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک ؟ (قہقہے) ۔ بیس سال بعد وہ چھوٹی فیکٹری کہاں ہو گی ؟ اس لیے ان کی کٹوتی وہیں کی وہیں پڑی رہے گی ۔ دوائیوں کا خرچ بھی ایسے ہی چلتا ہے ۔ اس میں سے بھی کسی کو کچھ نہیں ملتا ۔

دوسرے میری یہ عرض ہے کہ صنعتکاروں کو چھوٹی سے چھوٹی فیکٹری لگانے کی اجازت کے لیے اسلام آباد اور کراچی کے چکر لگانے پڑتے ہیں ۔ پنجاب اتنا بڑا صوبہ ہے ۔ اس کے لیے پنجاب ہی سے اجازت ملنی چاہیے ۔

بینکوں سے روپیہ نہیں ملتا اور تھوڑی سی رقم کے لیے کیس کراچی بھیجا جاتا ہے جس پر کئی ماہ تک لگ جاتے ہیں ۔ حکومت لبی حصے میں مزید سٹیل ملوں کی اجازت نہیں دے رہی ۔ جب تک لاکھوں ٹن سٹیل ہر سال درآمد کیا جا رہا ہے اس کی کیا وجہ ہے کہ حکومت نئی سٹیل ملوں کی اجازت نہیں دے رہی ؟ اگر اس کا جواب یہ ہے کہ کراچی سٹیل مل لگ رہی ہے ، اس لیے حکومت نجی شعبے کو اجازت نہیں دے رہی تو میرا سوال یہ ہے کہ کراچی سٹیل ملز کے اخراجات اس قدر ہوں گے کہ وہ لوہے کی قیمت آسمان پر لے جائیں گے لوہا ہر صنعت کے لیے بنیادی ضرورت ہے ۔ وہ اس قدر مہنگا کر دیا جائے گا کہ ملک میں کسی قسم کی کوئی صنعت نہیں لگ سکے گی ۔ میں دریافت کرنا چاہوں گا کہ حکومت نجی شعبوں میں سٹیل ملز کی اجازت دے رہی ہے یا نہیں ؟ نجی شعبے میں ٹریکٹروں کے دو پلانٹ کی اجازت ملی ہے لیکن اس پر خاطر خواہ کام نہیں ہو رہا ۔

جناب گورنر ۔ کیا آپ یہ تقریر لکھ کر لائے ہیں ؟

حاجی محمد اسلم بٹ (ممبر میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ) ۔ نہیں جناب والا ۔ یہ تو پوائنٹ ہیں ۔

جناب گورنر ۔ یہ آپ کے پوائنٹ ہیں ؟

حاجی محمد اسلم بٹ (گوجرانوالہ) جی جناب والا ۔ یہ صرف پوائنٹ ہیں ۔ ابھی تو میں بعد میں بات کروں گا ۔ (قہقہے) ضروری نہیں کہ دو منٹ میں بات ختم ہو جائے ۔ آخر جہاں بڑے اہم مسئلے ہوتے ہیں ۔ تو میرے خیال میں اگر سن لیں تو مناسب ہو گا ۔

جناب والا ۔ ایک چھوٹا سا پوائنٹ ہے ۔ یہ بڑی اہم بات ہے ۔ یہ صحیح نہیں کہ 20 فیصد پرزے ملک میں بن رہے ہیں ۔ چند ایک چھوٹے پرزے بنتے ہیں جو غالباً 2 فیصد ہوں گے ۔ مگر اس سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ مرکزی ادارے ، جیسا کہ ملت ٹریکٹر ہے اور جن کی اس صنعت پر اجارہ داری ہے ، انہوں نے آج تک کیا کیا ہے ؟ وہ ایک فیصد

پرزے بھی تیار نہیں کر رہے - باہر سے ٹریکٹر منگوا کر اسمبل کر دینا کوئی بہادری نہیں - وہ جب میں 20 فیصد منافع جیب میں ڈال لیتے ہیں جو کہ بہت زیادتی ہے - اس لئے آپ سے التجا ہے کہ اس کو پرائیویٹ سیکٹر میں لگانے کی اجازت دی جائے -

اناؤنسر - جو ارکان عام بحث میں حصہ لے رہے ہیں وہ گفتگو کا آغاز کرنے سے پہلے از راہ کرم اپنا اور اپنے علاقے کا نام بتا دیں تاکہ اخبارات جرائد ، ٹیلیویژن اور ریڈیو کے نمائندوں کو رپورٹنگ کرنے میں آسانی رہے - شکریہ -

بیگم نسیم عبدالماجد میاں (خاتون ممبر - ضلع کونسل بہاولنگر) - جناب والا - میں ضلع بہاولنگر کے مسائل کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں - ہر ضلع کے لئے گورنر صاحب نے 100 میل سڑکیں منظور کیں - ضلع بہاولنگر کو بھی 100 میل سڑکیں ملیں حالانکہ ضلع بہاولنگر کی پسماندگی کے مد نظر اس کو زیادہ حصہ ملنا چاہئے تھا - ستم ظریفی یہ ہوئی ہے کہ اس میں سے بھی موجودہ سال کا حصہ پورا نہیں ملا حالانکہ اس ضلع کے لیے ریلوے کا نظام نہ ہونے کے برابر ہے بلکہ یہاں جو ریل چلتی ہے اس سے تو گدھا گاڑی بھی زیادہ تیز چلتی ہے - براہ کرم ہمیں 100 میل سڑکوں کا پورا حصہ دیا جائے -

دوسرے - جناب والا - گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس پہلے لاہور اور فیصل آباد سے فورٹ عباس اور ہارون آباد جاتی تھی - اب وہ بند کر دی گئی ہے حالانکہ اس پسماندہ علاقے کے لیے ریل کا بہتر نظام نہ ہونے کی وجہ سے گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کو اپنی سروس لازماً چلانا چاہیے تھی - براہ کرم فیصل آباد اور لاہور سے ہارون آباد اور فورٹ عباس کے لئے گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس شروع کی جائے -

تیسرے - جناب والا - ضلع بہاولنگر کے دیہاتی سکولوں میں معلمات کی تقرری کر دی جاتی ہے لیکن ساتھ ہی ان کے اندرونی طور پر تبادلے کر کے شہروں میں منتقل کر دیا جاتا ہے - اس طرح دیہاتی سکول خالی رہتے ہیں -

اس کے علاوہ اس سال جو سکول یکم اپریل کو کھلنے تھے ابھی تک وہ نہیں چالو ہوئے ۔ حالانکہ کاغذات میں وہ جاری شدہ ہیں ۔ براہ کرم اس طرف توجہ دی جائے ۔ یہی میری گزارشات تھیں ۔ شکریہ ۔

حافظ محمد یونس (ممبر میونسپل کارپوریشن سرگودھا) ۔ جناب والا ۔ ذاتی مکان یا دکان پر مساوی طور پر جو ٹیکس عائد کیا گیا ہے اس کے متعلق ایوان کے ایک معزز رکن جناب صدیق سالار صاحب نے جو کچھ کہا ہے ، میں اس کی تائید کرتا ہوں کہ یہ ٹیکس ایک ہی شرح سے نہیں ہونا چاہئیے ۔ میری بھی یہ تجویز ہے ۔

انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ کالجوں میں اسلامیات کا مضمون پڑھایا جانا ضروری ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ میں عرض کروں گا کہ پرائمری سکولوں کے اندر قرآن پاک کی تعلیم ابتدائی طور پر جاری کرنا بھی ضروری ہے ۔ اس وقت اپنے طور پر کچھ ماسٹر صاحبان ابتدائی قاعدے پڑھا رہے ہیں لیکن میں نے اکثر سکولوں کے اندر جا کر دیکھا کہ قرآن پاک پڑھانے کے لئے ایک بھی ماسٹر نہیں ۔ تو میری تجویز یہ ہے کہ جتنے بھی پرائمری یا ہائی سکول ہیں ان میں ایک قاری کا تقرر کیا جانا ضروری ہے تا کہ وہ تمام کلاسوں کو قرآن پاک صحیح تلفظ ، صحیح ادائیگی اور قرآت کے ساتھ پڑھا سکے ۔

میری دوسری تجویز یہ ہے کہ اس وقت گوجرانوالہ ، سیالکوٹ اور سرگودھا کو کارپوریشن کا درجہ دیا گیا ہے ۔ ان کے اندر تجاوزات بہت زیادہ ہیں ۔ ہمارے پاس اتنے وسائل نہیں ہوتے کہ فوری طور پر ان تجاوزات کو دور کیا جائے ۔ میں نے اس سے پیشتر بھی ایک قرار داد کے ذریعے حکومت سے گزارش کی تھی کہ یہاں پر ایک ایک مجسٹریٹ کا تقرر کیا جائے ۔ اب میں پھر گزارش کروں گا کہ ان تین کارپوریشنوں میں خصوصی طور پر ایک ایک مجسٹریٹ کا تقرر کیا جائے اور پولیس کی ایک ایک گارد کی بھی ان کے ساتھ تعیناتی ہونی چاہئے ۔ اور یہ مجسٹریٹ کل وقتی ہونے ضروری ہیں ۔

جناب والا ۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک اور مختصر سی گزارش کروں گا

کہ ہماری آرٹ کونسلیں اس وقت صحیح طور پر ہمارے کلچر کی عکاسی نہیں کرتیں ۔ وہ اسلامی ثقافت کو ظاہر نہیں کرتیں ضرورت اس امر کی ہے کہ نئی نسل کے ذہن میں پاکستانی کلچر کی صحیح تصویر اجاگر کرنے کے لئے اس کے اندر ضروری ترمیم کی جائے ۔ اسلام میں ایسے کلچر کی قطعاً گنجائش نہیں جس کی بنیاد مغربی تصورات پر رکھی گئی ہو ۔ اگر ہم پاکستان میں اسلامی کلچر کو فروغ دینے میں کامیاب ہو جائیں تو یقیناً دوسرے اسلامی ممالک کے لئے بھی پاکستان ایک مشعل راہ ثابت ہوگا ۔ ہمیں ایسی ثقافت کی ضرورت ہے جو صاف ستھری تفریح پر مبنی ہو اور جس میں بے حیائی کا قطعاً کوئی دخل نہ ہو ۔ بلکہ قومی صلاحیتوں کو بیہودگی کی بجائے اسلامی اقدار پر اجاگر کیا جائے ۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ اگرچہ موجودہ حکومت نے ریڈیو ، ٹیلیویژن اور ڈراموں کے ذریعے اس میں کافی اصلاح کی ہے ، مگر اس میں مزید مثبت اقدامات کرنے کی ضرورت ہے ۔ شکریہ ۔

جناب صالح محمد نیازی (صدر لیبر یونینز سرگودھا) پوائنٹ آف آرڈر ۔ میری باری نہیں آئی ۔

جناب گورنر ۔ جناب ، ساری رات پڑی ہے ۔ آپ نے ابھی تصفیہ کیا ہے ۔ کہ یوں ایک ایک چلیں گے ۔ میں پھر آپ کی طرف آؤں گا ۔ اگر آپ سب تین تین منٹ بولیں تو سب کو وقت ملے گا ۔ جو رہ جائیں گے ، رات بیٹھیں گے ۔

نواب لیاقت علی خان (وائس چیرمین ضلع کونسل ۔ ملتان) ۔ جناب والا ۔ 1969-70 میں منہا کمیشن بیٹھا تھا ۔ اس نے چند سفارشات کی تھیں ۔ اس میں آپ بھی ممبر تھے اور چند سیکرٹری صاحبان بھی ۔ اس میں پولیس کے اعلیٰ افسران شامل تھے ۔ اس کمیشن کی ایک سفارش یہ تھی کہ پراسیکیوشن ڈیپارٹمنٹ کو پولیس ڈیپارٹمنٹ سے الگ کر دیا جائے ۔ 1978ء میں پریذیڈنٹ صاحب نے یہ منظور کیا اور صوبوں کو بھیج دیا کہ اس کو آپ نافذ

کریں ۔ 1978ء سے لے کر آج 1981ء تک یہ linger on ہو رہا ہے ۔ محکمہ پولیس اس کی مخالفت کر رہا ہے ۔ پولیس کا کہنا یہ ہے کہ اگر پولیس سے پراسیکیوشن ڈیپارٹمنٹ الگ کر دیا جائے تو اس طرح اینکوری acquittals زیادہ ہوں گی دوسرے لیگل ایڈوائس لینے کے لیے کوئی ادارہ نہیں ہوگا۔ جیسا کہ اب ان کے پاس ہے ۔ تو میرے خیال میں پولیس کا کام تفتیش کرنا اور چالان کو کے پیش کرنا ہے ۔ پراسیکیوٹ کرنا یا punish کرنا نہیں ۔ دنیا میں کہیں بھی ایسا نہیں ہو رہا جیسے یہاں پر ہو رہا ہے ۔ اس سلسلے میں میں تھوڑا سا عرض کروں گا کہ اگر نچلی سطح پر پراسیکیوٹنگ ڈیپارٹمنٹ پولیس کے پاس ہے تو پھر اعلیٰ سطح پر جیسے سیشن کورٹ ہے ۔ اس میں ڈسٹرکٹ ، اٹارنی ، لاء ڈیپارٹمنٹ سے concerned ہے ۔ ہائی کورٹس میں بھی ایڈووکیٹ جنرل صاحبان بھی لاء ڈیپارٹمنٹ سے concerned ہیں ، تو وہ بھی پولیس کے حوالے کر دیئے جائیں پراسیکیوٹنگ پولیس کے حوالے کر دی جائے یا سارا لاء ڈیپارٹمنٹ کے ماتحت ہونا چاہیے ۔ آپ نے غالباً پولیس سے اس سلسلے میں پچھلے دنوں opinions بھی مانگی تھیں جس میں انہوں نے میرے خیال کے مطابق مخالفت کی ہے ۔ تو یہاں عوامی نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں ۔ ہم سے بھی کوئی opinion لے لیں ۔

جناب گورنر ۔ میرے خیال میں تو آپ ہر کہ قلل ہی پڑھ لیتے ہیں ۔

نوابزادہ لیاقت علی خان (وائس چیرمین ضلع کونسل ملتان) ۔ بہر حال ، میرا خیال ہے کہ پولیس کا view غلط ہے ۔ acquittals یقیناً زیادہ نہیں ہوں گی ۔ صرف پولیس جو من مانی کرتی ہے ۔ وہ نہیں ہو سکے گی ۔ وزیر قانون بھی بیٹھے ہوئے ہیں ۔ جس وقفہ سوالات و جوابات ہوگا تو وہ اس سلسلے میں کچھ روشنی ڈالیں کہ کچھ ہو رہا ہے یا نہیں ۔

دوسرے بی اینڈ ڈی سے متعلق کچھ عرض ہے ۔ سال رواں میں واٹر سپلائی سکیموں اور ڈرینیج سکیموں پر ضلع کونسل سے سفارشات مانگی گئی

تھیں ۔ ہم نے وہ بنا کر بھیج دی ہیں ۔ تمام ضلع کونسلوں کے ساتھ ہی ایسا ہوا ہے کہ ہمیں بعد میں پھر لیٹر آیا کہ آپ کی سفارشات ۔ Due to non availability of funds ڈراپ کر دی گئی ہیں ۔ جیسے ضلع ملتان میں دو ڈرینیج اور دو واٹر سپلائی سکیمیں انہوں نے لے لی ہیں ۔ اتفاق ہے کہ چالیس پنتالیس لاکھ روپے کی وہ چاروں کی چاروں سکیمیں ، ملتان کے ایک مرکز کی ہیں ۔ غالباً پی اینڈ ڈی میں کوئی صاحب اس علاقے کے رہنے والے ہیں ، جنھوں نے اپنے علاقے کی تمام سکیمیں recommend کروا لی ہیں ۔ اگر ڈراپ کر کے دوبارہ ان کا نمبر کم کرنا تھا ، پھر بھی ضلع کونسل سے سفارشات لینی چاہیں تھیں ۔ تو ابھی اس پر چونکہ کام شروع نہیں ہوا ۔ دوبارہ یونین کونسل سے سفارشات لی جائیں ، یا پھر یونین کونسل کو اس سلسلے میں سرے سے کنسلٹ ہی نہ کیا جائے ۔

تیسری گزارش ویلیج الیکٹریفکیشن اور پچھلے سال اپ گریڈیشن آف سکولز جو ہوا ہے ، اس کے بارے میں ہے ۔ میں اس سلسلے میں چیئرمین پی اینڈ ڈی سے وضاحت چاہوں گا کہ سکولوں کے ضمن میں ضلعوں کو الاٹ کرنے کا کیا criteria تھا ؟ یہ کن بنیادوں پر ضلع وار الاٹ کیے گئے ہیں ؟ کیونکہ کچھ ضلعوں کو اپ گریڈیشن آف سکولز سرے سے نہیں ملی جیسے ملتان ، گوجرانوالا اور چند اور ضلعے ہیں ۔

ایک سوال گورنر صاحب سے بھی ہے کہ ویجیلنس سیل کا کوئی آفس بھی غالباً ملتان میں کھلا ہے ۔ اس سلسلے میں اب تک کیا ہوا ہے ؟ ہمیں نہیں پتا ۔ یا اس کا مقصد کیا ہے ؟ وہ تو مجھے اب تک پتا نہیں چل سکا ۔ تو اس کی آپ براہ مہربانی تھوڑی سی وضاحت کر دیں ۔ شکریہ ۔

چودھری انور علی چیمہ (وائس چیرمین ضلع کونسل سرگودھا) ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جس طرح سے معزز ممبران بیٹھے ہیں ، ایک ایک سے پوچھا جائے اور جس کو سوال کرنا ہو ، وہ بتاتا جائے ، جیسے نہ کرنا ہو اس سے آگے گزرتے جائیں ۔ کوئی کسی جگہ سے کھڑا ہو جاتا ہے اور کوئی کسی

جگہ ہے ۔

جناب گورنر ۔ آپ ابھی بولنا چاہتے ہیں ؟ پلیز ، آپ سب سے پہلے آئیے ۔ آپ انتظار نہیں کر سکتے ۔ ان کے لیے پانچ منٹ ہوں گے ۔

چودھری انور علی چیمہ (سرگودھا) ۔ جناب والا ، مجھے پانچ منٹ نہیں لینے ۔ میں تو بہت مختصر سی تجاویز پیش کرتا ہوں ۔

جناب گورنر ۔ تو پانچ منٹ کھڑے تو رہیے گا ناں ؟ (قہقہے)

چودھری انور علی چیمہ (سرگودھا) صدر گرامی ! میری پہلی تجویز تعلیم کے متعلق ہے ۔ وہ یہ ہے کہ ہر گرلز مڈل سکول میں دستکاری کلاسوں کا اجراء کیا جائے ۔ ۔ ۔

راجہ محمد افضل (چیئرمین میونسپل کمیٹی جہلم) ۔ لکھا ہوا نہیں پڑھا جا سکتا ۔

چودھری انور علی چیمہ ۔ میں نے صرف پوائنٹ لکھے ہوئے ہیں ۔

1 ۔ میں تعلیم کے متعلق عرض کر رہا ہوں کہ ہر گرلز مڈل سکول میں دستکاری کلاسوں کا اجراء ہونا ضروری ہے ۔

2 ۔ دوسری گزارش بجلی کے متعلق ہے ۔ جناب نے فرمایا ہے کہ 11 کے ۔ وی لائن سے آدھ میل کے اندر جو دیہات ہوں گے ، ان میں بجلی مہیا کی جائے گی ۔ بہت سے دیہات 11 کے ۔ وی لائن کے بالکل ساتھ ہیں ۔ لیکن ان کی آبادی بہت کم ہے ۔ ان کو بجلی مہیا نہیں کی جاتی ۔ وہاں اگر چھوٹا سا ٹرانسفارمر لگا کر ان دیہاتوں کو بھی شامل کر لیا جائے تو انہیں بجلی مل سکتی ہے ۔ ورنہ ان کی باری کبھی نہیں آئے گی کیونکہ ان کی آبادی بہت کم ہے ۔ اور وہ ہمیشہ کے لیے بجلی سے محروم رہتے چلے جائیں گے ۔

3 ۔ کل وزیر مال صاحب نے فرمایا تھا کہ ہر ڈویژن میں پٹوار سکول کھولے جائیں گے ۔ اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ وہ پٹوار

سکول ڈویژن کی سطح پر کھولے جائیں ۔

4 ۔ شوگر کین کے بورڈز میں صوبائی کونسل کے اراکین کو شامل کیا جائے ۔ کیونکہ جس ضلع میں شوگر مل واقعہ ہے ، اس علاقے کا انہیں پتا ہوتا ہے ۔ دوسری سائڈ سے ممبران لے لیے جاتے ہیں ۔ انہیں اپنے ایریا کے متعلق کچھ پتا نہیں ہوتا ۔ متعلقہ صوبائی کونسل کے ممبران کو شوگر کین بورڈ میں شامل کیا جائے ۔

5 ۔ آخر میں یہ عرض ہے کہ وائس چیئرمینوں کو بھی کچھ اختیارات ملنے چاہئیں ۔ میں نے سب کمیٹی میں یہ معاملہ پیش کیا تھا ۔ وہاں چونکہ چیئرمینوں کی اکثریت ہے وہ کہتے ہیں کہ صرف چیئرمین ہی اپنے اختیارات بغیر کونسل کی منظوری کے منتقل کر سکتا ہے ۔ وائس چیئرمینوں کو مزید اختیارات دینے کی کوئی ضرورت نہیں ۔ اس سلسلے میں میری تجویز ہے کہ اگر وائس چیئرمینوں کو کوئی اختیارات نہیں مل سکتے تو چیئرمین صاحبان کو وزیر بنا دیا جائے تاکہ وائس چیئرمین بھی کبھی اختیارات استعمال کر سکیں ۔ (قہقہے ۔ نعرہ ہائے تحسین)

میاں شجاع الرحمٰن (میئر لاہور میونسپل کارپوریشن) اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

جناب چیئرمین صاحب ، سب سے پہلے میں یہ بات آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں ۔ کہ جن لیکچرار اور استاد صاحبان کی ایڈہاک تقرریاں ہوتی ہیں ۔ [illegible] چھ مہینے کے لیے ایڈہاک تقرری کر سکتا ہے ۔ اس کے بعد وہ پبلک سروس کمیشن کو کیس بھیج دیتا ہے ۔ اگر چھ مہینے گزر جائیں تو دوسرے چھ مہینے کی ایڈہاک تقرری کے لیے سروس کمیشن سے اجازت لینی پڑتی ہے ۔ ہوتا اس طرح سے ہے کہ ایڈہاک تقرری کی اجازت نہیں دی جاتی اور استاد صاحبان اور لیکچرار صاحبان کو چھ چھ ، آٹھ آٹھ مہینے تنخواہیں نہیں ملتیں ۔ اس سلسلے میں ایک ایسا طریقہ کار وضع کیا جائے کہ ان کی ایڈہاک تقرری

ختم ہونے سے پہلے اس کی منظوری لے لی جائے تاکہ ان امتحان صاحبان کو یہ تکلیف نہ ہو کہ انہیں چار ، چھ مہینے کی تنخواہیں نہ ملیں ۔

اس کے بعد میں دوسری عرض یہ کروں گا کہ جتنی بھی کارپوریشنز ہیں ، ان کے پاس بے شمار سڑکیں ہیں اور سڑکوں کے اوپر روڈ مارکنگ کرنا ، لائیٹس لگانا ، سٹریٹ لائیٹس ، یہ سب ذمہ داری کارپوریشن کی ہوتی ہے ۔ سڑکوں کو توڑنے کا کام گاڑی اور ٹرک والوں کا ہے مگر سارا روڈ ٹیکس ایکسائز ڈیپارٹمنٹ والے لے جاتے ہیں ۔ تو جو سڑکیں لوگ توڑتے ہیں ، ہم بناتے ہیں لہذا اس ٹیکس میں سے ہمیں حصہ ملنا چاہیے تاکہ ہم ان سڑکوں کی مرمت اور دیکھ بھال صحیح طریقے پر کر سکیں ۔ لاہور میں خاص طور پر گذشتہ بارشوں میں بے شمار سڑکیں خراب ہوئی ہیں جن کی مرمت پر ہمیں بجٹ سے زیادہ خرچ کرنا پڑا ۔ اس دفعہ پھر بارشوں نے بے شمار سڑکیں خراب کی ہیں ۔ تو میری یہ تجویز ہے کہ روڈ ٹیکس سے لاہور میونسپل کارپوریشن اور دوسری کارپوریشنوں کو کم از کم 50 فیصد حصہ دیا جائے ۔ اسی طرح ٹول ٹیکس ہے ۔ جتنی چیزیں ہوتی ہیں ، وہ ہم کرتے ہیں ۔ اس پر بھی بے شمار کام کارپوریشنوں کے ذمے ہوتے ہیں ۔ تو اس میں سے بھی کارپوریشنوں کو حصہ ملنا چاہیے ۔ وہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ نیا ٹیکس ہم لگا نہیں سکتے ۔ اگر نیا ٹیکس لگائیں تو لوگ شور مچائیں گے ۔ جب تک ہماری آمدنی نہیں بڑھے گی ، ہم ان تمام چیزوں کے سلسلے میں بہتر طور پر کارروائیاں سر انجام نہیں دے سکیں گے ۔

تیسرا پوائنٹ یہ ہے کہ جتنی بھی نزول لینڈز ہیں یا ہندو اوقاف کی جائیدادیں ہیں ، ان میں سے جو جو زمینیں ہمارے پاس ہیں ، یا سکول یا ڈسپنسریاں بنانے کے لیے جن جن کی ہمیں ضرورت ہے ۔ وہ یا تو ہمیں مفت پر دی جائیں اور اگر ہم نے ان کی قیمت ہی ادا کرنی ہے تو ان کی قیمت سرکاری ہو ۔

ہم اکثر لکھتے ہیں کہ یہ زمینیں ہمارے پاس ہیں ۔ ان پر

سکول اور ڈسپنسریاں ہیں یہ ہمیں فروخت کر دو اور جو لوکل قیمت ہے، وہ لے لو۔ وہ لوکل پرائس سے بھی زیادہ لکھکر بھیج دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نہیں دے سکتے۔ اسلئے ان اداروں کو یہ کہا جائے کہ جو زمینیں ہمارے پاس ہیں اور جن پر سکول یا ڈسپنسریاں ہیں وہ ہمیں دے دی جائیں۔ اور ہم سے جائز قیمت لے لیں۔ یا ہمیں یہ زمینیں lease پر دے دیں۔ تاکہ ہم وہاں سکول اور ڈسپنسریاں چلاتے رہیں۔ اس کے علاوہ تیسری پرابلم لاہور کی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ دوسری کارپوریشنوں کی بھی ہو۔ وہ یہ ہے کہ اصولی طور پر مارکیٹ کمیٹیاں اپنی مارکیٹ کے اندر فیس وصول کریں۔ یہ ان کو اختیار ہونا چاہئے۔ لیکن ہو یہ رہا ہے کہ کہ انہوں نے وہ فیس مارکیٹ سے باہر نکل کر جہاں سے کارپوریشن یا میونسپل کمیٹیاں فیس وصول کرتی ہیں وہاں سے وصول کرنا شروع کر دی ہے۔ اگر اس میں کوئی قانونی کمی ہے یا قانون میں ایسی کوئی چیز ہے کہ ان کو یہ اجازت دی گئی ہے تو قانون کو ٹھیک کیا جائے تاکہ وہ اپنی حدود میں رہ کر اپنی فیس وصول کریں۔ اس طرح جن لوگوں سے ہم نے فیس وصول کی ہوتی ہے یہ بھی ان سے فیس وصول کرتے ہیں۔ چنانچہ ڈبل ٹیکسیشن ہو جاتی ہے لاہور میں بے شمار دوکاندار اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ میں نے بہت کہا کہ آپ مت دیں۔ لیکن وہ زبردستی وصول کرتے ہیں۔

میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ سیٹلمنٹ کے محکمے کو ختم کر دینا چاہئے۔ آخر یہ کب تک ہمارے سر پر سوار رہے گا؟ اب کون سی جگہ رہ گئی جو انہوں نے الاٹ کرنی ہے؟ اب تو سوائے سڑکوں، گلی کوچوں، پارکوں یا قبرستان کے اور کچھ رہا نہیں جو انہوں نے الاٹ کرنا ہے۔ ایک پٹواری غلط رپورٹ دیتا ہے۔ اس پر وہ لکھ دیتا ہے یہ سنٹرل گورنمنٹ کی زمین ہے اس کو الاٹ کر دیں۔ اس سلسلے میں میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ ان تمام الاٹمنٹوں کو ختم کیا جائے۔ جن پٹواریوں یا آفیسرز نے غلط رپورٹیں دے کر یہ الاٹمنٹیں کرائی ہیں انہیں سخت سزائیں دی جائیں۔ تاکہ

ان کو یہ پتا ہو کہ انہوں نے یہ کام غلط کیا ہے اور ان کو اسکی سزا ملی ہے ۔ آپ حکم جاری کریں کہ آئندہ الاٹ منٹیں ختم کر دی جائیں ۔ جو پینڈنگ کیسز ہیں وہ سڑکوں یا پارکوں کے متعلق ہیں ۔ اور جن لوگوں کو غلط الاٹمنٹیں کر دی گئی ہیں اور جنکی ہم نے اطلاع دی ہے اور آئندہ بھی دیں گے ۔ ان کے پی ٹی ڈی کینسل کرکے کارپوریشن کو الاٹ کر دیں ۔ گلیاں ، سڑکیں اور پارکنگ وغیرہ کارپویشن کو واپس کی جائیں ۔ اس سلسلے میں عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ ایک سڑک 100 فٹ چوڑی ہوتی ہے اس میں سے 20 فٹ الاٹ کر دیتے ہیں ۔ وہ زمین ایک لاکھ کی ہوتی ہے لیکن 5 ہزار میں دے دیتے ہیں ۔

چوہدری غلام حیدر سجاد (صدر کسان بورڈ پنجاب ، سرگودھا) ۔ جناب والا مجھے اس بات کا احساس ہے کہ آپ کی مصروفیات بہت زیادہ تھیں اس کے باوجود آپ نے جس جذبہ ، لگن اور جس محنت سے اپنے فرائض کو نبھانے کی کوشش کی وہ قابل تعریف ہے ۔ لیکن آج آپ اکیلے نہیں آپ کے ساتھ وزرائے کرام کی پوری ٹیم ہے ۔ آپ کہہ سکتے ہیں ۔

گئے دن کہ جب تنہا تھا میں انجمن میں

اس ٹیم کا انتخاب بھی قابل داد ہے ۔ اس ٹیم میں جہاں محمد ذاکر قریشی جیسے بزرگ مولانا روم کی یاد تازہ کرتے ہیں وہاں ایسے نوجوان بھی ہیں جو وزیر تعلیم ہونے کے باوجود زیر تعلیم نظر آتے ہیں بہر حال میں گذارش کرونگا کہ انھوں نے دفتری کام بہت زیادہ کیا ہے لیکن دفتروں سے نکل کر عوام کے گھروں تک نہیں پہنچے ۔ صدر مملکت نے بار بار تلقین کی ہے کہ یہ لوگ وسیع دورے کریں اور عوام کے مسائل سنیں اور انھیں حل کرنے کی کوشش کریں اسی کی ضرورت تھی ۔ اگر بند کمرے میں بیٹھکر کام کرنا تھا تو سیکرٹری صاحبان ، کمشنر صاحبان اور ڈائرکٹر صاحبان اس کام کے لئے کافی تھے ۔ اس لئے میں آپ سے گذارش کروں گا کہ آپ انھیں اڑنے کا ڈھنگ سکھائیں اور عوام کو Face کرنے کا حوصلہ دیں ۔ میں وزرائے کرام کی خدمت میں شعر

پیش کروں گا ۔

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کروبیان

میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وزرائے کرام اپنا منصب پہچانیں ۔ یہ عوام کے نمائندے ہیں ۔ انہیں عوام کا کام کرنا چاہئے ۔ اس وقت عوام بے شمار مسائل میں گرفتار ہیں وہ اس انتظار میں ہیں کہ یہ لوگ ان کے پاس جائیں اور وہ اپنے مسائل ان کے سامنے پیش کریں ۔

نغمے بیتاب ہیں تاروں سے نکلنے کے لئے
طور ذرا چھیڑ تو دے تشنہ مضراب ہے ساز

میں گزارش کروں گا کہ یہ دفتروں سے نکلیں اور عوام سے رابطہ پیدا کریں اور اگر انتظامیہ ان کے لئے رابطۂ عوام پیدا نہیں کرتی تو ہم لوگ انہیں عوام کے ساتھ رابطہ پیدا کرنے میں مدد دیں گے ۔ یہ حضرات تشریف لائیں ۔ پھر دیکھیں کہ عوام ان کا کس طرح استقبال کرتے ہیں ۔ عوام کے سامنے حکومت کا نقطۂ نظر پیش نہ ہو تو غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے ۔ غلط فہمی سے بے چینی پیدا ہوتی ہے اور بے چینی سے تخریب کاری ۔ اس کے بعد کیا ہوتا ہے ؟ بقول علامہ اقبال ۔

اسی دریا سے اٹھتی ہے وہ موج تند جولاں بھی
نہنگوں کے نشیمن جس سے ہوتے ہیں تہ و بالا

وما علینا الا البلاغ

میاں صلاح الدین ۔ (وزیر مواصلات و تعمیرات) ۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

نوابزادہ مظفر علی خان (چیئرمین یونین کونسل گجرات) ۔ جناب چیئرمین ، میں چونکہ ایک پسماندہ علاقے سے تعلق رکھتا ہوں ، اس لئے تین منٹ سے

زیادہ نہیں لوں گا - تاہم اگر ٹیم منٹ سے زیادہ ہو جائیں تو معاف فرمانا اس معزز ایوان کا میں نے ابھی تک ایک سیکنڈ بھی نہیں لیا اس لئے میں بقایا بھی وصول کرنا چاہتا ہوں -

جناب والا - یہاں پر مختلف محکموں کی جو رپورٹیں پیش کی گئی ہیں ان کے متعلق میں مختصراً عرض کروں گا - سب سے پہلے میں زراعت کے متعلق عرض کرتا ہوں - جناب والا - جب زراعت کی بات ہوتی ہے تو سب سے پہلے زرعی زمین کی بات ذہن میں آتی ہے اور اس حقیقت سے سب لوگ باخبر ہیں کہ سیم اور تھور ہماری زمینوں کو دن بدن چاٹتی جا رہی ہیں - سیم اور تھور پر قابو پانے کے لیے جو اقدامات کئے گئے ہیں ان میں دو اہم باتیں ہیں ایک تو سیم نالوں کی کھدائی اور دوسرے سکارپ ٹیوب ویل کے لئے سکیمیں بنائے جائیں - جناب والا - جہاں تک سیم نالوں کا تعلق ہے وہ اس وقت تک بہتر نتائج دے سکتے ہیں جب تک ان کی صحیح صفائی کی جاتی رہے اور جو موجودہ طریقہ کار ہے کہ Manual Labour سے ان کی صفائی کرنا ، میں سمجھتا ہوں کہ یہ طریقہ فنڈز کے ضیاع کے مترادف ہے - سوائے چند ایک کے سب نالوں کا آدمیوں سے کھودا جانا ممکن ہی نہیں - تو اس کے لئے میری تجویز یہ ہے کہ سیم نالوں کی صفائی مشینی آلات سے کی جائے - آدمیوں کے ذریعے صفائی کرنے کے طریقہ کار میں گڑ بڑ کا زیادہ اندیشہ رہتا ہے - فیصل آباد میں حالیہ بارشوں کے دوران آپ نے ملاحظہ کیا ہوگا کہ سیم نالوں کی صفائی نہ ہونے کی وجہ سے وہاں بہت نقصان ہوا ہے - سکارپ ٹیوب ویل کا مسئلہ ایک عرصے سے بڑا متنازعہ چلا آ رہا ہے - ابھی تک اس سلسلے میں کوئی خاطر خواہ تبدیلی نہیں ہوئی - جناب والا - میں زیادہ وضاحت میں نہیں جاؤں گا لیکن یہ عرض کروں گا کہ چھوٹی چھوٹی خرابیوں کے ساتھ ساتھ جو سب سے بڑا مسئلہ ٹیوب ویل کی ناکامی کا ہے وہ یہ ہے کہ سکارپ ٹیوب ویل کا انتظام وہ انصرام تین مختلف محکموں کے سپرد ہے - نمبر ایک واپڈا ، نمبر دو

ٹیوب ویل کا محکمہ اور تیسرا اریگیشن ڈیپارٹمنٹ ۔ بجلی کا تعلق واپڈا سے ہے ۔ اس کے ملازمین ، اس کی مشینری وغیرہ کا تعلق ٹیوب ویل کے محکمے سے ہے ۔ اس پر جو آبیانہ لگتا ہے ۔ وہ اریگیشن ڈیپارٹمیٹ لگاتا ہے خواہ ٹیوب ویل چلیں یا نہ چلیں آبیانہ لگتا جاتا ہے ۔ میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ یہ طریقہ کار زمینداروں کے لئے فائدہ مند نہیں ۔ ایک محکمے کے پاس جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں اس میں ہمارا دخل نہیں ، دوسرے کے پاس جاؤ ۔ دوسرے کے پاس جاتے ہیں تو وہ یہ کہتے ہیں کہ تیسرے کے پاس جاؤ۔ لہذا ایسے ایک محکمے کے سپرد کر دیں ۔ پچھلے دنوں ٹیوب ویل کے سلسلے میں میری ملاقات ایک ایس۔ای صاحب سے ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ کچھ ٹیوب ویل بوڑھے ہو گئے ہیں ، اس لئے ان کی کارکردگی میں فرق پڑے گا ۔ یہ بالکل ٹھیک ہے کہ وہ ٹیوب ویل بوڑھے ہو گئے ہیں لیکن شرح آبیانہ دن بدن جوان ہوتی جا رہی ہے ۔

جناب والا ۔ اب میں فصلوں کی بیماریوں کے متعلق عرض کروں گا جب زراعت کے لئے کم فنڈ مختص کئے جاتے ہیں تو محکمے کی طرف سے ، حکومت کی طرف سے ان بیماریوں کے خاتمے ، کیڑے مکوڑوں کو تلف کرنے کے لئے مہم چلائی جاتی ہے لیکن اب ایسا نہیں ہوا ۔ زرعی اجناس کے نرخوں کے متعلق بھی کچھ عرض کرنی چاہتا ہوں ۔ ویسے یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ کہا جائے کہ نرخ بڑھائے جائیں ۔ لیکن جناب والا جو سب کا پیٹ پالتا ہے اس کا اپنا پیٹ بھی پلنا چاہیے ۔ تو خاص طور پر گندم کے نرخ بہت ہی کم ہیں ۔ جناب ایوب صاحب کے زمانے میں پہلی دفعہ یہ نرخ مقرر کئے گئے تھے تو اس وقت ہمیں ایک من گندم کے عوض ایک کھاد کی بوری مل جاتی تھی اور ایک ہزار من گندم کے عوض ایک ٹریکٹر حاصل کر سکتے تھے ۔ لیکن اب صورت حال وہ نہیں ۔ ویسے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ 17 روپے سے 58 روپے فی من بھاؤ ہو گیا ہے ۔ لیکن اس طرح جو ہماری inputs ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ جو ہماری ضروریات ہیں ان کے نرخ بھی بڑھ گئے ہیں ۔ حکومت

کی پالیسی ، کسانوں اور حکومت کی مختلف کوششوں کی وجہ سے ہم گندم کے معاملے میں خود کفیل ہو گئے ہیں ۔ یہ ایک خوش آئند بات ہے ۔ لیکن ہمیں اس کا انعام 25 فیصد آبیانہ بڑھا کر دیا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس فیصلے پر نظرثانی فرمائی جائے اور شرح آبیانہ نہ بڑھائی جائے ۔ اور اگر بڑھانا ہی مقصود ہو تو کم از کم گندم کے مسئلے میں ہمیں رعایت دے دیں ۔ ہم نے گندم میں خود کفالت تو حاصل کر لی ہے لیکن اس میں اب ہمیں پیچھے نہیں آنا چاہیے ۔ میری پر زور اپیل ہے کہ آپ کم از کم گندم کے کاشتکاروں پر آبیانہ نہ بڑھائیں ۔

جناب والا ۔ اب میں تعلیم کے متعلق مختصراً عرض کرتا ہوں پرائمری سکول جو کہ تعلیم کا بنیادی ادارہ ہوتے ہیں ان کی مرمت وغیرہ کے لئے کوئی فنڈ مختص نہیں کئے جاتے ۔ لہذا اس سلسلے میں غور فرمانا چاہیے ۔ ایک اور بات عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اس سال میرے ضلع کو کوئی ہائی سکول نہیں دیا گیا ۔ شاید 80 ہائی سکول پورے پنجاب میں قائم ہو رہے ہیں لیکن ضلع گجرات کو کوئی ہائی سکول نہیں دیا گیا ۔ اس کے علاوہ افسران کے لئے جو پیشہ ورانہ تعلیم و تربیت کے ادارے ہیں ان میں دیہی علاقوں کے لئے کوٹہ مقرر کیا جائے ۔ اس کے ساتھ جن اضلاع میں وہ ادارے ہیں ان میں دیہی علاقے کے لئے علیحدہ کوٹہ ہونا چاہیے ۔ جناب والا ۔ اس قسم کے اداروں میں پہلے ایم این اے اور ایم پی اے حضرات کا کوٹہ ہوا کرتا تھا ۔ ہم خدا نخواستہ ان کی جگہ تو لینے کے لئے تیار نہیں اور نہ ہی میں یہ بات کہوں گا کہ چیئرمین کو کوٹہ دیا جائے ۔ مگر ضلعی کونسل جو کہ اپنے اپنے پورے ضلع کا ایک نمائندہ ادارہ ہے ان کا کوٹہ مقرر کیا جائے ۔

اس کے بعد ایک اہم بات ہے جو کہ ہماری ترقی کے لئے ضروری ہے وہ دیہی علاقے ہیں ۔ تو اس سلسلے میں میں حکومت کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ہر ضلع کو ایک ایک سو میل سڑک دے دی گئی ہے ۔ لیکن جناب والا ، اس کے باوجود ابھی دیہی علاقوں میں سڑکیں تعمیر کرنے کی گنجائش ہے ۔

جناب والا ۔ ایک خاص مسئلہ جو میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر مال کے علم میں لانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جو ہمارے دیہاتی راستے ہیں وہ بالکل پگڈنڈیوں اور بعض جگہوں پر بنوں (وٹ) کی شکل اختیار کر گئے ہیں ۔ ان پر تجاوزات بھی ہیں ۔ اس سلسلے میں میں مقامی انتظامیہ سے کہتا رہتا ہوں ۔ لیکن اس کا خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا ۔ آپ ہدایات جاری کریں کہ دیہات میں جو کچے راستے ہیں اور جو ریونیو revenue path ہیں ان سے تجاوزات ہٹائے جائیں ۔ ۔ ۔ ۔

جناب گورنر ۔ دیکھئے آپ نے تین سے پانچ منٹ تو لے لئے لیکن دس منٹ تک نہ جائیے ۔

نوابزادہ مظفر علی خان ۔ شکریہ ۔

جناب گورنر ۔ جی ۔ آپ آئیں ۔

ملک لیاقت علی (چیئرمین میونسپل کمیٹی مظفر گڑھ) ۔ جناب والا ۔ ویسے تو "ہزاروں خواہشیں ایسی ہیں کہ ہر خواہش پہ دم نکلے ۔" لیکن میں اس خواہش کا اظہار کر رہا ہوں جس سے پنجاب گورنمنٹ کا فنڈ اور کوئی خاص مسئلہ involve نہیں ۔ وہ یہ کہ کچھ عرصہ قبل پنجاب گورنمنٹ کی ایک سکیم تھی جس کے تحت میوہسپتال ، نشتر ہسپتال اور اس قسم کے صوبے کے دوسرے بڑے ہسپتالوں کے سپیشلسٹ ڈاکٹر صاحبان آس پاس ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کے ہسپتالوں میں جا کر ہفتہ میں یا پندرہ دن میں ایک بار مریضوں کو دیکھا کرتے تھے لیکن اب کچھ عرصے سے وہ سکیم بند کر دی گئی ہے جس سے لوگوں کو بہت زیادہ تکلیف کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ۔ اس طرح مظفرگڑھ کے لوگ بھی جو کہ ملتان سے اکیس میل کے فاصلے پر ہے ، ہزاروں کی تعداد میں فائدہ اٹھاتے تھے ۔ لیکن اب وہ اس سہولت سے محروم ہیں ۔ لہٰذا براہ کرم یہ سکیم دوبارہ شروع کی جائے ۔ شکریہ ۔

ڈاکٹر محمد اشرف ارائیں (چیئرمین میونسپل کارپوریشن سیالکوٹ) ۔

جناب والا۔ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کیا کسی فاضل رکن کا یہ استحقاق ہے کہ وہ ہاؤس میں قرارداد پیش کر سکے۔ اور وہ قرارداد ہاؤس میں زیر بحث لائی جا سکے اور اس پر کوئی عملدرآمد کیا جا سکے؟ یہ میں اس لئے دریافت کر رہا ہوں کہ میں نے فروری میں تین چار قراردادیں اس نیت سے سیکرٹریٹ کو ارسال کی تھیں کہ اس ایوان میں ان قراردادوں پر بحث کی جائے اور بحث کے بعد جو لائحہ عمل اختیار کیا جائے اس پر عمل درآمد ہو۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ ان قراردادوں کو ہمارے ایجنڈے میں شامل نہیں کیا گیا۔ اس سلسلے میں میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں کوئی لائحہ عمل تجویز کرنا چاہیے کہ ہم کس طریقہ پر پنجاب کونسل کے اجلاس کو conduct کریں۔

دوسرے مجھے اس چالیس رکنی کمیٹی کی سفارشات کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے۔ جو کہ انہوں نے تجویز کی ہیں۔ اس میں سفارش نمبر 11 کی وجہ سے شہری علاقوں کی کارپوریشنوں اور کمیٹیوں کی حق تلفی ہوئی ہے۔ اس میں یہ تجویز کیا گیا ہے کہ شہری علاقوں اور کارپوریشنوں کو پابند کیا جائے کہ وہ Cattle fair market منعقد نہ کروائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ان کی آمدنی متاثر ہوگی اس تجویز کی میں پرزور تائید کرتا ہوں کہ اگر کوئی ضلع کونسل یا شہری علاقہ منڈی Cattle fair market منعقد کرتی ہے تو آمدنی کا [illegible]% شہری کمیٹی کو دیا جائے۔ تجویز نمبر 18 میں یہ کہا گیا ہے کہ مارکیٹ کمیٹیوں کو لوکل کونسل کے عمل درآمد میں لایا جائے۔ میں اس کی تائید کرتا ہوں۔ تجویز نمبر 26 میں محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن سے کہا گیا ہے کہ وہ سروے کے دوران پبلک کے نمائندوں کو بھی شامل کریں۔ اس کے علاوہ میری ایک گزارش ہے کہ لوکل کونسلوں کی ضروری مالی امداد کے لئے اگر وہ 15 فیصد جو کہ محکمہ والے چارج کرتے ہیں اس کو کم کر کے 5 فیصد کر دیا جائے تو اس سے کارپوریشن اور کمیٹیوں کے مالی

وسائل میں خاطر خواہ اضافہ ہوگا ۔ تجویز نمبر 48 میں Non scheduled items کی منظوری دی گئی ہے ۔ جیسا کہ بہت سے ممبران کے علم میں ہے کہ مختلف علاقوں میں مختلف rates ہیں ۔ اینٹوں کے ، سیمنٹ کے اور اس طرح کے دیگر Non scheduled items کے لئے ہمیں گورنمنٹ سے منظوری لینا پڑتی ہے جس کے لئے عرصہ دراز چاہیے ۔ اس سے ہمارے ترقیاتی کام متاثر ہو رہے ہیں ۔ میری تجویز یہ ہے کہ نان شیڈول آئٹم یا ایسے آئٹم جہاں rates کی variation ہو اس میں اگر متعلقہ کونسل کو اجازت دے دی جائے کہ وہ اپنے حالات کے مطابق اپنے ریٹ مقرر کر دیں تو اس سے ترقیاتی کاموں میں جو تاخیر واقع ہوتی ہے اس میں کمی واقع ہو جائے گی ۔ جناب والا تجویز نمبر 52 میں یہ کہا گیا ہے کہ اگر تہہ بازاری issue کرنا ہو تو ڈپٹی کمشنر سے اجازت لینی چاہیے ۔ میں کہتا ہوں کہ ان حالات میں ڈپٹی کمشنر کو involve نہ کریں ۔ Lease period کے لئے اس میں سفارش کی گئی ہے کہ اس کی معیاد ایک سال سے بڑھا کر تین سال کر دی جائے ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس Lease period کو تین سال کی بجائے 5 سال تک بڑھایا جائے ۔ شکریہ ۔

جناب خورشید احمد (سیکرٹری جنرل آل پاکستان فیڈریشن آف ٹریڈ یونینز لاہور) ۔ جناب صدر ، میں تحسین کا اظہار کرتا ہوں کہ آپ نے اپنی تقریر ہیں اس بات کا اظہار کیا ہے کہ صوبے سے جہالت ، غربت اور بیماری کو دور کرنا ہے ۔ ہمیں اپنے کردار سے قول و فعل کے تضاد کو دور کرنا ہے ۔ تو اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں ہماری قومی زبان اور قومی لباس کی بات ہوتی ہے ۔ وہاں ہمارے دل اور دماغ میں بطور پاکستانی محنت کش اور بطور مسلمان قومی جذبے کو سرایت کرنے کی ضرورت ہے ۔ جوکہ عمل میں ظاہر ہو اور وہ قومی جذبہ ہوگا ۔ یہ جو تین ارب 35 کروڑ روپیہ انہوں نے پنجاب کا کہا ہے یہ رقوم اپنی جگہ پر درست ہیں ۔ لیکن سب سے بڑی قوت جو ہے وہ ہے انسانی قوت ۔ انسان اشرف المخلوقات ہے اور اس میں صحیح او مجاہدانہ جذبہ ہو تو اس میں تمام کام دیانتداری سے حل

ہو سکتے ہیں ۔ اس سلسلہ میں میں یہ عرض کروں گا کہ لوگوں میں یہ احساس ہو کہ ہر شخص قانون کے سامنے ایک جیسا ہے اور اس میں مالدار اور غریب ۔ اثر والے اور بے اثر سب برابر ہیں ۔ اس میں اگر کوئی غلطی کرے گا تو اس کی پوری سزا دی جائے گی ۔ اس طرح سے انصاف سستا اور ایک جیسا اور آسان ملے گا ۔ یہ بات اگر انتظامیہ میں پیدا کی جائے تو اس میں لوگوں کا اعتماد بڑھتا ہے ۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ انتظامیہ میں تو آبادیاتی دور کی بدعتیں سفارش خانہ اور رشوت خانہ اس دور میں بھی اسی طرح سے مسلط ہیں جن کے باعث لوگ لائسنس اور پرمٹ لے کر راتوں رات امیر بن گئے ۔ دولت نے ملک کے معاشرے کو گزشتہ تیس سال سے خراب کر رکھا ہے ۔ اور اعتماد اٹھ گیا ہے تو ان بیماریوں کو جب تک آپ دور نہیں کریں گے ۔ پاکستان بیماریوں ۔ ناداریوں اور ناانصافیوں سے پاک نہیں ہو سکتا ۔ اس کے لئے جہاد کی ضرورت ہے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے بچے قوم کا مستقبل ہیں ۔ (Children are the future of nation) بلکہ future of mankind ہیں ۔ اس وقت ہمارے ملک میں حالت یہ ہے ۔ کہ بیس فیصد بچے پرائمری سکول جاتے ہیں اور میرے پاس اعداد و شمار ہیں کہ اس میں سے بمشکل ساڑھے تین فیصد بچے ثانوی تعلیم میں جاتے ہیں ۔ باقی ساڑھے چھیانوے فیصد لوگ ثانوی تعلیم میں نہیں جا سکتے ۔ اگر ہم نے قوم بنانی ہے تو ہمیں human interest پر سب سے زیادہ زور دینا ہوگا اور لوگوں میں شہریوں میں ، دیہاتیوں میں ہر جگہ تعلیم عام کرنا ہوگی ۔ تعلیم کے نظام میں یہ پوزیشن ہے جناب والا کہ لوگ وہاں پر بھی سفارشیں کرتے ہیں اور سفارشوں کے پیچھے بھاگتے ہیں لوگ invigilator کو تلاش کرتے ہیں ۔ لوگ پرچہ بنانے والوں اور مارکنگ کرنے والوں کو تلاش کرتے ہیں ۔ اگر یہی حال رہا تو ہمارے ملک کی ڈگریاں بھی کئی دوسرے ممالک تسلیم نہیں کریں گے ۔ تو اس سلسلہ میں لوگوں میں محنت کا جذبہ سرایت کرنے کی ضرورت ہے ۔ ملک میں غریب والدین اپنے بچوں کو تعلیم نہیں دلا سکتے اور چھوٹی دکانوں اور

چھوٹی صنعتوں میں لوگ اپنے بچوں کو بھیجتے ہیں ۔ child labour اس قدر ہے کہ اس ملک سے اس کو eleminate کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کے والدین کی مالی حالت کو بہتر بنایا جائے اور اس میں انقلابی جد و جہد کی ضرورت ہے تاکہ یہ ملک صحیح قائد اعظم کا پاکستان بن سکے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے ملک میں بے روزگاری اور نیم بے روزگاری کے کوئی اعداد و شمار نہیں اور وقت کی وہ قدر و منزلت جو کہ ایک زندہ قوم میں ہونی چاہیے اس کا احساس مفقود ہے ۔ ہر فرد قوم کے مقدر کا ستارہ ہے لیکن دیہاتیوں میں بے روزگاری اس قدر عام ہے جس کا کوئی شمار نہیں اس لئے وہاں پر آپ کو Agro-based industry بنانی چاہیئے ۔ کارخانے قائم کریں کہ لوگ وہاں پر روزگار حاصل کر سکیں ۔ بجائے اس کے کہ وہ litigation میں involve ہوں ۔ اس سلسلہ میں ہمارے ملک کی آبادی کا نصف حصہ جو ہے وہ خواتین ہیں ۔ ان کے لئے بھی آپ انڈسٹری قائم کریں ۔ تاکہ ان کی آمدن بڑھے ۔ آج حالت یہ ہے جناب والا ۔ کہ ایک مزدور ہے ۔ ایک دستکار ہے ، ایک آدمی کمانے والا ہے اور اس کے دس dependants ہوتے ہیں ۔ خدانخواستہ اس کی موت ہو جائے تو باقی تمام افراد کسمپرسی کی حالت میں ہوتے ہیں یہ ٹھیک ہے کہ آپ نے زکواۃ کا محکمہ قائم کیا ہے ۔ وہاں پر غربا کو زکواۃ دینے کا بند و بست ہے مگر بہتر ہوگا کہ ان کو زکواۃ دینے کی بجائے اس زکواۃ کی رقم سے ان کے لئے انڈسٹری کا بند و بست کریں ۔ ان کے لئے انڈسٹری قائم کریں تاکہ بیوگان کی امداد ہو ۔ اور انھیں روزگار میسر ہو سکے ۔ غیر لازمی کام eliminate کریں ۔ علاوہ ازیں ایک عام آدمی کو جو بات متاثر کرتی ہے وہ روزمرہ کے استعمال کی اشیاء ہیں اور ان سب میں ضروری ہے وہ نہیں مانگتا ۔ روٹی جو کہ بنیادی ضرورت ہے وہ بھی اس کی Bread Butter دسترس سے باہر ہے ۔ یہ مثل مشہور ہے کہ A hungry man is an angry man تو اس سلسلہ میں قیمتوں کا جو تناسب ہے ۔ وہ بہت زیادہ بڑھ رہا ہے ۔ ٹھیک ہے ہم کہتے ہیں کہ اجناس صحیح ہوں ۔ 1940 سے لے کر آج تک جو wages بڑھی ہیں اس کے تناسب سے آج wage earner چاہے وہ کسی کلاس

کا بھی ہے۔ اس کی margin بڑھی ہے۔ اس لئے اگر آپ اس تناسب سے دیکھیں۔ جو لوگ سودوں میں ہوتے ہیں وہ prime stock کو خریدیں اس وقت ہماری purchase price زیادہ ہوتی تھی۔ آج حماد بھی منظور اور مسٹر خواہ کسی بھی ٹریڈ (trade) میں ہوں آپ believe کریں کہ وہ لوگ کتنی کما رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر منافع ہو تو سو میں سے سو فیصد ہونا چاہئے ہے۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ صنعتی تعلقات درست کریں۔ اس وقت ملک میں مارشل لا نافذ ہے۔ اس وقت یہی میں قومی جذبے سے کہنا چاہتا ہوں کہ اگر تمام طبقات میں محبت، بھائی چارہ، مفاہمت صحیح بنیادوں پر قائم ہوگی، تو دیرپا ہوگی۔ لیکن اگر ہم ورکر پر دباؤ ڈالیں گے تو وہ عارضی ثابت ہوگی۔ اگر آج حکومت کا کوئی کارکن ہم پر زبردستی کرے گا تو وہ بھی عارضی ہوگی۔ اصل بات دل اور محبت کی ہے جو کہ ہمارے اسلام کا اصول ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اس ملک کے جو کارخانہ دار ہیں وہ اسی ملک میں کارخانے لگائیں۔ بجائے اس کے کہ وہ پیسہ ملک سے باہر لے جائیں اور باہر جا کر سرمایہ کاری کریں۔ باہر بھی آپ دیکھ لیں کہ لندن میں کتنا جو پڑا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ صنعتی تعلقات افہام و تفہیم اور مساوات کی بنیاد پر قائم کئے جائیں اس سلسلہ میں میں یہ عرض کروں گا کہ مارشل لاء ریگولیشن بلک آیا ہے اور اس سلسلہ میں ہم چاہیں گے، آپ سے بات کریں گے۔ ہمارے جذبات آپ صدر پاکستان کو پہنچا دیں اور شاہی طور پر جو بند کارخانے ہیں جیسے سروس انڈسٹریز، فردوس انڈسٹریز اور دوسرے کارخانے جو ٹیکسٹائل سے متعلق ہیں ان کو کھلوائیں اور جو مزدور بے کار پھر رہے ہیں ان کو کام پر لگوائیں تاکہ ملک کی پیداوار بڑھے اور آخر میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے دنوں صدر پاکستان نے کراچی میونسپل کارپوریشن کے لیے چند کروڑ روپے کی گرانٹ کا اعلان کیا تھا میں گزارش کروں گا کہ اسی طرح لاہور کے لئے بھی کوئی گرانٹ منظور کی جائے، لاہور بھی پاکستان کا شہر ہے۔ لاہور کی بھی سڑکیں خراب ہیں۔ اس کا شمالی علاقہ جس میں وسن پورہ، شاد باغ وغیرہ شامل ہیں،

چار پانچ لاکھ کی آبادی پر مشتمل ہے ۔ اس علاقہ میں کوئی کالج ۔ سکول نہیں اگر وفاقی فنڈز میں سے کوئی مدد ہو سکے تو ضرور کریں ۔ اس طرح پنجاب کے دوسرے علاقوں کے لئے بھی فنڈز مہیا کئے جائیں۔ آخر میں جناب والا میں خود کفالت کے متعلق عرض کروں گا کہ ورلڈ بنک کی رپورٹ کے مطابق ہمارا ملک دنیا کے غریب ترین ممالک میں سے ایک ہے ۔ ہم کوئی امیر ملک نہیں ہیں ۔ ہمارے ملک میں مڈل ایسٹ کی طرح تیل نہیں نکل رہا ۔ مگر ہمارے پاس خدا کے فضل و کرم سے ایسے وسائل اور افرادی قوت ہے کہ اگر ان کا صحیح استعمال ہو تو جس طرح ہم گندم میں خود کفیل ہو گئے ہیں اسی طرح باقی کاموں میں بھی خود کفیل ہو سکتے ہیں ۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنی مدد آپ کی جائے ۔ کفالت اور خود انحصاری کی بنیاد پر اپنے ملک کو ترقی دی جائے اور جو ملک میں چیزیں بنتی ہیں ان کو استعمال کیا جائے ۔ بجائے اس کے کہ ہر چیز درآمد شدہ ہو ۔ اپنے ملک کی چیزوں سے محبت کی جائے اور سادگی کو اپنایا جائے ۔ اگر آپ برا نہ بتائیں تو میں یہ عرض کروں کہ اس وقت جس کے پاس مرسیڈیز ہو ، جس کے پاس بڑی رہائش ہو اس کو بہت بڑا آدمی سمجھا جاتا ہے۔ لیکن جس طرح حضور کے زمانہ میں رسول پاکؐ ان کے صحابہ کرامؓ اور ان کا جو اسوہ حسنہ تھا اس کو ہمیں اپنانا چاہیے اور ایک باانصاف معاشرہ قائم کرنا چاہئے اس طرح اللہ کی نظر میں بھی اور لوگوں کی نظر میں بھی انسان بڑا ہو جاتا ہے ۔

اس کے علاوہ جناب والا میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہمارے ملک نے ترقی کرنی ہے تو وہ لوگ جو محنت کرتے ہیں ، دماغ اور ہاتھ سے محنت کر کے اس ملک کو سنوارتے ہیں ان کو آپ اہمیت دیں ان کو آپ صحیح مقام دیں ، ان کی قدر و منزلت کیجیے ، چاہے وہ کاشت کار ہو چاہے وہ مزدور ہو ، چاہے وہ دانشور ہو ملک میں سادگی کو ہر جگہ لاگو کیجیے ۔ اسی طرح ملک سے محبت کر کے ہی ملک کی صحیح طرح حفاظت ہو سکتی ہے اور ملک کی خوشحالی کی طرف جد و جہد ہو سکتی ہے باتیں تو بہت سی ہیں

لیکن چونکہ گھنٹی بج رہی ہے تو میں یہی کہوں گا کہ

آزاد کا ہر لمحہ ہے پیغام ابدیت
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

شیخ غلام حسین :۔ (ممبر میونسپل کارپوریشن ، راولپنڈی) جناب والا سب سے پہلے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے سیل کے اندر دو ڈویژن ہیں اس لئے ہماری طرف سے ایک کی بجائے دو مقرروں کو موقع فراہم کیا جائے ۔

جناب والا ! میں ایک مسئلہ آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں جوکہ صرف راولپنڈی میونسپل کارپوریشن کو ہی نہیں بلکہ پورے پنجاب کو در پیش ہے اور وہ وزارت قانون سے متعلق ہے ۔ ہمارے ہاں جو حکم امتناعی جاری ہو رہے ہیں میں ان کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں پہلے تو یہ ہوتا تھا کہ ایک کام جاری ہے اور کارپوریشن اس کو نوٹس جاری کرتی تھی تو حکم امتناعی جاری ہوتا تھا ۔ اب دوسری سٹیج یہ آ گئی ہے کہ **encroachment** کرنے سے پہلے ہی امتناعی لے آتے ہیں ۔ اور اب بات اس سے بھی کچھ آگے بڑھ گئی ہے ، اب یہ ہو گیا ہے کہ حکم امتناعی سے مراد یہ نہیں ہوتا کہ **Status quo** ہو بلکہ اب یکطرفہ فیصلہ دے دیا جاتا ہے کہ آپ تعمیر جاری رکھیں ۔ میرے خیال میں یہ بہت بڑا جرم ہے میرے پاس راولپنڈی کے تین ایسے کیس موجود ہیں جن پر ناجائز تجاوزات ہوئیں اور ہم نے کارپوریشن کی طرف سے نوٹس دیا کہ تعمیر روک دی جائے مگر ہمیں پابند کر دیا گیا کہ آپ مداخلت نہیں کر سکتے اور انہیں اجازت دے دی گئی کہ وہ اپنی تعمیر جاری رکھیں ۔ جناب والا ! یہ ہمارے لئے ناقابل برداشت ہے ۔ دوسرے لفظوں میں اگر ایک ایڈمنسٹریٹر قانون کی پاسداری کے لئے نوٹس جاری کرتا ہے تو اس نے تو وہاں ساری عمر رہنا نہیں ہوتا ۔ ہم تو صرف شہریوں سے قانون کی پاس داری کروانا چاہتے ہیں ۔ اس طرح ہمارے لئے بڑا مشکل ہے کیونکہ ہم نے وہیں جینا ہے وہیں مرنا ہے اور اگر عدالتوں میں اس طریقہ

سے ہوتا رہا تو ہمارے ہاتھ میں سوائے شرمندگی کے کچھ نہیں آئے گا۔ وقت کی کمی کے پیش نظر میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاھتا بس اتنا عرض کروں گا کہ اس کا فوری طور پر نوٹس لیں -

دوسری گزارش یہ ہے کہ اوقاف کی عمارات اور زمینیں کارپوریشن کے پاس ہیں ۔ ہم اس سلسلہ میں کئی دفعہ اپنی عرضداشت بھیج چکے ہیں اب اس حد تک اجازت دے دی گئی ہے کہ ہم ان عمارات کی مرمت کروا سکتے ہیں۔ ہمارے پاس ایک سکول کی عمارت ہے جس کا تخمینہ مرمت ڈیڑھ لاکھ روپے ہے اب کل کو یہ عمارت ہمیں نہیں ملتی تو اتنی بڑی رقم ہم کس طرح سے خرچ کر سکتے ہیں ۔ اس بات کی نہ تو ہمیں ہمارا ایوان اجازت دیتا ہے اور نہ ھی مناسب ہے ۔ اس لئے میری گزارش ہے جو زمینیں اور عمارات کارپوریشن کی تحویل میں ہیں ان کو کارپوریشن کے پاس ٹرانسفر کیا جائے ۔ اس کے علاوہ جناب والا منسٹری آف ہیلتھ سے بھی ایک درخواست ہے کہ ہم کارپوریشن میں ایک آنکھوں کا ہسپتال کھولنا چاھتے ہیں ۔ اس سلسلہ میں ہم مقامی طور پر ان کے ماھرین سے بات چیت کر رہے ہیں اور ہم چاھتے ہیں کہ جہاں پر اور کام ہوں یہ کام بھی ہونا چاھئے کیونکہ آج کل ڈاکٹر حضرات جس طریقہ سے لوگوں کی کھال اتار رہے ہیں - - - -

ڈاکٹر محمد اشرف آرائیں (سیالکوٹ) ۔ جناب والا فاضل رکن کو کسی پیشے کے متعلق ریمارکس دینے کا کوئی حق نہیں ۔ کھال اتارنے والی بات انہیں واپس لینی چاھیے۔

شیخ غلام حسین (راولپنڈی) ۔ جناب والا! خدا نخواستہ میں کسی کی کوئی تضحیک نہیں کر رہا ۔ اتنی فیس وصول کی جاتی ہے کہ لوگ اسے برداشت نہیں کرسکتے ۔ اس لئے ہم آنکھوں کے امراض کا ہسپتال قائم کرنا چاھتے ہیں ۔ میں محکمہ صحت سے درخواست کروں گا کہ وہ ہماری مدد کریں ۔

جناب گورنر۔ ڈاکٹر صاحب جو توجہ دے رہے ہیں اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟

شیخ غلام حسین۔ جناب والا میں نے عرض کیا ہے کہ میرا مطلب کسی کی تضحیک کرنا نہیں ہے اگر اس سے کسی کی تضحیک یا دل آزاری ہوئی ہے تو میں یہ الفاظ واپس لیتا ہوں۔ اس کے بعد میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کونسلر حضرات کے بارے میں حکومت وقتاً فوقتاً بے شمار ایسی ہدایات جاری کرتی ہے۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ کونسلر حضرات نے جس محکمہ میں رابطہ قائم کرنا ہو یا ضرورت پڑے تو اسے عزت و تکریم دی جائے۔ میرے پاس اکثر شکایات ہیں اور خاص طور پر محکمہ پولیس سے متعلق کہ جہاں کونسلر حضرات نے کوئی سفارش کی وہاں اس کا کام ہونے والا بھی نہیں ہوتا۔

جناب گورنر۔ جائز یا ناجائز کام؟

شیخ غلام حسین۔ جناب والا جب کام نہیں کرنا ہوتا تو جائز کو بھی ناجائز قرار دیا جاتا ہے۔ (قہقہہ) اس کا ضرور تدارک کیا جائے اور حکومت کی جو منشا ہے اسے پورا کیا جائے۔ اس کے بعد جناب والا میری آخری گزارش یہ ہے کہ راولپنڈی میں پانی کی بڑی کمی ہے۔ آبادی کے لحاظ سے ہمیں دو کروڑ گیلن پانی کی ضرورت ہے۔ اور اس وقت ہمیں راول ڈیم سے ایک کروڑ گیلن پانی مل رہا ہے۔ اس کے علاوہ راولپنڈی کارپوریشن اپنے ٹیوب ویل کے وسائل سے 30 لاکھ گیلن کے قریب پانی حاصل کرتی ہے۔ 70 لاکھ گیلن پانی کی ہمیں روزانہ کمی ہے۔ اس کے لئے پچھلے دنوں بھی میٹنگ ہوئی تھی۔ اس مسئلہ کو کارپوریشن اپنے وسائل کے اعتبار سے حل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ پچھلے سال بھی تین ٹیوب ویل لگائے اس سال بھی لگا رہے ہیں لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ اگر ٹیوب ویل سے پانی کی کمی کو پورا کرنا ہے تو ہمیں چالیس ٹیوب ویل چاہئیں تو یہ تقریباً کوئی چوبیس پچیس کروڑ روپے کا منصوبہ ہے حکومت بھی حتی الامکان اس سلسلہ میں امداد کر سکتی ہے ہماری امداد کرے۔

محکمہ سیٹلمنٹ کے بارے میں عرض یہ ہے کہ راولپنڈی میں محکمہ سیٹلمنٹ نے تین جگہ کارپوریشن کی زمین لوگوں کو الاٹ کر دی ہے - تو اس سلسلے میں متعلقہ وزیر سے میری درخواست ہے کہ اب چونکہ زمین اور رہی نہیں اور اب کارپوریشن کی زمین کو لوگوں میں الاٹ کیا جا رہا ہے - اس پر بھی سختی سے نوٹس لیا جائے اور اس کا تدارک کیا جائے کیونکہ اس سے بیشمار خرابیاں پیدا ہونگی -

آخری میری عرض یہ ہے کہ حامد ناصر چٹھہ صاحب وزیر ہیلتھ کو میں ذاتی طور پر عرض کر چکا ہوں کہ راولپنڈی میں سنٹرل گورنمنٹ ہسپتال تھا جو اب صوبائی حکومت کی تحویل میں آ گیا ہے - اور جس دن سے یہ صوبائی حکومت کی تحویل میں آیا ہے اس کے بارے میں لوگوں میں غلط تاثر پیدا ہو گیا ہے کیونکہ پہلے جیسی ایڈمنسٹریشن نہیں رہی - تو ان سے میں نے درخواست کی ہے کہ آپ راولپنڈی تشریف لائیں اور جہاں تین چار سو آدمیوں کی لائن پرچی حاصل کرنے کے لئے کھڑی ہوتی ہے آپ وہاں گمنامی کی حالت میں کھڑے ہوں - پرچی لیں اور وہاں سے سٹارٹ کریں تو پھر آپ کو پتا چلے گا کہ وہاں کیا کچھ ہو رہا ہے - انہوں نے مجھ سے اتفاق کیا ہے - تو اس سلسلے میں میری ان سے درخواست ہے کہ اس بارے میں کچھ نہ کچھ کیا جائے - کیونکہ جب سے یہ ہسپتال صوبائی حکومت کی تحویل میں آیا ہے اس وقت سے نہ وہاں دوائیاں ہیں اور نہ دیگر سہولیات جس وجہ سے لوگوں کو بہت پریشانی ہو رہی ہے -

(اجلاس کی کارروائی وقفہ چائے کے لئے ملتوی کی گئی)

(اجلاس کی کارروائی چائے کے وقفے کے بعد ساڑھے گیارہ بجے زیر صدارت جناب گورنر صاحب شروع ہوئی -)

شیخ محمد اقبال - (چیئرمین میونسپل کمیٹی جھنگ) جناب چیئرمین ! میری والدہ بیمار ہے اور میں نے واپس جھنگ پہنچنا ہے اس لئے مجھے پہلے وقت دے دیا جائے -

جناب گورنر - ٹھیک ہے - شیخ محمد اقبال -

شیخ محمد اقبال (چیئرمین میونسپل کمیٹی جھنگ) جناب چیرمین - میں میونسپل کمیٹی جھنگ کے متعلق عرض کروں گا کہ ہائی وے کی جو سڑکات میونسپل کمیٹی جھنگ کی حدود سے گذر رہی ہیں وہ تقریباً دو اڑھائی میل لمبی ہیں - یہ سڑکیں ہمیشہ بارشوں کے دوران خراب ہو جاتی ہیں محکمہ ہائی وے ان کی مرمت نہیں کرتا اور نہ ہی اس کی طرف کوئی توجہ دیتا ہے حالانکہ یہ بوجھ میونسپل کمیٹی اٹھانے کے لئے تیار ہے اگر یہ چیز اس کو ٹرانسفر کر دی جائے تو میونسپل کمیٹی اس بوجھ کو اٹھانے کے لئے تیار ہے - ہم نے اس ضمن میں ایک قرار داد بھی بھیجی کہ ان سڑکات کو میونسپل کمیٹی کو ٹرانسفر کر دیا جائے - وہاں ناجائز تجاوزات بھی ہیں جن کو ہم نہیں گرا سکتے - اور محکمہ ہائی وے اس پر توجہ نہیں دیتا - میں وزیر موصوف سے عرض کروں گا کہ ان سڑکات کو میونسپل کمیٹی جھنگ کو ٹرانسفر کر دیا جائے - کیونکہ وہ اس کی حدود میں سے گذر رہی ہیں -

دوسرے جناب والا جھنگ میں سیوریج سکیم چل رہی ہے - وہ اب مکمل ہونے کو ہے - یہ سکیم آدھے شہر کے لئے ہے اور پبلک ہیلتھ نے اس آدھے شہر کی سکیم کو 82-1981 کے ڈویلپمنٹ پروگرام میں رکھنے کے لئے لکھا تھا لیکن اس وقت ہمارے پاس اپنا حصہ جمع کرانے کے لئے پیسے نہ تھے - اس لئے ہم نے قرار داد کے ذریعے لکھا کہ یہ پیسے ہم جولائی میں دے دیں گے - ہماری سکیم پروگرام میں رکھ لی جائے لیکن انہوں نے اس کا جواب یہ دیا کہ ہم نے آپ کی سکیم کو پروگرام میں شامل نہیں کیا ہم دس لاکھ دینے کے لئے تیار ہیں تا کہ شہر کے دوسرے حصے کو بھی فائدہ پہنچ سکے -

جھنگ میں ایک سبزی منڈی ہے جو شہر کے درمیان سے گذرتی ہے - مارکیٹ کمیٹی اس کی فیس وصول کرتی ہے کئی دفعہ سبزی منڈی والوں نے مارکیٹ کمیٹی کو کہا کہ اس منڈی سے ٹریفک میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے ہمیں اجازت دیں کہ ہم اسے کھلی جگہ پہ لے جائیں اور وہاں منڈی بنائیں -

نہ ان کو بنانے کی اجازت دی جاتی ہے اور نہ ہی مارکیٹ خود سبزی منڈی بناتی ہے -

جناب گورنر - یہ اجازت کس نے دینی ہے ؟

شیخ محمد اقبال - (جھنگ) - مارکیٹ کمیٹی نے اجازت دینی ہے کہ آپ اپنی پرائیویٹ سبزی منڈی بنالیں یا مارکیٹ کمیٹی خود بنادے - نہ یہ خود بناتی ہے نہ ان کو اجازت دیتی ہے - اس سے چھ چھ گھنٹے ٹریفک بند رہتی ہے -

جناب گورنر - کیا وجہ ہے کہ وہ باہر لے جانا چاہتے ہوں لیکن ان کو اجازت نہیں دی جاتی ؟

شیخ محمد اقبال - (جھنگ) مارکیٹ کمیٹی والے اجازت نہیں دیتے -

جناب گورنر - آپ ان سے کیوں نہیں کہتے کہ اجازت دیں - what is the problem in it ? آپ over centralization چھوڑیں Decentraliza- tion کریں - آپ خود دیکھ کر کریں - Kindly help them to arrive at the decision.

شیخ محمد اقبال - جناب والا گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کے سلسلے میں ایک خبر نوائے وقت میں شائع ہوئی ہے اور وہ محکمہ ٹرانسپورٹ کے خلاف شکایت ہے کہ محکمہ ٹرانسپورٹ لوٹ کھسوٹ کر رہا ہے اور گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کو نقصان ہو رہا ہے - میں سبجیکٹ کمیٹی کا کنوینر ہوں محکمہ ٹرانسپورٹ میں ایسی کوئی بات نہیں ہے -

صالح محمد نیازی - (صدر لیبر یونین سرگودھا) - ٹرانسپورٹ سے آپ کی کیا مراد ہے ؟

شیخ محمد اقبال - محکمہ ٹرانسپورٹ ایک علیحدہ محکمہ ہے اگر ایم-آئی- بی رشوت لیتا ہے یا ٹریفک والے رشوت لیتے ہیں یا ٹریفک مجسٹریٹ رشوت لیتا ہے تو یہ محکمہ ٹرانسپورٹ میں نہیں ہیں - یہ ٹرانسپورٹ میں نہیں آتے

ہوں رشوت لیتے ہیں ۔میں کب کہتا ہوں کہ رشوت نہیں لیتے ، وہ لیتے ہیں لیکن وہ تاولسپورٹ میں نہیں آتے ۔

ایک اور مسئلہ ہے کہ نئی نمبر پلیٹوں کا سلسلہ جاری ہو رہا تھا کہ نئی نمبر پلیٹیں لگیں اور ان کے ساتھ سال لکھا جائے ۔ جناب والا یہ سسٹم کراچی میں فیل ہو چکا ہے اور 1979 کے بعد کوئی نمبر پلیٹ ایسی نہیں ہے ۔ اس پر کروڑوں روپیہ خرچ ہوا ہے ۔ اگر یہ سسٹم فیل ہوتا ہے تو اسے ابھی ترک کر دیا جائے ۔ کروڑوں روپیہ خرچ کرنے کے بعد جو اس سسٹم کو ترک کرنا ہے تو اس سے بہتر ہے کہ ابھی ترک کر دیں اور اس کا جائزہ لیا جائے ۔

جناب نے حکم دیا تھا کہ پنجاب میں دو ڈرائیونگ سکول کھولے جائیں گے لیکن ان پر آج تک عمل نہیں ہوا ۔ ٹرانسپورٹ والے بڑی مشکلات میں ہیں کیونکہ ڈرائیور پیسے دے کر لائسنس حاصل کر لیتے ہیں ان کو کوئی تجربہ نہیں ہوتا ۔ اسی وجہ سے آئے دن حادثات ہوتے رہتے ہیں ۔ اس لئے میری تجویز ہے کہ گورنمنٹ کو چاہیئے کہ ہر ڈویژن میں ڈرائیونگ سکول کھولے ۔ جو شخص اس سکول کا سرٹیفیکیٹ حاصل کرے اس کو لائیسنس دیا جائے چاہے وہ ہیوی ہو یا لائیٹ ہو ۔

جناب نفیس احمد انصاری ۔ (ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن ملتان) ۔

جناب والا ۔ 82-1981ء کے بجٹ میں آپ نے ہمیں ملتان شہر کے لئے ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ سڑکوں کے لئے دیا تھا ۔ وہ رقم جو سڑکوں کے لئے تھی وہ ہمارے ترقیاتی ادارے نے خرچ کرنی تھی ۔ پچھلے دنوں ہمارے کونسلرں پر مشتمل ایک کمیٹی بنی تھی جس نے شہر کا دورہ کیا اور دیکھا کہ سڑکوں کی صورتحال کیا ہے ۔ میں بھی اس کمیٹی میں شامل تھا ۔ مجھے دیکھ کر ایک لطیفہ یاد آ گیا کہ ایک خاوند دفتر جانے سے پہلے ایک کلو قیمہ اپنی بیوی کو دے گیا اور کہنے لگا کہ اس قیمے کے کباب بنا کر رکھنا ۔ میں واپس آ کر کھاؤں گا ۔ بیوی نے جو کباب بنائے

اسے بہت پسند آئے اور وہ خود ہی سارے کباب کھا گئی ۔ خاوند صاحب جب دفتر سے لوٹ کر آئے تو انھوں کہا کہ کباب کہاں ہیں تو بیوی نے کہا کہ قیمہ تو بلی کھا گئی اس لئے کباب نہیں بنائے خاوند سمجھ دار تھا اس نے بلی کو پکڑا اور اس کا وزن کیا تو وہ ایک کلو ہی تھا .جتنا وہ قیمہ لیکر آیا تھا ۔ تو اس نے پوچھا کہ اگر بلی قیمہ کھا گئی تو قیمہ کہاں گیا ؟ دوسری صورت میں یہی حالت ہے ۔ تو میری گذارش یہ ہے کہ ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ کا خرچہ ہونے کے بعد جب ہم نے سڑکوں کو دیکھا تو ہمیں کچھ نظر نہ آیا ۔

میاں صلاح الدین ۔ (وزیر مواصلات و تعمیرات) جناب والا ۔ یہ کہاں کی بات ہے ۔

جناب نفیس احمد انصاری ۔ (ملتان) جناب والا ۔ یہ ملتان شہر کی بات ہے ۔ تو میری گذارش یہ ہے کہ اس طرف بھی توجہ دیں ۔

جناب گورنر ۔ بلی کھا گئی یا وہ کھا گئی ۔

ایک خاتون ممبر ۔ دونوں کھا گیئں ۔

جناب گورنر ۔ وہ بلی کھا گئی ۔ بلی کی بات کر رہے ہیں یا خاوند کی بات کر رہے ہیں ۔

(قہقہہ)

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ جناب والا ۔ اس ملک میں اتنے بلے ہیں کہ ان کی بات نہیں ۔ یہ تو صرف بلیوں کی بات کر رہے ہیں (قطع کلامیاں) ۔

جناب نفیس احمد انصاری ۔ (ملتان) جناب والا ۔ ایک کروڑ بیس لاکھ روپے رقم تھی جسکا ذکر میں نے کیا ۔ جو سڑکیں ہم نے لکھ کر دی تھیں اور ہاؤس سے منظور کرائی تھیں ان میں سے نوے فیصد سڑکوں پر کام نہیں ہوا ۔ ایک شکایت اور بھی ہے کہ فیڈرل ایریا اور کنٹونمنٹ ایریا

کے اپنے کروڑوں روپے کے وسائل ہیں اور میری انفارمیشن یہ ہے کہ وہاں ایم ڈی اے نے کچھ سڑکیں بنا دی ہیں ۔ اس سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں ۔ وہ ادارہ ہمارے شہر کی ترقی کے لئے بنا ہے اور ہم اس سے محروم ہیں ۔ جس طرح سے ہم نے روپیہ لیا ہے وہ آپ بہتر جانتے ہیں اس سلسے میں ہم نے صدر پاکستان اور جناب والا سے بھی منتیں کی ہیں ۔ جس طرح ڈاکٹر صاحب فرما رہے تھے ۔ کہ **Land Acquisition Act** میں ترمیم کی گئی ہے ۔ جو ایک سو بیس روپے مرلہ کے حساب سے شہروں کی زمین حاصل کی جاتی ہے اس میں کم از کم ترمیم ہونی چاہیے ۔ میری گذارش یہ ہے کہ جو ترقیاتی ادارے زمین حاصل کرنا چاہیں وہ متعلقہ میونسپل کارپوریشن سے این ۔ او ۔ سی حاصل کریں کیونکہ اس کی **feasibility** کا کارپوریشن کے اپنے وسائل سے بہتر پتا لگ سکتا ہے کہ زمین کی کتنی **value** ہے ۔

جناب والا ۔ اب گذارش یہ ہے کہ جو نیو ہاؤسنگ سکیم ملتان بنی تھی تو وہاں ایک ہزار روپیہ فی مرلہ کے حساب سے پلاٹ الاٹ ہوئے تھے جس کی قیمت اب ڈبل کر دی گئی ہے ۔ میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ اس پر ضرور توجہ دیں ۔ کیونکہ وہ کم آمدنی والے لوگوں کے لئے تھی ۔ انہوں نے دو ہزار روپے سے زیادہ کر دی ہے ۔ کچی آبادیوں کے متعلق گذارش یہ ہے کہ جو کام رک گئے ہیں یا نہیں ہو رہے وہ ضرور ہونے چاہیں ۔ وہ رقم ایم ڈی اے کے پاس ہے لہذا اس رقم کو کارپوریشن کو منتقل ہونا چاہیے تاکہ یہ جنہیں الاٹ ہو سکے اسے کریں ۔

جناب والا ۔ آپ نے ایک اور بڑی مہربانی فرمائی کہ ملتان راولپنڈی اور بہاولپور میں ہمیں ھائی کورٹ کا ایک مستقل بنچ دے دیا ۔ تو گزارش یہ ہے کہ آجکل ووکیشنل جج صاحب جناب کے حکم سے مہینے میں صرف ایک ہفتے کے لیے آتے ہیں ۔ مہربانی کر کے وہاں ملتان میں ایک مستقل ووکیشنل جج ھمیں دے دیں ۔ اس کے بعد جب چھٹیاں ختم ہوں تو

کم از کم پانچ چھ جج ہمیں دلے جائیں کیونکہ ہمارے ڈویژن ہیں سب سے زیادہ مقدمات ہیں -

جناب والا - ایک آخری گذارش کرتا ہوں کہ آج اس ہاؤس میں سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات کنوینو کی بجائے منسٹر صاحبان نے پیش کی ہیں - منسٹر صاحبان کے پاس کافی rush of work ہوتا ہے - پانچ پانچ چھ چھ محکمہ جات ہوتے ہیں - تو میری گذارش یہ ہے کہ آئندہ کے لیے سبجیکٹ کمیٹی کی تجاویز اور رپورٹیں ہمارے کنوینر جو کہ منتخب ہو کر آئے ہیں وہ پیش کیا کریں کیونکہ اس طرح سے rush of work کم ہوگا - ان کو بھی کچھ نہ کچھ ملنا چاہیے - ان گذارشات کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں -

Governor : Convenor is convenor.

جناب نفیس احمد انصاری (ملتان) - جناب والا - میری گذارش یہ ہے کہ آئندہ کے لیے ہاؤس میں سبجیکٹ کمیٹی کی رپورٹیں اور ان کے سوالات و جوابات کنوینر صاحبان پیش کیا کریں -

جناب گورنر -

Governor : Noted.

جناب نفیس احمد انصاری (ملتان) - شکریہ -

چوہدری محمد اکبر کاہلوں (وائس چیئرمین ضلع کونسل سیالکوٹ) - جناب والا - میں نے تین منٹ میں چھ پوائنٹس اور آخر میں ریڈ ٹیپ کے متعلق عرض کرنی ہے - خاص طور پر پولیس کے متعلق ایک سنسنی خیز انکشاف کرنا ہے جو رشوت کے متعلق نہیں ہو گا - یہ بھی نہیں ہو گا کہ وہ پرچے درج نہیں کرتے - اور نہ ہی یہ ہو گا کہ وہ کاریں لے کر گھومتے ہیں -

جناب گورنر - یہ آج کی سرخی ہے یا کل کی ؟

چوہدری محمد اکبر کاہلوں (سیالکوٹ) - جناب والا - سرخی کل کی ہوگی اور بات آج کی ہے -

جناب گورنر - بات آج کی ہے -

چوہدری محمد اکبر کاہلوں (سیالکوٹ) - جناب والا - انکشافات آخر میں ہوں گے پہلے میں اپنے چھ پوائنٹ کے متعلق عرض کرتا ہوں۔

جناب گورنر - اتنی دیر ہم نہیں رک سکتے -

چوہدری محمد اکبر کاہلوں (سیالکوٹ) جناب والا - پھر میں انکشاف نہیں کروں گا اور اپنے پوائنٹ کو لیتا ہوں - جناب والا ! میرا پہلا پوائنٹ محکمہ اشتمال کے متعلق ہے - تو محکمہ اشتمال کی ایک کارروائی ہے جسے ہم 1064 کی کارروائی کہتے ہیں مختصر یہ کہ جب کچھ مالکان اراضی اشتمال پر راضی نہ ہوں تو فیصلہ دینے کے بعد جہاں اشتمال ہو گیا ہو کلکٹر صاحب کے لئے یہ ضروری ہونا چاہیے (ویسے کاغذوں میں تو ضروری ہے) کہ کلکٹر صاحب گاؤں میں جائیں اور لوگوں سے دریافت کریں اور وہاں بیٹھ کر 1064 کی کارروائی کریں - لیکن ہوتا یہ ہے کہ وہ اپنے دفتر میں بیٹھ کر 1064 کی کارروائی کر دیتے ہیں -

جناب گورنر - یہ باتیں کل ہو گئی تھیں - آپ اپنے پوائنٹ پر آئیں -

چوہدری محمد اکبر کاہلوں (سیالکوٹ) - جناب والا - یہی باتیں ہیں جو میں عرض کرنی چاہتا ہوں - میری گذارش ہے کہ کلکٹر صاحب گاؤں میں جائیں اور وہاں بیٹھ کر کارروائی کریں - مجھے ڈر اس بات کا ہے کہ گاؤں جس کا اشتمال ہو چکا ہے کلکٹر صاحب وہاں نہیں گئے اور 1064 کی کارروائی ہو چکی ہے - ہم نے بڑی درخواستیں دی ہیں کل بھی ایک درخواست دی ہے - مجھے ڈر یہ ہے کہ وہ یہ کہہ کر اسے گم نہ کر دیں کہ اس پر کارروائی ہو چکی ہے - یہ ضرور ہونا چاہیے کہ کلکٹر صاحب گاؤں میں جائیں اور اس کو چیک کریں - میرا خیال ہے کہ اگر کسی مہم کے ذریعے رپورٹ ہو جائے تو بہتر ہوگا - دوسرا پوائنٹ یہ ہے کہ ضلع سیالکوٹ میں ایم آر لنک کا پانی صرف ساٹھ دن کے لئے دیا جاتا ہے - میری سمجھ میں اب تک نہیں آیا کہ ساٹھ دن میں کونسی فصل پکتی ہے - پانی کی کمی ہے اور فصلات کے لئے پانی کی ہر وقت ضرورت رہتی ہے اگر اس کو کم از کم تین مہینوں کے لئے

ہو سکے تو کر دیا جائے اور چھ مہینوں کے لئے کر دیا جائے تو بہت ہی بہتر ہوگا ۔ آبیانہ کی شرح 25 فیصد بڑھا دی گئی ہے ۔ میرے خیال میں اسے معاف کر دیا جائے اور اس کی بجائے جو ہم انڈسٹریلسٹ کو 110 روپے فی سائیکل سب سڈی دیتے ہیں اس میں adjust کر دیا جائے ۔ کیونکہ سائیکلوں پر سب سڈی دینے کا کوئی فائدہ نہیں ہے ۔ اور پھر جو کھال صاف کرتے رہے ہیں ان کے لئے پچھلے سال کے لئے سات کروڑ سات لاکھ اور اگلے سال کے لئے آٹھ کروڑ روپے رکھے ہیں ۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ کھال تو زمیندار خود بھی صاف کر لیتے ہیں کوئی زمیندار ایسا نہیں جو پانی ضائع ہونے دے ۔ بلکہ بہت سے جھگڑے پانی کی وجہ سے ہوتے ہیں کہ میری باری تھی ، میں نے پانی کاٹ لیا ۔ پانی پر بہت بحث بھی ہو چکی ہے ۔ کھال تو زمیندار خود صاف کرلیں گے ۔ اگر یہی سات آٹھ کروڑ روپے بارانی علاقوں میں ٹیوب ویل لگانے کے لئے صرف ہو جائیں تو بہت بہتر ہوگا ۔ دو سال سے ہم بھی گذارش کر رہے ہیں ۔ ابھی تک کوئی شنوائی نہیں ہوئی ۔ جو سب سڈی وہ دیتے ہیں بہت کم ہوتی ہے اور اس سے بہت کم ٹیوب ویل لگتے ہیں ۔

جناب گورنر ۔ میں نے کہا کہ ہم اتنی دیر رک نہیں سکتے ۔ آپ نے اراکین کو بڑے امتحان میں ڈال دیا ہے ۔

چوہدری محمد اکبر کاہلوں (سیالکوٹ) ۔ جناب والا ۔ ایک صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ اقتدار اور اختلاف گاڑی کے دو پہیے ہیں ۔ اس پر میرا یہ خیال ہے کہ اگر سکوٹر کا پہیہ ٹریکٹر کے ساتھ لگا دیا جائے تو کام ٹھیک نہیں چل سکتا ۔ تو بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہاؤس میں جو صحیح اور جائز طریقہ سے تنقید کی جائے اسے اس کا پورا مقام ملنا چاہیے ۔ حزب اختلاف کی حیثیت ہاؤس میں ایک امین کی ہے ۔ لیکن حزب اختلاف کی بات کو کوئی نہیں مانتا ۔ لہذا اس کا کوئی سد باب ہونا چاہیے ۔ مثال کے طور پر بہت سی ایسی ڈسٹرکٹ کونسلیں ہیں جہاں کم از کم آدھے حصے میں بالکل ایک آنے کا کام بھی نہیں ہوا ۔ میں اس کو لوکل مسئلہ نہیں بناؤنگا اس لئے میں نے

ضمناً کہہ دیا کہ اس کا کچھ ہونا چاہیے - اس کی تصدیق ہونی چاہیے - اس کی تحقیقات ہونی چاہیے - اب جبکہ نیا قانون بھی بن چکا ہے کہ جو بھی ممبر یا چیئرمین favouritism کا مرتکب ہوگا وہ چیئرمین نہیں رہے گا - اب دیکھنا یہ چاہیے کہ favouritism کیا ہے - کیوں ہے - ہے یا نہیں ہے - کہ آدھا ضلع بالکل ترقیاتی کاموں سے محروم ہے - دیہی ترقی کا جو اب نظام ہے میں سمجھتا ہوں وہ گورنمنٹ نے اس نظریے کے تحت بنایا ہے کہ سارے لوگوں کو فائدہ پہنچے - لیکن اگر یکسر آدھے عوام کو اس سے مستثنیٰ قرار دے دیا جائے تو اس کا سد باب ضرور ہونا چاہیے -

جناب گورنر - سرخی ؟

چوہدری محمد اکبر کاہلوں (سیالکوٹ) - جناب والا - آپ نے فرمایا تھا کہ ہم نے litigation کو کم کرنا ہے اس کے متعلق سیکرٹری صاحب فرما رہے تھے کہ مارکیٹ کمیٹی اور ضلع کونسل سب کچھ کرتی ہے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ سیکرٹری صاحب سب کچھ کرتے ہیں اور وہ ہمیں litigation میں ڈالتے ہیں - اور کہتے ہیں کہ court میں جاؤ - اگر آپ کہیں تو میں اس کی مثال بھی پیش کر دوں کہ ایک قرار داد متفقہ طور پر پاس ہو کر ہاؤس میں آتی ہے 43 کے 43 ممبر بمعہ چیئرمین یہ کہتے ہیں کہ یہ پینل نوٹیفیکیشن جو آپ نے کیا ہے یہ ہاؤس میں پیش نہیں ہوا اس کو denotify کیا جائے - اور سیکرٹری صاحب ، ڈائریکٹر جنرل مارکیٹنگ کو انکوائری کے لئے بھیجتے ہیں - ڈائریکٹر جنرل وہاں جاتے ہیں - چیئرمین موجود ہوتا ہے - وائس چیئرمین موجود ہوتا ہے جو کہ مخالف پارٹی ہیں اور دفتر کا ریکارڈ وہاں موجود ہوتا ہے - وہاں verify کرتے ہیں کہ واقعی یہ پینل نوٹیفیکیشن ہاؤس میں پیش نہیں ہوا - تو سیکرٹری صاحب کو اس کا فیصلہ دے دینا چاہیے تھا - جب ہمارا وفد پیش ہوتا ہے تو سیکرٹری صاحب کہتے ہیں کہ آپ ہائی کورٹ میں چلے جائیں - ان کے کہنے پر ہم ہائی کورٹ میں چلے گئے - ہائی کورٹ نے کہا کہ آپ کے کیس کا تو سیکرٹری صاحب نے

ابھی فیصلہ ہی نہیں کیا - میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ **litigation** کو آپ نے کم کرنا ہے یہ کس طرح کم ہوگا جب کہ صاحب اقتدار ہمیں کہتے ہیں کہ **court** میں جاؤ لہذا اس کا سد باب ہونا چاہیے تاکہ **litigation** کم ہو -

جناب والا - چھٹا پوائنٹ رہ گیا ہے - وائس چیئرمین نے اختیارات کا ذکر کیا ہے - ہم اختیارات نہیں مانگتے - وہ اختیارات تو کرسی والے کے پاس ہوتے ہیں جیسے آپ کے کرنل ، بریگیڈئر اور سیکنڈ ان کمانڈ ہوئے - ان کے پاس اختیارات ہوتے ہیں - کمشنر صاحبان یا ڈی - سی صاحبان یا ان کے نائب ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر کے پاس ہوتے ہیں - ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں آپ **status** دے دیجئے - ہمیں کم از کم دفتر ملے - بیٹھنے کی جگہ ملے - ایک چپڑاسی بھی چھوٹا موٹا دے دیجئے - تنخواہ ہم اپنے اپنی گرہ سے دے دیں گے - اور اس کے بعد ٹیلیفون کی **facility** بھی وہاں مل جانی چاہیے - **status** ملنا چاہیئے - ہم بھی ضلع کے وائس چیئرمین ہیں - ضلع کی 30 لاکھ آبادی نے ہمیں ووٹ دئیے ہیں - اور **equally** چیئرمین کے مطابق وائس چیئرمین کی حیثیت بھی ہے - اس لئے کم از کم وہاں بیٹھنے کا **status** ہونا چاہئیے - یا سرکاری طور پر جناب والا ہمیں ایک دری دے دیجئے تاکہ فرش پر ڈال کر ہم دعائے خیر ہی مانگ لیا کریں گے - اس وقت وہاں جگہ نہیں ہے -

اب آخر میں جناب والا - وہ بات جس کا میں انکشاف نہیں کرنا چاہتا تھا پولیس والوں کے متعلق ہے - میرے دوست مجھے بہت مجبور کر رہے ہیں - دراصل وہ بات بہتر ہے کہ میں اس ہاؤس میں نہ کرتا کیونکہ - - -

جناب گورنر - یعنی اس میں چھپانے والی بات کیا ہے - آپ کہیں - یہاں تو کوئی پردہ نہیں ہے - آپ کیوں اس میں جھجھک محسوس کر رہے ہیں -

سردار محمد عارف خان (قصور) - نہیں جناب والا یہاں پر پردہ پڑا ہے - اس میں یہ ہے کہ جو بات میں کہوں گا - اس کا سدباب نہیں ہو سکتا -

وضع ہی بڑی عقل والی بات نہیں ہے - جو یہ ہے کہ اگر آپ مجھے ایک دو منٹ الگ دے دیں تو میں آپ کو بتا دوں گا -

جناب گورنر - آپ یہیں بتا دیجئے - لوگ کہیں گے کہ آپ ڈر گئے ہیں -
It does not matter.

جناب صالح محمد نیازی (صدر - لیبر یونین سرگودھا) -

رہنا ہے تو اس شان سے دنیا میں رہو تم -
حق بات کو دار کے تختہ پہ کہو تم -
انسان ہو انسان کی معراج بھی سمجھو -
کل جس کو سمجھنا ہے اسے آج ہی سمجھو -

میرے محترم صدر صاحب ! ہم چار پانچ روز سے ملک اور صوبے کی ترقی کی بابت صبح سے شام تک تقاریر کر رہے ہیں - خوشی بھی ہوتی رہی کہ ترقی ہو رہی ہے - جہاں تک میری معلومات ہیں ملک کے اندر اور خصوصاً پنجاب کے اندر ترقی جو ہو رہی ہے اس کا زیادہ تر فائدہ آپ کے انڈسٹریلسٹ کو ہو رہا ہے - اس کے بعد ہو سکتا ہے کہ اس کا کوئی فائدہ آپ کے چھوٹے صاحبان کو ہو رہا ہو - بڑے تاجران اور صنعت کاروں کو بھی اس کا فائدہ ہو رہا ہے - مگر عوام کو اس ترقی سے کوئی فائدہ نہیں ہو رہا - مہنگائی اتنی بڑھ گئی ہے کہ ہماری 80 فیصدی آبادی اس سے پریشان ہے - جناب والا ! میں ایک مزدور کارکن کی حیثیت سے فلیٹیز ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہوں - لیکن جو روٹی یا چائے کا ایک کپ 9 روپے - تو یہ مہنگائی اس قدر ہے کہ ہم لوگ تو یہ برداشت نہیں کر سکتے ہیں - میرا تو فلیٹیز والوں کے ساتھ ہمیشہ روزانہ جھگڑا ہوتا ہے - چیئرمین صاحبان نے شکایت نہیں کی ان کو شاید کسی جگہ سے بل مل جاتے ہوں گے اور وہ ادا کر دیتے ہوں گے - لیکن تو جناب والا آپ 75 روپے روزانہ دیتے ہیں - یہ جنرل ڈیبیٹ ہے میں اس میں کچھ کہہ سکتا ہوں - بات یہ ہے کہ ہر بار یہ بات کہی جاتی رہی ہے کہ رشوت عام ہے - کتنی عام ہے جناب والا میں کوئی ناقد نہیں ہوں کہ میں

لحاظ رکھوں گا ۔ میں چودہ لاکھ مزدوروں کا منتخب صدر آپ کے سامنے کھڑا ہوں ۔ ہر آدمی کہہ رہا ہے کہ رشوت عام ہے ، کمشن عام ہے ۔ ہر آدمی کہہ رہا ہے ۔ کہ یہ بری چیز ہے اور یہ ہر ادارے میں موجود ہے ۔ کوئی ادارہ رشوت اور کمیشن کے بغیر نہیں چل رہا ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ جب آپ سود کے بارے میں کوششیں کر رہے ہیں کہ یہ ایک لعنت ہے اسے ختم ہونا چاہئیے ۔ تو کیا رشوت اور کمیشن ایک لعنت نہیں ہے ؟ ہم سب کو مل کر یہ سوچنا پڑے گا کہ اس سے کیسے چھٹکارا حاصل کیا جائے ۔ میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ افسران رشوت لیتے ہیں ۔ ایک شخص 50 ہزار روپے دے کر انجینئر بھرتی ہوتا ہے ۔ میٹر ریڈر پانچ ہزار ، دس ہزار روپے رشوت دے کر بھرتی ہوتا ہے ۔ سینئر کلرک کسی ادارے میں بھرتی ہوتا ہے تو اس کے لیے ریٹ 5 ہزار روپے ہے ۔ جناب والا کوئی بھی طالب علم جو کہ بی-ایس-سی ، ایم-ایس-سی پاس کرتا ہے جب وہ کسی ملازمت کے لیے جاتا ہے تو اس کو بیس سے ساٹھ ہزار روپے رشوت دینا پڑتی ہے اور اس سے رشوت طلب کی جاتی ہے ۔ یہ کون لیتے ہیں ۔ یہ سب اعلیٰ آفیسر لیتے ہیں ۔ ایک کلرک تو پچاس اور ساٹھ ہزار روپے رشوت نہیں لیتا ۔ ہم کلرک کو تو سو روپے رشوت لینے پر پکڑ لیتے ہیں اور افسران کو کوئی نہیں پکڑتا ۔ اب دوسری طرف آئیے ۔ کیا یہ کمیشن میونسپل کمیٹی اور کارپوریشنوں میں نہیں لی جا رہی ہے ۔ کیا وائس چیئرمین ، چیئرمین ، میئر اور ڈپٹی میئر نہیں لیتے ۔ سب جگہ کمیشن لی جا رہی ہے ۔ مکانوں کی الاٹمنٹ میں ، ٹھیکہ جات دیتے وقت ، ان کا حصہ جاری ہے ۔ جتنے ٹھیکہ جات ہیں میونسپل کمیٹیوں میں ، ڈسٹرکٹ بورڈوں میں ، سب میں کمیشن ہے ۔ کمیٹی اور بورڈ کے حصص جاری ہیں کمیشن ایس-ڈی-او اور ایکس-ای-این لے جاتا ہے اوورسیر کو کوئی نہیں پوچھتا ہے ، یہ ھائی لیول پر جاتی ہے ۔ اس کے بعد آخری بات عرض کروں گا کہ ٹرانسپورٹ میں رشوت پچھلی دفعہ 30 لاکھ روپے اور اب 70 لاکھ روپے ہو گئی ہے وہ کہتے ہیں کہ مہنگائی بڑھ گئی ہے ۔ اس لیے رشوت

کے ریٹ بھی بڑھ گئے ہیں - تو یہ کیا ہے یہ ہمارے ٹرانسپورٹر صاحبان روٹ پرمٹ کے حصول کے لیے دیتے ہیں - اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیوں دیتے ہیں - بھئی بات یہ ہے کہ اگر وہ نہیں دیتے ہیں تو جب کوئی نئی گاڑی لے کر آتا ہے اس کا سارجنٹ صاحب چالان کر دیتا ہے - جب پوچھا جاتا ہے کہ بھئی یہ تو نئی گاڑی ہے اس کو کیوں چالان کیا ہے - تو وہ کہتا ہے ڈی-ایس-پی ، ایس-پی ، ڈی-آئی-جی اور آئی-جی کا آرڈر ہے ہماری monthly دو - ہم سب مل کر کھاتے ہیں - میں اکیلا تو نہیں کھاتا مجھے تو دو آنے ، چار آنے ملتے ہیں - اب جناب حالات یہ ہیں کہ کسی کا گلبرگ میں بنگلہ بن رہا ہے - کس کی **Mercedez** کار آ رہی ہے - تو یہ ساری رشوت اوپر تک جاتی ہے آپ تھانوں میں چلے آئیے - بات رپورٹ درج کرنے کی آتی ہے - یعنی **F.I.R;** کی - تھانیدار کہتا ہے کہ میں تھانے میں دس ہزار روپیہ دے کر لگا ہوں - خدا واسطے نہیں لگا اور دس ہزار روپے کے بعد مجھے اور بھی ماہوار دینا پڑتا ہے - یہ کون کھاتا ہے ؟ یا تو رشوت اور کمیشن کو بند کر دیں یا کم از کم اسے کوئی قانونی شکل دے دیں تاکہ بار بار ہم یہ نہ کہیں کہ رشوت بڑی خراب ہے ، کمیشن بڑی خراب ہے -

اب میں لاء اینڈ آرڈر کی طرف آتا ہوں - آپ کے شہر لاہور میں ایک بوڑھی عورت نے فریاد کی کہ اس کے لڑکے ارشد کو قتل کر دیا گیا ہے - کیس فوجی عدالت میں چلا گیا اور ایک ملزم جاوید جو جیدا کہلاتا ہے اسے مفرور قرار دیا گیا - مگر وہ اب بھی شہر میں پھر رہا ہے اور دوکانداروں سے ماہانہ غنڈہ ٹیکس وصول کرتا ہے - بڑے آدمیوں سے پیسے لے رہا ہے پولیس اس کے ساتھ ملی ہوئی ہے - لاہور میں اس نے اپنا ایک گروپ بنا رکھا ہے اور گروپ کے ساتھ مل کر وہ لاکھوں روپے کما رہا ہے اور جو اسے رقم نہیں دیتا اسے دھمکیاں دیتا ہے کہ قتل کر دیں گے اور پولیس اس کا کچھ نہیں کر رہی - فیصل آباد ، میانوالی سرگودھا اور پورے پنجاب میں ہر جگہ آٹھ دس مفرور پھر رہے ہیں اور دندناتے پھر رہے ہیں - لوگوں کو لوٹ

رہے ہیں اور پولیس ان سے مل کر کھا رہی ہے اور ان کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے جس طرح محمد خان ڈاکو کی ایوب کے دور میں حوصلہ افزائی کی گئی تھی ۔ اس طرح اب قاتلوں اور مجرموں کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے ۔ جناب والا اس وقت جو آپ کی ترقی ہو رہی ہے وہ ریت کے ٹیلے کی طرح ختم ہو کر رہ جائے گی اور اس کا عوام کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا ۔

جناب گورنر ۔ شکریہ ۔

راجہ محمد افضل ۔ (چیئرمین میونسپل کمیٹی جہلم) صاحب صدر سب سے پہلے میں آپ کی توجہ جہلم کے ایک اہم مسئلہ کی طرف مبذول کراؤں گا جو کہ منڈی مویشیاں کے متعلق ہے لہذا میں چاہتا ہوں کہ اس کی بیک گراونڈ بھی عرض کرتا چلوں ۔

جناب گورنر ۔ آپ پوائنٹ پر آ جائیں ۔

راجہ محمد افضل ۔ جناب والا ! گذشتہ سات آٹھ ، سال سے پیپلز پارٹی کے ایک سابقہ مشیر خان عبدالغفار صاحب کے پاس منڈی مویشیاں کی لیز تھی جو سالانہ پانچ ہزار سے لے کر پچاس ہزار روپے تک لیز پر لیتے رہے ۔ جب اس حکومت نے احتساب کرنے کے بعد اس کا اوپن آکشن کیا تو اس کے لیے ایک اور پارٹی نے **Hjghets bid** کیا اور وہ تھا 32 لاکھ تیس ہزار ۔ مگر ان کو یہ گوارہ نہ ہوا اور انہوں نے اس طریقہ سے **manoeuvring** کی کہ وہ آکشن نہ ہوسکی ۔ یہ میں وثوق سے کہوں گا کہ وہ جگہ جہاں ہم منڈی کا انعقاد کرتے تھے اس سے اور کسی کا تعلق نہ تھا لیکن اس دن صبح جب دوسرے اسسٹنٹ کمشنر نے ٹیک اوور کرنا تھا تو وہاں فوج کے دستے آ گئے اور اس جگہ پر ٹھیکیدار کو ، ہمارے عملہ کو اور لوگوں کو وہاں سے نکال دیا گیا ۔ ہم نے آپ سے بھی استدعا کی اور یہ معاملہ بورڈ آف ریونیو میں چلا گیا اور بورڈ آف ریونیو نے حکم دیا کہ اس کا فیصلہ کلکٹر کرے کہ یہ زمین کس کی بنتی ہے ۔ کلکٹر صاحب نے فیصلہ دیا کہ آرمی کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ صوبائی حکومت کی زمین ہے مگر پھر فوج والے اپیل میں چلے

گئے اور اپیل بھی ان کی خارج ہو گئی اور زمین صوبائی حکومت کی قرار پائی گئی ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ فوج کے پاس نہ تو کوئی **stay order** ہے اور نہ ہی کچھ اور قانونی دستاویز ہے ہمیں جس طریقہ سے نکالا گیا ہے وہ بھی کوئی قانونی تقاضے پورے نہیں کرتا ۔ اب میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس زمین کا قبضہ ہمیں فوراً واپس دلوایا جائے اور علاقہ کے لوگوں کی دعائیں لی جائیں کیونکہ ہمارا یہی سب سے بڑا آمدنی کا ذریعہ ہے جناب والا عبدالغفار صاحب نے اس پر قناعت نہیں کی بلکہ چیرمین سرائے عالمگیر سے مل کر یہ کیا گیا کہ اس منڈی کا شیڈول طے شدہ تھا کہ وہ منگل کے دن منڈی لگایا کرتے تھے ہم جمعرات کو منڈی لگایا کرتے تھے اور وہاں ڈسٹرکٹ بورڈ کی منڈی لگا کرتی تھی ۔ جناب والا یہ واضح ہدایات ہیں کہ جہاں پر ڈسٹرکٹ بورڈ منڈی لگا رہا ہے وہ 25 فیصد ٹاؤن کمیٹی یا میونسپل کمیٹی کو دے گا لیکن ان چیئرمین صاحب نے اس منڈی کو سات لاکھ روپے میں آکشن کر دیا ۔ یہاں پر چیئرمین گجرات ڈسٹرکٹ بیٹھے ہیں یہ پہلے ساڑھے بارہ لاکھ روپے میں آکشن ہوتی تھی اور 32 لاکھ 20 ہزار کی ہماری منڈی تھی جو تقریباً آدھا کروڑ بنتی ہے تو صرف سات لاکھ کے عوض انہوں نے ان منڈیوں کو تباہ و برباد کر دیا تو جناب والا میں یہ عرض کروں گا کہ جہلم کی یہ میونسپل کمیٹی زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہے ۔ براہ کرم آپ ۔ کیو ۔ ایم ۔ جی سے کہیں کہ وہ زمین ہمیں واپس کر دیں ۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ ٹاؤن کمیٹی کے چیئرمین حضرات کی قرار داد کو جناب ڈپٹی کمشنر گجرات نے معطل کر دیا ہوا ہے لیکن اس کے باوجود وہ منڈی کا انعقاد کر رہے ہیں تو میں اس کے لئے گزارش کروں گا کہ اعلیٰ سطح پر انکوائری کروائی جائے اور جن لوگوں کی غلطی ہے ان کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

اس کے علاوہ جناب والا جہلم شہر میں ایک بہت بڑی زیادتی ہوئی ہے کہ ریت وغیرہ کی جو لیزز (leases) ہوتی ہیں یہ صرف محکمہ منرل ڈویلپمنٹ حاصل

کرتا ہے ۔ لیکن ہوا یوں ہے کہ محکمہ منرل ڈویلپمنٹ نے جو دریا کی لیز حاصل کی وہ کوئی دس بارہ لاکھ کی تھی ۔لیکن اس کے مقابلہ میں کنٹونمنٹ بورڈ نے اسے 70 ہزار یا ایک لاکھ روپے میں آکشن کر دیا اور یہ بھی جناب قانون کے مطابق نہیں ہوا یعنی اخبار میں نہیں آیا کچھ نہیں ہوا تو اس وقت جہلم کے عوام سو کیو بک فیٹ ریت سوا دو سو اور اڑھائی سو میں لے رہے ہیں تو میں یہ عرض کروں گا کہ اس قسم کی جو لیزز دی جا رہی ہیں ان کو کینسل کیا جائے اور جس ادارے کا یہ فنکشن ہے اس کو یہ کرنا چاہیے ۔

جناب والا میری تیسری گزارش یہ ہے کہ سابق ایڈوائزر عبدالغفار صاحب جو نا اہل قرار پائے تھے ان کے خلاف اس منڈی کے متعلق کرپشن کے الزامات تھے اور ایک مارشل لاء کورٹ میں بھی ان کے خلاف کیس چل رہا تھا تو انہوں نے اس کو مل ملا کر غیر معینہ عرصہ کے لئے ملتوی کروا لیا تو اس کے لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ ان کا دوبارہ ٹرائیل کیا جائے اور میونسپل کمیٹی کا جو پچھلے سال 32 لاکھ روپے کا نقصان ہوا تھا اور اس سال بھی 32 لاکھ روپے کا نقصان ہوا ہے یہ ان سے وصول کیا جائے ۔

جناب والا ۔ جہاں ایک طرف آپ نے ان اداروں کو اختیارات دیے ہیں وہاں دوسری طرف یہ اختیارات سلب کر لیے گئے ہیں ۔ میں آپ کے سامنے ایک مثال پیش کرتا ہوں کہ آپ نے ہدایات دی ہیں کہ قومی دن پر آپ 500 روپے خرچ کر سکتے ہیں ۔

جناب گورنر ۔ میں آپ کا پوائنٹ نہیں سمجھا آپ ذرا سمجھا دیں کہ 500 روپے سے آپ کا کیا مطلب ہے ؟

راجہ محمد افضل (جہلم) ۔ جناب والا ، میں عرض کرتا ہوں ۔ مثلاً 14 اگست یوم آزادی ہے اس موقع پر ہم 500 روپے خرچ کر سکتے ہیں ۔ یہ 1978ء کا لیٹر ہے ۔

سیٹھ محمد عبید الرحمن ۔ جناب والا ، یہ اب Revise ہو گیا ہے ۔

راجہ محمد افضل (جہلم) ۔ جناب والا ، میں فاضل ممبر کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ نئی ہدایات ہیں ، انہوں نے میرے خیال میں

پڑھی نہیں ہیں ۔ اس پر اب کوئی اور چٹھی نہیں آئی اس لیے آپ اسے Valid charge ڈیکلیر کروالیں ۔

جناب گورنر ۔ جناب آپ آگے چلیں ۔

راجہ محمد افضل (جہلم) ۔ جناب والا ، اس میں یہ ہے کہ ابھی جو گورنمنٹ کی ہدایات آئی تھیں ، ان کے مطابق تو بہت کچھ خرچ ہونا تھا مثلاً Lighting تھی ۔ بچوں میں مٹھائی بانٹنا تھی اور دوسرے functions تھے جو میونسپل کمیٹی کے ذمے تھے تو ان چیزوں پر تو خاصا خرچ ہو جاتا ہے ۔ اتنا کچھ صرف 500 روپے میں تو نہیں ہو سکتا ۔ اس کے لیے ھمیں ڈپٹی کمشنر سے Valid charge ڈیکلیر کروانا پڑتا ہے اور پھر یہ ان کی اپنی مرضی ہے کہ Valid charge قرار دیں یا نہ دیں ۔

جناب گورنر ۔ میں آپ کا قصہ نہیں سمجھا ۔ آپ تھوڑی سی اور وضاحت کریں ۔

راجہ محمد افضل (جہلم) ۔ جناب والا حکومت نے اس مد میں تھوڑا پیسہ رکھا ہوا ہے ، اور یہ پرانی بات ہے ۔ اب یہ پورا نہیں ہو سکتا ۔

جناب گورنر ۔ تو پھر اس پوائنٹ کا مقصد کیا ہے ؟ آپ بتائیں تا کہ ہم کسی نتیجہ پر پہنچ سکیں ۔ آپ چاہتے کیا ہیں ؟

راجہ محمد افضل (جہلم) جناب والا میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ valid charge کی پاورز کو ایوان کے سپرد کر دیا جائے ۔ اور ایوان ہی valid charge ڈیکلیر کر سکے

جناب گورنر ۔ آگے چلیئے ۔

راجہ محمد افضل (جہلم) ۔ دوسرا جناب والا میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں ، جیسا کہ شیخ صاحب نے یہاں کہا ہے ، کہ سول کیسز کی litigation کو avoid کرنا چاہیے ۔ میں میونسپل کمیٹی جہلم کی بات کروں گا کہ ھمارے پاس کوئی ایسی پراپرٹی نہیں جس پر گذشتہ 20 ، 30

40 سال سے ناجائز قابضین نہ بیٹھے ہوں وہ آٹھ دس روپے کرایہ دے رہے ہیں اور دو دو کنال ان کے پاس جگہ ہے تو اس کے لیے آپ مارشل لاء کی کوئی ہدایات جاری کریں تاکہ انہیں eject کیا جا سکے ہم جس کو نوٹس دیتے ہیں وہی آدمی سول کورٹ میں چلا جاتا ہے It is a great headache ۔ اس کا کوئی حل نہیں ۔ ابھی ہمارے دو سکول گر پڑے ہیں ان کو ہم نے بنانا ہے ۔ اس کے لیے ہمارے پاس پراپرٹی بھی ہے ۔ پلاٹ بھی ہیں مگر ان پر جو لوگ قابض ہیں وہ نہیں اٹھتے ۔ اس کے لیے مارشل لاء کا کوئی ضابطہ جاری کریں ۔ جناب والا پہلے میونسپل اداروں کو سو فیصد گرانٹ دی جاتی تھی اب اس کے مقابلے میں ہماری میونسپلٹی کا تعلیمی بجٹ پندرہ بیس لاکھ روپے کا ہے اور ہمیں اب 50 ہزار روپے گرانٹ دی جاتی ہے تو میں گذارش کروں گا کہ جس طریقے سے پہلے گرانٹ دی جاتی تھی اب بھی اسی طریقے سے گرانٹ دی جائے اور اس کے لیے سمری پاورز ہمیں ضرور دی جائیں کیونکہ جب ہم اپنے شہر کے لوگوں کا چالان کر کے بھیجتے ہیں تو وہ گورنمنٹ کے پاس چلے جاتے ہیں اور اسی وجہ سے 15 سال سے میونسپل کمیٹی کو کچھ نہیں ملا اور یہ تمام رقوم بھی میونسپل کمیٹی کو دلوائی جائیں آئندہ کے لیے سمری پاورز میونسپل کمیٹی کے پاس ہونی چاہیں ۔ شکریہ ۔

جناب گورنر ۔ مسٹر محمد بلال طور ۔

مسٹر محمد بلال طور (چیئرمین میونسپل کمیٹی ، ڈیرہ غازی خان) ۔ جناب چیرمین ، میں آپ کی توجہ محکمہ بحالیات کی چند بے ضابطگیوں کی طرف دلانا چاہتا ہوں ۔ جناب والا ، شہروں میں دو قسم کی اراضیات ہوتی ہیں ۔ صوبائی حکومت کی اراضی اور مرکزی حکومت کی اراضی ۔ صوبائی حکومت کی جتنی اراضی ہے ہم اس کی خود حفاظت کرتے ہیں لیکن جو اراضی مرکزی حکومت کی ہے اس میں محکمہ مال کا پٹواری اور محکمہ بحالیات والے ہیرا پھیری کر کے معمولی سی رقم کے عوض اسے مختلف لوگوں کو الاٹ کر دیتے

ہیں یا کوڑیوں پر بیچ دیتے ہیں ۔ چند روز قبل ہمارے شہر میں ایسے ہوا کہ سی کیٹری محکمہ کی تقریباً 4 کنال اراضی کی بلڈنگ جس کی مالیت کم از کم 25 یا 30 لاکھ روپے ہو گی محکمہ مال کے پٹواری نے غلط گوشوارہ جاری کیا اور چند سینکڑوں کے عوض محکمہ بحالیات نے اسے آگے ٹرانسفر کر دیا تو میری یہ گذارش ہے کہ اس طرف خاص توجہ دی جائے ۔

جناب والا ۔ اب میں شہری ترقی کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب چیئرمین ، بڑے بڑے شہروں میں ڈویلپمنٹ اتھارٹیز ہیں جنہیں ہر سال حکومت اپنی طرف سے فنڈ دیتی ہے ۔ اس طرح دیہی ترقی کے لیے رورل ڈویلپمنٹ کا ادارہ ہے ۔ لیکن چھوٹے شہروں میں جن کے مسائل بہت زیادہ اور وسائل کم ہیں میری یہ تجویز ہے کہ ان کی ترقی کے لیے رورل ڈویلپمنٹ کی طرز کا اربن ڈویلپمنٹ کا ایک ادارہ قائم کیا جائے تا کہ یہ بھی ترقی کر سکیں ۔

جناب والا تیسری بات دیہی ترقی سے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ موجودہ بلدیاتی نظام کا مقصد یہ تھا کہ ہمارے عوام ترقیاتی پروگرام میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے سکیں ۔ ہماری یونین کونسلوں کے پاس وسائل بہت کم ہیں ، اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ یونین کونسل اپنی مدد آپ کے تحت کچھ فنڈ جمع کرے اور گورنمنٹ اس قسم کا کوئی فارمولا تیار کرے اور پھر اسی نسبت سے حکومت اسے مزید پیسہ دے تاکہ وہ اپنے ترقیاتی پروگرام اپنی مدد آپ کے تحت مکمل کر سکیں ۔ اس طرح اس نظام کی افادیت صحیح معنوں میں سامنے آ سکے گی ۔

آخری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس ایوان میں ہم مختلف محکموں کی کارکردگی کو زیر بحث لاتے ہیں اور ان پر تنقید کرتے ہیں ۔ ہمارا مقصد مثبت نتائج حاصل کرنا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ جن محکموں کی کارکردگی اچھی ہے ان کی بھی کچھ تعریف کر دی جائے تاکہ ان لوگوں میں حوصلہ پیدا ہو اور وہ اپنے

زیادہ محنت اور تندہی سے کام کریں ۔ میں یہ مثال بھی پیش کروں گا کہ ہمارے ضلع میں محکمہ پبلک ہیلتھ انجینرنگ کی کارکردگی مثالی ہے ۔ انہیں تیرہ سکیمیں ایک سال میں دی گئیں جو انہوں نے مکمل کرلیں ۔ چیرمین ضلع کونسل بھی تشریف رکھتے ہیں ۔ وہ میری بات کی تائید کریں گے ۔ شکریہ ۔

جناب گورنر ۔ بیگم سیدہ ساجدہ نیر عابدی

بیگم سیدہ ساجدہ نیر عابدی (خاتون رکن ضلع کونسل ۔ سیالکوٹ)

جناب چیرمین ، میں یہ عرض کروں گی کہ زراعت کو فروغ دینے کے لئے نئے بیج زرعی مشینری ، بجلی اور تحقیق اراضی کے مطابق کھادوں کے استعمال پر زور دیا جائے اور دوسرے ترقی یافتہ ممالک کی نئی تحقیق سے پورا پورا فائدہ اٹھایا جائے ۔ جس طرح اور محکمے کاشتکاروں سے تعاون کرتے ہیں واپڈا کو بھی ایک مرتبہ پھر اس بات کی تاکید کی جائے کہ وہ ہم کاشت کاروں سے تعاون کریں کیونکہ اس مرتبہ دھان لگانے کے موسم میں جیسے ہی ہم نے پنیریاں کاشت کرنی شروع کیں انہوں نے ٹیم ورک کے ذریعے تمام علاقے سے بجلی کے میٹر اتروانے شروع کر دیے اور جب پوچھا گیا تو بتایا گیا کہ انہوں نے تمام میٹرز کو Renovate کرنا ہے ۔ براہ مہربانی اگر میٹر کو ٹھیک کرنا بھی ہو تو ایسے وقت میں اتارا جائے جب کاشت کاروں کے لئے کوئی اہم سیزن نہ ہو ۔

جناب والا ! خواتین کو زرعی شعبے میں باقاعدہ تربیت دینے کا بندوبست کریں ۔ اگر زراعت کرنے والوں کی خواتین تھوڑی بہت تربیت حاصل کرلیں تو دیہاتوں میں زرعی کام زیادہ اچھے طریقے سے ہو سکے گا ۔ اس کے علاوہ خواتین کو جانوروں کی پرورش کی بھی تربیت دینے کا کوئی انتظام کیا جائے تاکہ دیہاتی خواتین اپنے ماحول کے مطابق جانوروں کو پال کر دودھ اور گوشت کی قلت دور کرنے میں معاون ہو سکیں ۔ اور اپنے گھر کی آمدنی کو بھی generate کرنے کے قابل ہو جائیں ۔

- آخر میں عوامی نمائندہ ہونے کی حیثیت سے صوبائی کونسل کی وساطت سے یہ پیغام پہنچانا چاہوں گی کہ موجودہ حکومت صحیح معنوں میں جمہوری عمل کو بحال کر رہی ہے - اور عوامی رابطہ دن بدن بڑھایا جا رہا ہے جس سے اس ملک کے عوام انتہائی اطمینان کا سانس لے رہے ہیں - میں اس حکومت کو مبارک باد دیتی ہوں جس نے ۳۳ سال مار کھائے والے لوگوں کو زندگی کی سہولتیں مہیا کرنے کی کوشش شروع کی ہوئی ہے -

(نعرہ ہائے تحسین)

سردار فضل احمد خان لنگاہ - (چیرمین ضلع کونسل - بہاولپور) جناب چیرمین میں جناب وزیر بلدیات کی خدمت میں عرض کروں گا کہ لوکل کونسل سروس رینک کی جو اے-سی-آر (سالانہ خفیہ رپورٹ) لوکل کونسل کے چیرمین یا میئر وغیرہ لکھتے تھے اب اس میں ترمیم کر دی گئی ہے کہ ان کے اوپر چند افسران counter رپورٹ لکھیں گے - میرے خیال میں اس سے ہماری لوکل کونسل کی کارکردگی پر اثر پڑے گا - اس کو ختم کیا جائے ورک رولز جو ضلع کونسل کے متعلق تجویز کئے گئے ہیں اور منظور کئے گئے ہیں ان میں ٹینڈر منظور ہونے کے وقت ۱۰ فیصد زر ضمانت پہلے لی جاتی ہے - اسی طرح دوسرے محکموں ہائی ویز اور بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کو ان کے مطابق بنایا جائے تاکہ ضلع کونسل اپنی کارکردگی کو بہتر بنا سکے -

جناب چیرمین صاحب پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ سے گزارش ہے کہ سال ولیج سکیم میں پہلے ۲۵ فیصد self help ہوتی تھی - یہ in kind ہوتی تھی مثال کے طور پر یہ earth work یا کورج یا مزدوری کی صورت میں ہوتی تھی - اب جو ہمارا اے-ڈی-پی ہے اس کو منسوخ کر دیا گیا ہے - اس میں ۲۵ فیصد جو self help ہے وہ کیش کی صورت میں اور سولنگ کی صورت میں ۵۰ فیصد وہ بھی کیش کی صورت میں جمع کرایا جائے - اس

کے بعد جو سال ولیج سکیم ہے اس میں کم سے کم ۱۰ ہزار روپیہ اور زیادہ سے زیادہ ۲۰ ہزار روپے تک گورنمنٹ دے گی۔ اس میں پھر میری وہی عرض ہے کہ لوکل کونسل کی کارکردگی بے حد متاثر ہوئی ہے۔ اس فیصلے کو واپس لیا جائے۔

جناب گورنر یعنی in kind ہونی چاہئیے ؟

سردار فضل احمد خان لنگاہ ۔ (بہاول پور) in kind ہونا چاہئیے جیسے پہلے تھا۔ جناب والا اس کے بعد یہ فیصلہ ہوا تھا کہ ولیج الیکٹریفیکیشن کی priority ضلع کونسلیں assess کریں گی۔ ایسی فہرستیں جو ہم نے بھیجی ہیں وہ واپڈا کے پاس جاکر جو approved list پر تھیں وہ اور جو ہم نے خصوصی ضلع کونسل بہاولپور نے اپنی ایک لسٹ بھیجی تھی اس میں بھی ترمیم کر دی گئی ہے۔ تو آئندہ یا تو ہم سے یہ اختیار واپس لے لیا جائے یا یہ ہے کہ جو approved list پر ویلجز ہیں اگر ضلع کونسل ان کی priority fix کریں تو وہی ولیج منظور کئے جائیں۔

اس کے بعد وزیرمال کے متعلق ایک سوال ہے۔ بہاول پور میں چولستان کا ایک اچھا خاصا مسئلہ چلا آ رہا ہے۔ جو الاٹمنٹ ۱۹۵۹ اور ۱۹۶۰ میں ہوئی ہیں ان کے پٹے ابھی تک ان الاٹیوں کو نہیں ملے۔ وہ پٹے مستقل طور پر ان کو الاٹ کئے جائیں۔ اس کے بعد ایک سکروٹنی کمیٹی بنی تھی جس کے متعلق سبجیکٹ کمیٹی ریونیو نے بھی یہ تجویز کی تھی اور میرے خیال میں وہ منظور بھی ہو گئی تھی کہ اس سکروٹنی کمیٹی میں چیرمین ضلع کونسل ساتھ بیٹھے گا۔ وہ سکروٹنی کمیٹی میرے خیال میں اپنا کام مکمل کر چکی ہے۔ ضلع کونسل کے چیرمین کو اس میں نہیں بٹھایا گیا۔ اس کی وجہ وزیر موصوف خود فرمائیں گے۔

اس کے بعد وہاں ایک اہم مسئلہ ناجائز قابضین کا ہے۔ لوگوں نے کئی چکوک ناجائز قبضے میں لئے ہوئے ہیں۔ وہاں سے ناجائز قابضین کو بے دخل کیا جائے جیسا کہ میں نے ایک دن پہلے بھی جناب کی وساطت سے عرض

کی تھی ، اگر محکمہ انہار ان لوگوں کو ناجائز طور پر پانی نہ دیں تو یہ مسئلہ ختم ہو سکتا ہے ۔ بورڈ آف ریونیو میں ناجائز قابضین نے کوئی اپیل کی ہوئی ہے ۔ میری گزارش ہے کہ اس کا فیصلہ جلد فرما دیا جائے ۔

جناب والا ، اس کے بعد میں محکمہ صحت کے متعلق عرض کروں گا ۔ اس وقت گلوکوز بالکل دستیاب نہیں، بلکہ میرا اپنا تجربہ ہے کہ میں نے ایک بوتل کی ۸۰ روپے تک قیمت ادا کی ہے ۔ اب اخبارات میں بھی آیا ہے کہ ملک میں اس کی کمی ہے ۔

جناب گورنر ۔ اب بھی یہ ۸۰ روپے میں فروخت ہو رہی ہے ؟

سردار فضل احمد خان لنگاہ ۔ دو دن پہلے جب میں بہاول پور سے آیا تھا اس وقت تو گلوکوز دستیاب نہ تھا ۔ ملتا ہی نہ تھا ۔

جناب گورنر ۔ مل ہی نہیں رہا تو ۸۰ روپے کا سوال ہی نہیں ۔

سیٹھ محمد عبیدالرحمان ۔ اگر ملتا ہے تو دقت سے ملتا ہے اور بلیک میں ملتا ہے ۔

سردار فضل احمد خان لنگاہ (بہاولپور) ۔ بہر حال یہ خود ہی اس کا انتظام فرمائیں گے ۔ جناب والا ، بہاول پور میں صوبائی حکومت نے ایک آپریشن تھیٹر کمپلکس بنایا ۔ اس پر اچھی خاصی رقم خرچ ہوئی ہے ۔ وہ آپریشن تھیٹر سارا ایئرکنڈیشنڈ ہے ۔ اس کا سارا کام مکمل ہے لیکن وہ اس لئے نہیں چل رہا کہ اس میں ابھی تک الیکٹرو میڈیکل انجینئر کی تعیناتی نہیں ہوئی میری استدعا ہے کہ اس کی فوری تعیناتی کر دی جائے تاکہ بہاول پور اور دوسرے علاقے کے عوام اس سے فائدہ اٹھائیں ۔

اب میری وزیر اوقاف سے گزارش ہے کہ بہاول پور میں جتنی جائیدادیں وقف کی گئی ہیں مثال کے طور پر محکم الدین ، اور اس کے بعد امیر آف بہاول پور اور سر محمد صادق کی جتنی بھی جائیداد ہے اور وہاں کے دوسرے دربار جن پر اوقاف کا کنٹرول ہے ، ان کا خرچ اور ان کی آمدنی کی پوری تفصیل آئندہ اجلاس میں پیش کی جائے ۔

اب میں تھوڑا سا نگران کمیشن کے متعلق بھی عرض کروں گا - اگر مہربانی ہو سکے تو آئیندہ اجلاس میں اس کے متعلق رپورٹ اس فاضل ہاوس کے سامنے پیش کی جائے کہ جب سے یہ کمیشن معرض وجود میں آیا ہے اس نے کیا کارکردگی دکھائی ہے - کتنے کیس دائر ہوئے ہیں اور کتنے کیسز کا فیصلہ ہوا ہے -

جناب والا - اس کے بعد تھوڑا سا ھائی ویز کے متعلق عرض کروں گا - ضلع کونسل بہاول پور نے ایک قرارداد بجھوائی تھی کہ پورے بہاول پور ڈویژن میں ۸۲-۱۹۸۱ء میں ایک آدھ سکیم رکھی گئی ہے - آئندہ اجلاس میں وزیر موصوف اگر موزوں سمجھیں تو اس کی رپورٹ بھی پیش کریں اور ساتھ ہی دیکھیں کہ دوسرے ڈویژن کے مقابلے میں بہاول پور ڈویژن کی کیوں کم سکیمیں منظور کی گئی ہیں -

جناب والا ایک اہم سڑک کی طرف میں آپ کی توجہ دلاتا ہوں - وہ 20—25 میل ڈیرہ نواب صاحب تا ھیڈ راجکان روڈ ہے - یہ بہت اہم سڑک ہے لیکن اس کا تھوڑا سا ٹریک کافی عرصے سے التوا میں پڑا ہوا ہے جس کی وجہ سے ساری سڑک قابل استعمال نہیں - یہ ڈیرہ نواب صاحب تا ھیڈ راجکان روڈ ہے جو التوا میں ہے اس کو کیا جائے - اس کی رپورٹ وزیر موصوف آئندہ اجلاس میں پیش کریں گے اور اس التوا کو دور کرنے کی کوشش کریں گے -

جناب والا ، واپڈا کی جو مہربانی مجھ پہ ہوئی ہے یہ بتانے کے لئے صرف دو منٹ مجھے عنایت فرما دیں -

جناب گورنر - کل تو تین منٹ ہیں -

سردار فضل احمد خان لنگاہ - (بہاولپور) جو میرے ساتھ واپڈا کی مہربانی ہوئی ہے اس کے لیے مجھے ایک منٹ عنایت فرما دیں -

جناب والا - میں نے آفیشل ھاؤس چیئرمین ضلع کونسل کو تعمیر کروایا تو میں نے بجلی کے کنکشن کے لیے apply کیا - دو تین مہینے

تک تو نہ ملا - ہم کوشش کرتے رہے - بہر حال میرے انجنئر نے کہا آپ جب تک وہاں کے ایس ڈی او کو ٹیلیفون نہیں کریں گے وہ بجلی کنکشن نہیں دیں گے - میں نے ٹیلیفون کیا - اس نے کہا لنگاہ صاحب آپ کے ہاؤس میں ہمارے متعلق یہ پراپیگنڈہ ہوتا ہے کہ ہم لوگوں سے پیسے لیتے ہیں تو آپ ہم سے کیا توقع رکھ سکتے ہیں ؟ میں نے کہا ، یہ میرے ہاؤس کا مسئلہ نہیں بلکہ پورے ملک کی پرابلمز ہیں یہ admitted fact ہے - انھوں نے کہا ، پھر ہم دیکھیں گے - بہر حال مجھے وہ کنیکشن نہ ملا تو تین چار مہینے کے بعد میں باہر گیا ہوا تھا جب شام کو واپس آیا تو وہاں کنکیشن لگ رہا تھا - میں بہت خوش ہوا - لائن مینوں کو چائے وغیرہ پلائی - جونہی انہوں نے switch on کیا تو تھوڑی دیر بعد ساری کوٹھی میں اندھیرا چھا گیا اور اس میں سے پٹاخے اڑنے لگے - ٹیوبیں اور بلب وغیرہ سب جل گئے - میں بہت پریشان ہوا - بہر حال انہوں نے کہا کہ اب تو ہم سے کچھ نہیں ہو سکتا آپ دوبارہ رجوع کریں جس ٹھیکے دار نے کوٹھی بنائی تھی وہ میرے پاس صبح آیا اور بہت خوش تھا کہ لنگاہ صاحب ، آپ کی بجلی لگ گئی ہے - میں نے کہا ، یار لگ توگئی ہے - انہوں نے کہا میں تو تین مہینے تک دیکھتا رہا کہ دیکھئے چیئرمین کا کیا اثر چلتا ہے - میں وہاں گیا تھا میں نے 200روپے طے کئے تو وہ آپ کو بجلی دے گئے ہیں میں نے کہا اس کا تو یہ حشر ہوا ہے - اس نے کہا کہ میں 100 روپیہ لائن مینوں کو دینا بھول گیا تھا اس لئے آپ کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے - اس کے متعلق ڈویژنل کوارڈینیشن کمیٹی میں کہا تھا - جب جناب فضل رازق صاحب وہاں آئے وہاں بھی میں نے ان کو عرض کی تھی کہ ایسا واقعہ میرے ساتھ پیش آیا ہے اور باقی لوگ ہم سے کیا توقع رکھ سکتے ہیں ؟ مجھے بہت افسوس ہے کہ آج تک ان افسران کے خلاف کچھ نہیں کیا گیا - میں سب کچھ تحریری طور پر دیتا رہا ہوں مگر اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی - میں ضرور استدعا کروں گا کہ جو لوگ قصور وار ہیں ان کے خلاف کارروائی کی جائے - اور واپڈا والوں سے گزارش ہے کہ وہاں کا ایک دیہات ہے جو میں نے فضل

رازق صاحب کو بھی لکھوایا تھا ۔ وھی ہوا جو واپڈا کی ایک بڑی مثال ہے ۔ تحصیل احمد پور شرقیہ میں بستی حاجی رب نواز ان کے ulterior motive کی وجہ سے ایک مسئلہ بنا ہوا ہے وہ مسئلہ حل کر دیں ۔ مہربانی ۔ شکریہ ۔

بیگم سلمٰی تصدیق حسین (چیئر مین انجمن خانہ داری خواتین پاکستان لاہور) ۔ جناب والا ، معزز ممبران یہاں پر اپنی شکایات اور اپنے مسائل آپ کے سامنے پیش کر چکے ہیں اس لیے مجھے یہ احساس پیدا ہوا ہے کہ اس ھال میں نوجوان ، عمر رسیدہ ، تحریک پاکستان کے کارکن اور پاکستان کے مجاھد موجود ہیں ۔ لیکن کسی نے قومی پیمانے پر کوئی بات نہیں کی کہ اس قوم کی کیا حالت ہے ۔ اس قوم کو کس طرح سدھارنا ہے ۔ اس قوم کا اخلاق کس طرح درست کرنا ہے اور کیوں اس قوم کا اخلاق بگڑا ہے ۔ افسران کی برائیاں کرتے کرتے ہم تھک گئے ہیں ۔ لیکن ہم نہیں سوچتے کہ ان میں بھی کئی اللہ کے بندے موجود ہیں جو کسی وقت نیکی سے کام لیتے ہوئے ھمارے مسلمان بھائیوں اور بہنوں کے کام آ جاتے ہیں ہمیں سوچنا ہو گا کہ ھمارا مسئلہ کیا ہے ؟ ھمارا اصل مسئلہ یہ ہے کہ قیام پاکستان کے بعد ۵۳ سے ۵۵ فیصد تک ھماری آبادی میں اضافہ ہو چکا ہے اور خوراک کی پیداوار میں صرف تیرہ یا چودہ فیصد اضافہ ہوا ہے ۔ مہنگائی کیوں ہے ؟ اس لیے کہ 50 فیصد ادمی اور 13 فیصد ان کے لیے خوراک ہے ، وہ کیسے کھائیں ؟ اور کیوں کر وہ اپنے خاندانوں کی پرورش کریں ؟

عزیز بھائیو اور بہنو ! اس مسئلے پر غور کرنے کا مقام ہے ۔ اگر ہم نے قوم میں دیانت داری کا جذبہ نہ پیدا کیا ، انھیں یہ نہ بتایا کہ تم مسلمان ہو اور مسلمان کے لیے یہ چیزیں مناسب نہیں ۔ یہ گناہ ہے ، یہ ثواب ہے ، یہ نیکی ہے اور یہ بدی ہے ۔ اگر ان چیزوں کا بچوں کو احساس نہ دلایا تو کیوں کر آپ اپنی قوم سے توقع رکھ سکتے ہیں کہ وہ ان چیزوں سے

بری النسہ ہو گی ۔ جو برائیاں موجود ہیں ، ان کی بیخ کنی کے لیے آپ نے ایک بھی تجویز پیش کی ہے ؟ آپ نے سنا ہے کہ نظام اسلام آنے والا ہے ، آپ نے ایک بات بھی کی ہے کہ نظام اسلام کا کیا اثر ہو گا ؟ اس کو ہم کیسے قبول کریں گے ؟ اس میں ہم کیسے شریک ہوں گے ؟ ہم نے کیا کچھ کرنا ہے ؟ کسی نے ایک بات بھی نہیں کی ۔ سب نے اپنے چھوٹے چھوٹے دکھ اور چھوٹے چھوٹے مسائل پیش کیے ہیں ۔ قومی مسئلہ ایک بھی پیش نہیں ہوا ۔ آپ کی قوم اپنی انسانیت کی جگہ سے گرتی جا رہی ہے ۔ اس کو واپس لانے کے لئے کچھ علاج کیجیے ۔ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے تمام ادارے کرہ ارض پر بکھرے پڑے ہیں ۔ کوئی کچھ بھی نہیں کر رہا ۔ آج ہمیں پھر کس طرح مجتمع ہونا ہے ؟ وہ کون سی تحریک ہے جس میں آپ پھر شامل ہو کر ایک قوم بن جائیں گے ؟ ایک اتحاد کی لڑی ہو گی اور پھر وہ پاکستان کی قوم بنے گی جس نے پاکستان حاصل کیا تھا۔ آج آپ ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے ہیں ۔ پاکستان کی یہ نوبت اس لیے آئی ہے یہ سارے نقائص اس لیے پیدا ہوئے ہیں کہ ہم اپنے مفاد میں کھو گئے ہیں ۔ ہم میں سے کس کو یہ علم نہیں کہ کسی دوسرے کے مفاد کی بھی فکر ہونی چاہیے ۔ دیانت داری کا مسئلہ تو ہم میں سے نکل ہی گیا ہے دیانت داری ہماری فہرست میں داخل ہی نہیں رہی ۔ ہمیں دیانت دار ہونا چاہیے ۔ دیانت دار صرف پیسے دینے سے نہیں ہوا جاتا ۔ اپنی ہر بات میں اپنے ہر خیال میں ، ہر عمل میں ، دنیا کے ہر راستے پر دیانت داری آپ کے کام آئے گی ورنہ یہ نقائص کبھی دور نہیں کر سکیں گے ۔ آپ ایک دوسرے سے تعاون کیجیے ، ایک دوسرے سے محبت کی توقع رکھیے ، ایک دوسرے سے مدد کی توقع رکھیے ۔ پھر وہ آپ کے لیے کچھ کریں گے ۔ جب آپ ان کی برائیاں ہی کرتے جائیں گے تو وہ کیسے آپ کے مدد گار بن سکیں گے ؟ اس لیے سب سے پہلے یہ چاہیے کہ آپ ایک مرکز قائم کریں ۔ اور وہ مرکز ہے تحریک کارکنان پاکستان ۔

تحریک کارکنان پاکستان کوئی سیاسی چیز نہیں ۔ اس کو کوئی نہیں

روک سکتا ۔ اس کو حکومت بھی خوشی سے موقع دے گی کہ مسلمان پھر یک جا ہو جائیں اور ہم خیال ہو جائیں ۔ ان میں وہی اتحاد ہو جو 45, 46 اور 1947ء میں تھا اور وہی جوش ، جذبہ اور ولولہ پیدا ہو ۔ مجھے انہوں نے شعبہ خواتین کا پھر انچارج بنا دیا ہے اور جوق در جوق میرے پاس عورتیں آ رہی ہیں کہ ہمیں بھی ممبر بنالیے ، ہم یہ کریں گی ہم وہ کریں گی ، لیکن مردوں میں سے ایک بھی نہیں آیا جو اس کے صدر ہیں ، جو اس تحریک کے بانی مبانی ہیں ، ان سے کہتی ہوں کہ یہ کام کیا جائے وہ بھی نہیں سنتے ۔ تو میں کیسے قوم سے توقع رکھوں کہ یہ قوم پھر اس منزل پر پہنچے گی جہاں پاکستان بنانے میں قوم پہنچی تھی ۔ ضروری ہے کہ آپ سب چیزوں کو بالائے طاق رکھ کر پہلے اپنے آپ کو متحد کیجیے ، متحد ہو کر ایک راستہ اختیار کیجیے ۔ نیکی ، دیانت داری ، جوش ، ذوق اور ولولے سے پھر پاکستان کے استقلال اور سر بلندی کے لیے قوم کو اعلیٰ صفوں میں کھڑا کرنے کے لیے ، اپنے جھنڈے کو بلند کرنے کے لیے ذہنی طور پر تیار ہو جائیے ۔ پھر انشاء اللہ ، آپ کے یہ سارے مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے ۔ ہر شخص یہ خیال کرے گا کہ یہ میرا بھائی ہے ، مجھے اس کا کام کرنا ہے ۔ اب تو ایک دوسرے کو ہم دشمن سمجھنے لگے ہیں ۔ اب ایک دوسرے کے ساتھ ہمیں کوئی محبت نہیں ۔ اس لیے خدا کے لیے تحریک پاکستان کو اپنا لیں ۔ کیونکہ اور کوئی جماعت ایسی نہیں ۔ سبھی بکھر گئے ہیں ۔ مجھے تعجب ہے کہ ان کے ایمان متزلزل کیوں ہو جاتے ہیں ؟ مجھے تکلیف ہوتی ہے کہ میری گود کے بچے اس قدر کمزور خیال کے پیدا ہو گئے ہیں ! اس قدر ان کے ذہن کمزور ہیں کہ وہ ایک جگہ پر قائم ھی نہیں رہ سکتے ! قوم ایک جگہ قائم رہے گی تو قوم کا جھنڈا بلند ہو گا ، اور پھر آپ کی قوم متحد ہو کر ایک مرکز کے اندر کام کرے گی ۔ آپ زیادہ جماعتیں نہ بنائیے ۔ صرف ایک تحریک کارکنان پاکستان کو ہاتھ میں پکڑ لیجیے ، قوم کے جملہ نقائص دور کیجیے ، قوم کو راہ راست پر چلائیے ، قوم کو آواز دیجیے کہ ایک ھی راستے پر چلیں ۔

انشاء اللہ ہم منزل تک پہنچ جائیں گے۔

آپ کی 55 فی صد جو آبادی بڑھ چکی ہے، اس کی ذمہ داری کس کے سر پر عائد ہوتی ہے؟ اس کا فرض کس کے سر پڑتا ہے۔ یہ آپ کے سر پر ہے، ان انسانوں کے لئے راستے تلاش کرنا، ان کی زندگی بہتر بنانا، انہیں تعلیم دینا آپ کا کام ہے۔ محکمہ تعلیم بے شک اپنی ہمت سے کام کرتا ہے۔ لیکن ان کے ساتھی ایماندار نہیں ہیں، دیانت دار نہیں ہیں اور رشوت کا جو بار بار ذکر ہو رہا ہے، یہ اس لئے رشوت کھاتے ہیں کہ ان کے اخراجات پورے نہیں ہوتے۔ کیوں پورے نہیں ہوتے؟ قناعت اٹھ گئی ہے۔ قوم میں سے قناعت کا جذبہ ختم ہو گیا ہے۔ ہمارے پاس ایک بھی نوکر نہ ہوتا تھا تو ہم عورتیں اپنا گھر چلاتی تھیں اور مرد اپنے سارے کام خود کرتے تھے۔ اب ہر آدمی چاہتا ہے کہ اس کے آگے نوکروں کی لائن ہو، اس کا کھانا فاخرہ لباس ہو، اعلیٰ درجے کی زندگی ہو، موٹر، مرسیڈیز کار ہو۔ ہمارے ملک میں کتنی کاریں ہو گئی ہیں؟ ایسی کاروں کا کیا فائدہ جب کہ ان میں بیٹھنے والوں کے دلوں میں ایمان کی رمق باقی نہیں۔ کاروں کو توڑ دیجئے، جلا دیجئے اور وہ پرانی مسلمان مجاہد قوم بن جائیں گے جس نے پاکستان بنایا تھا۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ کے دین کو دنیا میں پھیلایا تھا۔ اس قوم کے پاس کیا تھا؟ پیغمبر اسلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ۔ وہی قوم ہے۔ آج اس جذبے سے کام کیجئے پاکستان کی ترقیوں کی ضامن یہی چیز ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں کہ آپ کے دلوں میں یہ جذبہ پھر ابھرے، بیدار ہو اور آپ سب مل کر اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیجئے اور ایک رسی کو پکڑ کر اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت ضابطہ حیات کی طرف توجہ دیجئے پھر یہ ساری خرابیاں دور ہو جائیں گی۔

اس کے بعد میں چھوٹی سی گزارش محکمہ تعلیم سے کرتی ہوں۔ جو آپ سکول بناتے ہیں، خدا کے لئے، اتنی اتنی بڑی عمارات ہوتی ہیں، آپ سکولوں کے لئے اپنی عمارتیں خود کیوں نہیں بناتے؟ لوگوں کی عمارتیں نہ لیجئے۔

اس سے لوگوں کا دل دکھتا ہے - خدا کے لئے آپ اپنے سکول بنائیں - اور اپنے سکول بنانے کے بعد آپ یہ سوچیں کہ ہمارے ملک میں کتنی ناخواندگی ہے - پاکستان کو بنے 34 سال ہو گئے ہیں آپ نے صرف 12% تعلیم میں اضافہ کیا ہے - یہ ہمارے لئے شرم کی بات ہے کہ ہم نے ان 34 سالوں میں صرف 12% آدمیوں کو تعلیم دی ہے - اس سے پہلے 8% تعلیم یافتہ ہوتے تھے - اب 20% ہو گئے ہیں - آپ کے گھر کے افراد جاہل ہوں اور آپ پڑھے لکھے ہوں تو آپ کی کیا عزت ہے ؟ اس کا کیا فائدہ ؟ آپ ساری قوم کو پڑھائیے - اس طرح جیسے ہمارے بزرگ پڑھاتے تھے ہر گھر میں مدرسہ ہونا چاہیئے ہر گھر میں سکول ہونا چاہیئے - لیکن مصیبت تو یہ ہے کہ ہر آدمی اپنے بچے کو انگریزی ماڈل سکول بھیجنا چاہتا ہے - میرے پاس مزدور آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے بچے کو چیف کالج میں داخلہ دلوا دیجیئے - تعجب کی بات ہے چیف کالج ان کے دل پر کیوں چھایا ہوا ہے ؟ چھوٹے چھوٹے سکول کھولیں - آپ ممبر ہیں یہ آپ کا کام ہے - آپ اپنی قوم کو تعلیم یافتہ بنائیے - خواندگی کو زیادہ کیجیئے - ورنہ آپ کا نمائندہ ہونا بیکار ہے - آپ قومی مسائل سوچیں - آپ نہروں اور نالیوں کے چکر میں نہ پڑیں - آپ نے اس قوم کو انسان کا بچہ بنانا ہے جب تک یہ نہیں کریں گے آپ کوئی کام مکمل نہیں کر سکتے -

ان الفاظ کے ساتھ میں آپ سے رخصت ہوتی ہوں -

جناب گورنر - آپ آئیے -

میاں مجید اکبر فاروقی (چیئرمین میونسپل کمیٹی گجرات) - جناب چیئرمین صاحب گزارش ہے کہ بیگم صاحبہ نے جو کچھ ارشاد فرمایا ، ہمیں اتفاق ہے کہ انہوں نے میرا ٹاپک چھین لیا - انہوں نے بہت اچھی تقریر کی ہے - آخر میں انہوں نے محکمہ تعلیم کو مشورہ دیا ہے کہ وہ تعلیم کے لئے اپنی عمارتیں بنالیں - اصل میں میں اس موضوع کی ابتدا پولیس کے محکمے سے کرنا چاہتا تھا - یہ ایک ایسا ادارہ ہے ، جو انسانی نسل کشی کرتا ہے -

میاں صلاح الدین (وزیر مواصلات) ۔ فیملی پلاننگ نسل کشی کرتی ہے ۔

میاں مجید اکبر فاروق (چیئرمین میونسپل کمیٹی گجرات) ۔ وہ انسانی نسل کشی کرتے ہیں یہ بھی انسانی نسل کشی کرتے ہیں ۔ بیگم صاحبہ نے بتایا کہ جب پاکستان بنا اس وقت کیا کیفیت تھی اور لوگوں کے اندر قربانی کا مادہ کس قدر تھا ۔ جس کے باعث یہ ملک معرض وجود میں آیا ہے ۔ یہ ملک بڑی قربانی کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں بخشا ہے ۔ قائد اعظم اپنی قوت ارادی ، محنت شاقہ اور اپنی اعلیٰ اہلیتوں ، قابلیتوں کی وجہ سے اس قوم کو اس ڈگر پر لائے کہ یہ مجتمع ہو اور اپنا ایک مقصد سامنے رکھے ۔ اسے حاصل کرے ۔ بد قسمتی یہ ہوئی کہ جب پاکستان بن گیا تو حالات کا رخ بھی بدل گیا ۔ عوام میں جذبہ وہی تھا جس کی میں نشاندہی کرنا چاہتا ہوں ۔ بیگم صاحبہ اس معاملے میں مجھ سے زیادہ با علم ہیں کہ پاکستان بنتے ہی جو مجھے یاد ہے ، پنجاب کے صوبے کی لیڈر شپ کے لیے لڑائیاں شروع ہوئیں ۔ سب سے پہلے دولتانہ اور ممدوٹ میں تفرقہ پیدا ہوا تو عوام کو وہ علیحدہ کرتے گئے اور لیڈر شپ میں لڑائیاں ، جھگڑے اور اس قسم کے مفاد پرست پیدا ہو گئے ۔

جناب گورنر ۔ آپ کے پاس تین چار منٹ ہیں ۔ آپ اس طرح کریں جیسے کوزے میں دریا بند کرنا ہو ۔

میاں مجید اکبر فاروق (گجرات) ۔ جناب صدر موضوع تو اتنا وسیع ہے کہ اس پر جتنا بھی کہا جائے کم ہے ۔ باوجود کہ میں نے پچھلے اجلاس

میں استدعا کی تھی اور آپ نے وعدہ فرمایا تھا ۔ اصل میں ہمارا ملک degenerate ہو چکا ہے ۔ اس کو چیک کرنے کی ضرورت ہے ۔ اگر ہم اصلاح نہیں کر سکتے تو چیک ضرور کیا جائے ۔ اس ایوان میں بحث کی جائے کہ ایسا کرنے کے لئے کیا طریقے اختیار کئے جا سکتے ہیں ۔ میری ناقص عقل اور کم علمی کے مطابق جو کچھ میں تجویز کر سکتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہم لوگ جس حیثیت میں یہاں ہیں چیئرمین ضلع کونسل ، سیکرٹریز یا دیگر حضرات ہم اپنے اپنے فیلڈ میں نمونے کی کیفیت پیدا کریں تا کہ ان سے لوگ کم از کم یہ اثر ضرور لیں کہ انہیں بھی اس طرح ہونا چاہیے ۔ ظاہر ہے کہ انسان کے ساتھ پیٹ بھی ہے ۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ پیٹ کو ضبط میں رکھا جائے ۔ اس قسم کا واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کا بھی ہے ۔ کوئی شخص آپ کے پاس آیا ، اس نے کہا مجھے بہت فاقہ ہے گزر اوقات مشکل سے ہوتی ہے ۔ مجھے کچھ کھانے کو نہیں ملا ۔ میں نے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا ہوا ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پیراھن اٹھایا اور فرمایا کہ میں نے دو پتھر باندھے ہوئے ہیں ۔ یہ ایک جذبہ ہے جو ھمیں لازمی پیدا کرنا ہے ۔ ھمار سارا جھگڑا پیٹ کا ہے ۔ اس کے لئے ہم تمام اصولوں کو چھوڑ دیتے ہیں ۔ سچائی انسانیت کی بنیادی چیز ہے جس پر ہم بحیثیت مسلمان فخر کرتے ہیں ۔ اس سے ہم ھٹ گئے ہیں ۔ اور چاپلوسی ھمارے روئیں روئیں میں شامل ہو گئی ہے ۔ خوشامد ھاری فطرت بن گئی ہے ۔

میرے خیال میں اتنا ھی کافی ہے ۔ مزید بات کروں گا تو وقت زیادہ لگے گا ۔ میں اپنے مسائل بتانے کا ارادہ نہیں رکھتا ۔ وہ میں کسی وقت بھی

آپ کو ، کسی سیکرٹری کو ، کسی ڈائریکٹر کو بتا کر حل کرا سکتا ہوں ۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ۔ میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں ۔ شکریہ ۔

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی (میئر میونسپل کارپوریشن ملتان) ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب صدر ! تین چار دن سے جو باتیں سننے میں آتی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اگر انسان اپنا مافی الضمیر پیش کرے تو اس کے لئے بہت وقت درکار ہے ۔ میں یہ دیکھ رہا تھا کہ اس ایوان میں تنقید کی جا رہی ہے لیکن تجاویز نہیں دی جا رہیں ۔ تو یہ ایک طریقہ تھا ، جیسے ایوان میں اقتدار اور اپوزیشن دونوں ہوا کرتی تھیں ۔ اپوزیشن صرف تنقید کرتی تھی ۔ نہ تجاویز دیتی تھی اور نہ اس وقت کی حکومت پر comments دیتی تھی ۔ تو یہاں بھی ایسا طریقہ اختیار کر لیا گیا ہے ۔ میں سمجھنے سے قاصر ہوں کہ آخر ہم کس پر تنقید کر رہے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جتنی بھی تنقید ہو رہی ہے اس میں ہم بھی آتے ہیں کیونکہ پاکستان کے شہری کی حیثیت سے ہمارا بھی ان برائیوں میں حصہ ہے ۔ جو ادارے قائم ہوئے ہیں میرا یہ ایمان ہے کہ اگر ان کو مضبوط کر دیا جائے تو یہ ادارے رشوت کو دور کرنے میں بہت ہی ممد و معاون ثابت ہو سکتے ہیں ۔ ایک خدشہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم میں سے کئی لوگ ایسے ہوں گے جو رخنہ ڈالنا چاہیں گے ۔ ہم ہر وقت اس حمام میں ننگے کھڑے ہیں ۔ ہماری اپوزیشن ہیں ۔ ہمارے اختلافات ہیں وارڈوں میں ، محلوں میں ۔ ہم یہ فعل نہ کر سکتے تھے اور نہ ہم کرنے دیں گے ۔ اس لیے اگر ہم یہ فعل نہیں کر سکتے تو ہمیں یہ اختیار ہونا چاہیے کہ ہم ان اعمال کو روکیں ۔ اور وہ ہم روک سکتے ہیں ۔ ہم سرکاری محکموں میں رشوت کو روک سکتے ہیں ۔ ہم تاجروں کی بلیک مارکیٹنگ کو روک سکتے ہیں ۔ ہم ہر فیلڈ میں سفارش کو روک سکتے ہیں ۔ ہم اگر چاہیں تو کیوں qualification کے against سفارش کرائیں کہ جی ، میرا لڑکا جو میٹرک پاس ہے اسے لے لیا جائے اور گریجویٹ ہے اسے نہ لیا جائے ! تو ہم سفارش کے لیے بھی دوڑتے ہیں ۔ ہم ناجائز پیسہ کمانے کے لیے بھی دوڑتے ہیں اور اس کے لیے سفارشیں بھی

کرالیتے ہیں۔ تو یہ معاشرے میں جتنی خرابی آ گئی ہے اس کے ہم بھی ہی ذمہ دار ہیں صرف بیورو کریسی ہی ذمہ دار نہیں۔ رشوت لینے والی تو بیورو کریسی ہے لیکن رشوت دینے والے ہم ہیں۔ ہم رشوت کیوں دیتے ہیں ؟ ہم اس لیے رشوت دیتے ہیں کہ دوسرے کا حق مارنا چاہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ دوسرے کا حق مار کر اپنا کام کروائیں۔ ہم اس لیے رشوت دیتے ہیں کہ اپنے لڑکے کو نوکر کرا لیں۔ ہم اس لیے رشوت دیتے ہیں کہ دوسروں کے کام priority پر نہ ہوں بلکہ ہمارے پہلے ہو جائیں۔ تو اس معاشرے کو صحیح کرنے کے لئے اگر ہم پوری قوت کے ساتھ کام کرنا چاہیں تو اس کی تکمیل کر سکتے ہیں اور اس لعنت کو اس ملک سے ختم کر سکتے ہیں۔ مگر اس کی ایک شرط ہے۔ کہ ان اداروں کو کاغذوں پر مت رکھیے۔ ان کو فعال بنائیے۔ ان سے کام لیجئے۔ پہلے بھی جتنے ادارے بنائے گئے ہیں ان کو خود تباہ کر دیا گیا۔ ان سے کام لینے کا طریقہ کیا ہے ؟ تو میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ چیئرمین یا میئر یا وائس چیئرمین حضرات کا ان اداروں میں مقام کیا ہے ؟ اس شہر میں، اس ضلع میں اور اس ملک میں ان کا مقام کیا ہے ؟ آج تک ان کا مقام یہ نہیں بتایا گیا وہ کسی مقام پر ہیں۔ یعنی جب ہم اپنے شہروں اور اضلاع میں میٹنگ کرتے ہیں تو ہم تمام ہیڈز آف دی ڈیپارٹمنٹ یا ڈویژن کو بلاتے ہیں تو وہاں کوئی نہیں آتا۔ ہمیں جا کر رپورٹ کرنی پڑتی ہے پھر کمشنر کو کہنا پڑتا ہے۔ کمشنر بیٹھ کر پھر بلاتا ہے۔ پھر وہ لوگ آتے ہیں۔ پھر وہ ساری بات ہماری منتیں کرتے ہیں کہ خدارا میرے محکمے کے خلاف مت لکھنا۔ مجھے بتایا ہے کہ اس اسمبلی میں جتنے محکمے والے ہیں، ہم میں سے ہیں۔ ہم ان کو جانتے ہیں وہ ہمیں جانتے ہیں وہ یہ توقع رکھتے ہیں کہ یہاں ان کے محکمے کے خلاف کوئی بات نہ ہو۔ کیوں ؟ اس لیے کہ ہر محکمے میں 99 فیصد برائی اور رشوت ہے۔ سب کچھ عام ہے۔ اور قوم جس ڈگر پر چل رہی ہے خدا جانے کب ہم قیامت کو بلا لیں۔ اور وہ تباہی کا دن آ جائے جب یہ رشوت recognised سمجھی جائے گی۔ تو میں

یہ کہ گورنمنٹ کی چاہتا ہے [illegible] کا ووٹ ہمارا کوئی status قائم کیا جائے [illegible] میں خیال ہوتا ہے۔ اگر حقیقت میں آپ چاہتے ہیں کہ یہ ادارے کامیاب ہوں تو ان کو ایسے اختیارات دینے چاہئیں کہ یہ ادارے حل کر سکیں جو ہمارے مسائل ہوں میں قانون سازی اور پالیسی مرتب کرنا ہوتی ہے۔ جب یہ ادارے ہیں تو یہ لوگوں کے روزمرہ کے مسائل خود حل کر سکتے ہیں۔ ان کو اختیارات دیجئے۔ ان پر اعتماد کیجئے میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ نے قوانین بنائے ہیں تو کوئی شخص ان اداروں میں سے اس طرح سے کوئی رشوت لے کر بھاگ نہیں سکتا۔

جناب والا۔ چونکہ وقت کا مجھے خیال ہے اس لیے میں یہ چند الفاظ کہنا چاہتا تھا۔ اس کے بعد اب میں اپنے اصل مقصد کی طرف آتا ہوں۔ میں لوکل گورنمنٹ اور دیہی ترقیاتی پروگرام کی سبجیکٹ کمیٹی کا کنوینر ہوں مجھے ایک حیرانی اور بھی ہے کہ آپ نے سیمینار کیا۔ یونین کونسلوں کے چیئرمینوں کو بلایا۔ ڈسٹرکٹ کونسلوں کے چیئرمینوں کو بلایا ہے۔ میئرز کو بلایا۔ میونسپل کمیٹی اور ٹاؤن کمیٹیوں کے چیئرمین حضرات کو بلایا۔ اس میں آپ نے ایک چالیس رکنی کمیٹی قائم کی۔ اس میں آپ نے اپنے تمام اداروں کے سیکریٹری صاحبان کو شامل کیا وہ بھی آپ کے ساتھ سر جوڑ کر بیٹھے۔ انہوں نے تمام سفارشات پیش کیں وہ سفارشات تھیں۔ ان کا ہر روز لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی کی سبجیکٹ کمیٹی میں زیر بحث لائیں۔ اس کی رپورٹ میں نے تیار کی ہے وہ میں عرض کرتا ہوں۔ مگر اس سے پیشتر میں یہ چاہوں گا کہ جب ان کی سفارشات آ چکی ہیں تو مجھے جناب سالار صاحب کی اس بات کا بہت افسوس ہوا جو وہ فرما رہے تھے کہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کا محکمہ ایک نئی ترتیب سے پرائیویٹ رہائش والوں پر ٹیکسیشن کی ایک proposal بنا رہا ہے۔ تو ان سفارشات میں میں نے نمبر 26 پر یہ پڑھا ہے کہ تمام proposals چیئرمین حضرات کو بھیجی جائیں گی اور ان سے مشورے لیے جائیں گے اب وہ proposals ہمارے چیئرمین حضرات کو گئے ہیں جو یہاں آئے ہیں۔ جو وہ چالیس رکنی کمیٹی تھی اس نے

سفارش کی ہے کہ کسی نئی لیکسیشن" کا proposal کرنے سے پیشتر ہماری رائے لی جائے ۔ اس لیے بہتر ہے کہ اس سے رائے لی جائے اگر ان سے رائے نہیں لی جاتی اور براہ راست اس ٹیکسیشن کو لاگو کر دیا جاتا ہے تو وہ سمجھیں گے کہ ہماری کیا value ہے ۔ وہ یہی کہیں گے کہ ہماری کوئی value نہیں اس لئے میں عرض کر رہا ہوں کہ ان اداروں کو فعال بنائیے ۔ یا تو ان سے سفارشات نہ مانگئے ۔ جب ان سے آپ سفارشات مانگتے ہیں تو ان کو زیر غور لایا جائے ۔ آپ کے محکمے بیٹھتے ہیں ۔ غور کرتے ہیں اس کے بعد اس پر فیصلے ہوتے ہیں ۔ تو اس سے پیشتر ایسا کوئی فیصلہ نہ کر لیا جائے کہ سفارش کرنے والے یہ سمجھیں کہ ہماری سفارش پر کوئی اثر نہیں ہوا ۔ جناب والا ۔ جو ساتھ سفارشات دی گئی ہیں سب حضرات کے سامنے وہ لسٹ موجود ہے ۔ وہ پڑھ سکتے ہیں ۔ ان میں چند سفارشات ایسی ہیں جن میں سبجیکٹ کمیٹی نے تھوڑی سی ترمیم کی ہے ۔ لہذا وہ میں ھاؤس میں پیش کرتا ہوں ۔

جناب گورنر ۔ آپ کی اگلی میٹنگ جو دو تین مہینے کے بعد ہو گی اس میں اس پر full discussion ہو گی ۔ اب آپ رکنا چاہیں گے یا ابھی اپنا بیان جاری رکھنا چاہیں گے ۔

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی (ملتان) ۔ جناب والا ۔ گزارش یہ ہے کہ میں چند معاملات کی نشاندھی کرنی چاہتا ہوں جو پچھلے دنوں اس ھاؤس میں اٹھائے گئے ہیں ۔ تو میں یہ چاھتا تھا کہ ھاؤس کے سامنے سبجیکٹ کمیٹی کی رپورٹ پیش کر دوں ۔

جناب گورنر ۔ کوئی حرج نہیں ۔ اس پر ہم full discussion کر لیں گے چونکہ ان کو اپنے ساتھ لے کر چلنا ہے ، اور جیسے میں عرض کر رہا تھا کہ یونین کونسل وغیرہ کو split نہیں کرنا بلکہ ان کو ساتھ لے کر چلنا ہے ۔ اس لئے بجائے اس کو call کرنے کے میں نے ان کا ایک بہت بڑا کنونشن بلوایا ہے ۔ اب انہوں نے اپنا point of view بتا دیا ہے ۔ اب یہاں پر ایک full discussion کرنے کے بعد اس کو کر لیں گے ۔

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی (جناب والا میں سبجیکٹ کمیٹی برائے لوکل گورنمنٹ کا کنوینر بھی ہوں ۔ اگر اجازت ہو تو میں ان سفارشات میں سے کچھ کا ذکر کروں ۔ نمبر 3 پر یہ فیصلہ ہوا ہے اور آئندہ سال سے اس پر عمل درآمد ہو گا ۔ اس میں انہوں نے کہا ہے کہ مرکز کے جو چیئرمین ہیں ان کے چناؤ میں ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبر نہیں ہونے چاہیں اور اس کو ووٹ کا حق نہیں ہونا چاہیے ۔ 40 رکنی کمیٹی نے یہ سفارش کی ہے اور سبجکٹ کمیٹی نے کہا ہے کہ اس پر اگلے سال سے عمل در آمد ہو گا ۔ موجودہ سیشن میں اس پر عمل در آمد نہیں ہو سکتا ، کیوں کہ مرکز کونسل کے الیکشن ہو چکے ہیں اور ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبران اس میں شامل بھی ہو چکے ہیں ۔ اور ان کو ووٹ کا حق مل گیا ہے ۔ نمبر 11 میں ایک طرف تو اجازت ہے اور دوسری طرف پابندی لگائی جا رہی ہے کہ وہ منڈی مویشیاں قائم نہیں کر سکتے ۔ حالا نکہ نمبر 12 تا 15 میں اس کی آمدنی کو ضلع کونسل اور شہری آبادی کے درمیان تقسیم بھی کر دیا گیا ہے سبجیکٹ کمیٹی نے اس پابندی کی مخالفت کی ہے ۔ جو شہر یہ منڈی مویشیاں چلا رہے ہیں وہ چلائیں ۔ نمبر 25 میں ہے کہ تقرری کے اختیارات کمشنر صاحبان کو دئیے جائیں تاکہ وہ جلدی جلدی فیصلہ کر سکیں ۔ کیوں کہ اے ۔ ڈی ۔ پی میں جو آسامیاں خالی ہوتی ہیں ۔ ان کو پر کرنے کے لئے جب کمشنر صاحبان لاہور لکھتے ہیں تو ان کی منظوری آنے میں دیر ہو جاتی ہے ۔ تو اس سلسلے میں کچھ بندوبست ہونا چاہیے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جناب گورنر ۔ ویسے بھی میں نے کہا ہے کہ maximum decent - ralization ہونی چاہیے اس کو بالکل ہاتھ میں لئے بیٹھے ہیں ۔ اس کے آرڈر ہو گئے ہیں ۔

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی ۔ جناب باقی تمام سفارشات منظور ہو چکی ہیں ۔ اب میں سفارش نمبر 52 پر پہنچ چکا ہوں ۔ یہ تہہ بازاری کا معاملہ ہے اس پر سبجیکٹ کمیٹی نے سفارش کی ہے کہ ہر شہر کمیٹی یا کارپوریشن

اپنے اپنے حالات کے تحت وہاں پر کھوکھے قائم کر رکھے ہیں اور ان کھوکھوں میں میونسپل کمیٹی کی سطح پر ایس ڈی ایم، ضلع کا ڈپٹی کمشنر، ایس ایس پی اور متعلقہ کمیٹی کا چیئرمین شامل ہو۔ وہ کمیٹی فیصلہ کرے گی کہ جو کھوکھے بازاروں میں 1947ء سے آج تک قائم ہے اس کو بغیر اجازت کے رکھنا ہے یا نہیں۔ اور کارپوریشن کی سطح پر کمشنر اور ڈی آئی جی for traffic purposes اور وہاں کی ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا ڈائریکٹر جنرل اور متعلقہ کارپوریشن کے ممبر صاحبان یہ فیصلہ کریں کہ ان کو رکھنا ہے یا نہیں ہماری سبجیکٹ کمیٹی نے اس سلسلہ میں یہ سفارش کی ہے۔

سفارش نمبر 53 میں یہ ہے کہ میلہ منڈیاں اڈہ ٹول ٹیکس کی فیس وغیرہ متعلقہ آئٹم ہیں ان کو کھلا نیلام کیا جائے اور باقی دکانیں شاپنگ سینٹر اور زرعی زمینوں کو دس فیصد ہر سال بڑھا کر کم سے کم تین سال کے لئے اور زیادہ سے زیادہ پانچ سال کی مدت کے لئے نیلام کر دیا جائے۔

نمبر 57 میں ممبران کے لیے آئندہ پیلز ہاوس میں رہائش کی سہولت دینے کی سفارش کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا کہ پیلز ہاؤس کے باتھ روم اور رہائشی کمروں کی مرمت کرائی جائے اور رہائش کے لیے سہولتیں میسر کی جائیں تاکہ اس کا معیار ایسا ہو کہ جب صوبائی اسمبلی کے ممبران وہاں جب آئیں تو وہ وہاں پر آرام سے رہ سکیں۔

سفارش نمبر 58 میں یہ کہا گیا ہے کہ چیئرمین اور ٹاؤن کمیٹی کے وائس چیئرمین کو کونسل میں نمائندگی دی جائے۔ اس پر کمیٹی نے کہا کہ یہ نامناسب ہوگا۔ کونسل کے حالیہ اجلاس میں جو اعتراض اٹھائے گئے تھے۔ اس میں ایک بات یہ تھی کہ چیئرمین کو on behalf of local councils حکومت نے جو اختیارات تفویض کیے ہیں وہ executive کام کے لئے ہیں اور Day to day business چلانے کے لیے۔ چیئرمین کو یہ اختیارات دیے گئے ہیں اب مسئلہ یہ ہوا کہ اگر چیئرمین ساتھ ہی سارے اختیارات

کسی کو سونپنا چاہے ۔ تو وہ ایسا ہاؤس کی consent سے کر سکتا ہے ۔ ہاؤس میں لے جائے اور وہاں سے اجازت حاصل کرے وہ لکھ کر بھیجے کہ میں اپنے اختیارات میں سے فلاں فلاں اختیارات فلاں فلاں کو دینا چاہتا ہوں ۔ چاہے کوئی ممبر ہو یا کوئی آفیسر ہو یا کوئی وائس چیئرمین ہو اور اس میں day to day business بڑی اہم چیز ہے ۔ ہمارے لیے بہت مشکل ہے کہ چیئرمین ہر وقت میٹنگ بلائے اور یہ کہے کہ یہ بل sign کرنے ہیں اور یہ میرا فلاں آفیسر sign کرے گا فلاں کام فلاں آفیسر کرے گا ۔

جناب والا ۔ ہم چیئرمین کوئی تنخواہ نہیں لے رہے ۔ میں صرف اپنے بارے میں کہتا ہوں دوسروں کے بارے میں نہیں ۔ میں تو نہیں لے رہا اس لیے کہ ہم اپنا کاروبار بھی کرتے ہیں ۔ ہمیں اپنا پیٹ پالنا ہوتا ہے ہمیں اپنے کام کاج کے سلسلے میں اکثر و بیشتر باہر جانا پڑتا ہے ۔ ہمیں ایک دو دن کے لیے جانا پڑتا ہے ۔ پھر ہمیں اپنے کسی پرنسپل آفیسر یا وائس چیئرمین کو یہ اختیارات delegate کرنے پڑتے ہیں تو میں یہ گزارش کروں گا کہ کم از کم یہ کر دیں کہ چیئرمین without the consent of the house اپنے اختیارات delegate کر سکے ۔

جناب گورنر ۔ وہ تو میں نے کہا تھا ، کمیٹی بیٹھا دیں گے ۔ وہ بیٹھ کر دیکھ لے گی کہ کیا advisable ہے اور کیا نہیں ۔ اور غالباً بٹھا بھی دی گئی ہے ۔

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی (ملتان) ۔ جناب والا ۔ میٹنگ ہو گئی ہے ، کمیٹی بیٹھ گئی ہے کل ہی کمیٹی بیٹھی ہے اور اس نے فیصلہ کیا ہے ۔

جناب گورنر ۔ اچھا ، میٹنگ ہو گئی ہے ۔ بڑی کمال ہو گیا ہے ۔

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی ۔ دوسرے یہ ہے کہ میونسپل مجسٹریٹ جب جرمانے کرتے ہیں تو وہ جرمانے میونسپل کمیٹی کے اکاؤنٹ میں نہیں جاتے ۔ وہ کسی دوسرے head of account میں چلے جاتے ہیں اور اس سے میونسپل کمیٹی یا کارپوریشن کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا ۔ اس سلسلے میں سبجیکٹ کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تمام میونسپل کمیٹیوں اور کارپوریشنوں میں جو مجسٹریٹ مقرر کئے جائیں ان کا خرچ یہ ادارے برداشت کریں ۔ اس کے بعد جتنے

جرمانے کریں گے وہ Municipal-by-laws کے تحت جہاں میونسپل کمیٹی اور کارپوریشن کے فنڈز ہوں ، ان میں شامل کئے جائیں اور جہاں پر مجسٹریٹ ہمہ وقتی نہیں ، بلکہ پارٹ ٹائم یا عارضی ہوں گے وہاں اس کو part time کے مطابق rateable distribution کریں ۔

میاں صلاح الدین (وزیر مواصلات و تعمیرات) ۔ جناب والا ۔ لاہور میں تو یہ ہو رہا ہے کہ اگر چار سو روپے جرمانہ وصول ہوتا ہے تو اس میں سے ایک سو روپیہ خزانہ سرکار میں جمع ہوتا ہے ۔ بے انداز شکایات ہیں ۔ اس کے متعلق ہمیں کچھ نہ کچھ کرنا چاہیئے ۔ میئر صاحب مجھ سے اتفاق فرمائیں گے ۔

جناب گورنر ۔ میاں صاحب ، We will discuss it later on.

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی (ملتان) اس کے علاوہ جناب والا ۔ بیگم سیدہ عابدہ حسین نے لوکل باڈیز کے پراپرٹی ٹیکس پر اعتراض کیا ہے ۔ تو اس پر ہم نے غور کیا ہے۔ لوکل باڈیز کی جائیدادیں جو کہ دیگر محکموں کے پاس ہیں ان کے لئے ہم نے کہا ہے کہ They should be vacated forth-with وہ فوراً خالی کر دیں یا اس کا fair rent مقرر کرنا چاہیئے ۔ وہ زیادہ ہو گا اور ادارے کو فائدہ ہو گا ۔

اس کے علاوہ technical sanction کے بارے میں گزارش ہے کہ جہاں گریڈ 17 کے انجینئر ہیں وہاں پر وہ technical sanction نہیں دے سکتے ۔ گریڈ 18 والوں کو دینا پڑتی ہے ۔ اس میں دیر ہو جاتی ہے ۔ سنا ہے کہ اس کے لئے ہدایات جاری کر دی گئی ہیں technical sanction وہاں مقامی طور پر حاصل کریں بجائے اس کے کہ لاہور سے منظوری آئے ۔

اس کے بعد transit fee ہے ، راہداری کے بارے میں عرض ہے کہ جو مال کراچی سے لاہور آتا ہے اس پر راستے میں ہر جگہ پانچ روپے ، دس روپے transit fee دینا پڑتی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جناب ظہیر احمد تاج (صدر کالونی ٹیکسٹائل ملز لیبر یونین ملتان) ۔ پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ جناب والا ۔ ان کے لئے وقت کی قید نہیں یا انہیں خصوصی رعایت ہے ؟

جناب گورنر ۔ یہ ضروری points ہیں ، کام کی باتیں ہیں ۔ اس لئے میں نے انہیں نہیں روکا ۔ ویسے I agree with you میرے خیال میں ہم concede کرتے ہیں ۔ کیا خیال ہے ؟

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی (ملتان) ۔ ٹھیک ہے جناب ۔ جیسے آپ کی منشاء شکریہ ۔

جناب گورنر ۔ very good. Next.

چوھدری اختر علی (چیئرمین ضلع کونسل سیالکوٹ) ۔ جناب والا ۔ میں حالیہ سیلابوں سے تباہی کا ذکر کروں گا ۔ تحصیل شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ میں میں نالہ بئیں ہے ۔ اس نالے پر بند تھا ۔ پنڈی کلاں اور مینگڑی دو گاؤں ہیں ۔ ان کے درمیان یہ نالہ واقع ہے ۔ تو یہ بند ڈیڑھ فرلانگ ٹوٹ گیا ہے جس کی وجہ سے ان گاؤں کے 35 دیہات زیر آب آ گئے ۔ ان 35 گاؤں کی فصلات تباہ ہو گئی ہیں ۔ اس بند کی مرمت کرانے کا بندوبست کریں ورنہ دوسری بارش سے دوبارہ فصلوں کا نقصان ہونے کا خطرہ ہے ۔

میرا دوسرا پوائنٹ یہ ہے کہ یہ جو بلدیاتی ادارے ہیں ، ضلع کونسل یا دوسرے ادارے یہ رقم نہیں خرچ کر سکتے جو کہ ان کی ملکیت ہوتی ہے۔ ان کو اس کی اجازت ہونی چاہیئے ۔

ایک اور بات یہ ہے کہ دیہاتوں کو شہروں سے یا ایک دیہات کو دوسرے سے ملانے والی link roads ڈسٹرکٹ کونسل کی ملکیت ہونی چاہیئیں ۔

جناب والا ۔ جو شاملات دیہہ ہوتے ہیں ان کے انتقالات نہیں ہو سکتے ۔

اس لیے کہ ہم وہاں فنڈز خرچ نہیں کر سکتے ۔ چنانچہ جب انتقال ہوتا ہے تو گاؤں کے جو سارے حصہ دار ہوتے ہیں ان کی گواہیاں ہوتی ہیں اور یہ بڑا لمبا طریقۂ کار ہوتا ہے اس لئے اس بات کی چھوٹ ہونی چاہیے اور ضلع کونسل جو لنک روڈ بنانا چاہے تو اس کے انتقال کا فوری انتظام ہونا چاہیے کیونکہ سارے دیہاتیوں کے فائدے کی بات ہوتی ہے ۔

تیسری گذارش یہ ہے کہ لاہور کارپوریشن ، فیصل آباد کارپوریشن اور راولپنڈی کارپوریشن کے ڈپٹی میئر ، صوبائی کونسل کے رکن ہیں ۔ سرگودھا ، گوجرانوالہ اور سیالکوٹ کو کارپوریشن کا درجہ دیا گیا ہے لیکن ان کے ڈپٹی میئرز کو صوبائی کونسل میں نمائندگی نہیں دی گئی ۔ اس لیے براہ مہربانی ان کا جلد نوٹیفکیشن کروایا جائے ۔

اس کے ساتھ ہی میں اجازت چاہوں گا ۔ شکریہ ۔

جناب ظہیر احمد تاج (صدر کالونی ٹیکسٹائل ملز لیبر یونین ، ملتان) ۔ جناب چیئرمین میں آپ کی وساطت سے معزز ارکان کی توجہ سبجیکٹ کمیٹی ۔ لوکل گورنمنٹ کی سفارش نمبر 10 کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں ۔ سفارش یہ ہے کہ بلدیاتی ملازمین پر صنعتی تعلقات کے آرڈیننس کے اطلاق کے نہ ہونے کے سلسلہ میں صوبائی حکومت نے مرکزی حکومت کو تجویز بھیج دی ہے ۔ میں اس ایوان سے یہ استدعا کروں گا کہ اس کو از سر نو اپنے ذہن میں جگہ دیں ۔ گذارش یہ ہے کہ انجمن سازی کی اجازت 1926ء سے لے کر آج تک چلی آئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ دنیا کے ترقی یافتہ ممالک اور پسماندہ ممالک کسی جگہ بھی ایسی کارروائی بلدیاتی اداروں میں نہیں ہوئی جو ہمارے صوبے پنجاب میں ہو رہی ہے ۔ اس سے قبل یہ بات صوبہ سندھ میں بھی کرنے کی کوشش کی گئی اور سرحد میں بھی اس قسم کی بات ہوئی تو میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارا ان کا چولی دامن کا ساتھ ہے ۔ وہاں پر مزدور ملازمین

جس طرح کام کر رہے ہیں :-

جن کا یہ دعویٰ ہے کہ بیابان کو سنوارا ہم نے
انہی سے پوچھیں اجاڑے ہیں گلستاں کس نے

ملتان کی صفائی کا مسئلہ درپیش آیا تو لوگ خاموش رہے - میں گذارش کروں گا کہ جس طرح شہروں میں آبادی بڑھ رہی ہے - وہاں سے ملازمین کو نکالنے کے لئے اگر یہ طریقہ نکالا گیا ہے تو ہم اس سے اختلاف رائے رکھتے ہیں اور میں معزز اراکین سے یہ گذارش کروں گا کہ آپ مہربانی فرما کر اس پر غور فرمائیں کیونکہ آپ کو ووٹ دینے والا بھی وہ ملازم ہے اور وہ آپ کا شہری بھائی ہے - ان کے مسائل حل کرنے کے لیے فراخدلی کا مظاہرہ کریں ، بجائے اس کے کہ صوبائی حکومت کی سفارش کو مرکزی حکومت کے پاس بھجوایا جائے یہ معاملہ پہلے ہی سہ فریقی کانفرنس میں زیر بحث ہے - میں جناب چیئرمین آپ سے یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس قسم کے معاملات جہاں محنت کشوں کا مسئلہ ہو وہ براہ کرم ہماری سبجیکٹ کمیٹی کو بھیجیں یا تو ہم انہیں قائل کر لیں گے یا وہ ہمیں قائل کر لیں گے اور معاملہ اس طریقہ سے افہام و تفہیم سے چلے گا نہ کہ کسی اور دروازے سے کوئی سفارش بھیج دی جائے - اس بات سے میں سمجھتا ہوں کہ مزدوروں کی دل آزاری ہوگی ان کے حقوق پامال ہوں گے اور مسائل بڑھیں گے -

میں انہیں گذارشات کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں -

بیگم لجمہ حمید (خاتون ممبر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی) - جناب والا ، خواتین کی تو باری آتی ہی نہیں -

جناب گورنر - آتی ہی نہیں ؟

بیگم لجمہ حمید - بیگم سیدہ عابدہ دو تین دفعہ اٹھی ہیں لیکن انہیں پھر بیٹھنا پڑا - جناب والا ٪ 50 فیصد ہماری آبادی ہے - ہمیں اس حساب سے ٹائم نہیں ملا - چار دن کے اجلاس میں ہمیں صرف ایک گھنٹہ یا زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے دئے گئے ہوں گے -

جناب گورنر - آپ لوگوں میں بڑا صبر ہوتا ہے -

بیگم لجمہ حمید - ہاں جی - لیکن پھر یہ بات غلط ہو جائے گی کہ ہم عورتیں بہت بولتی ہیں ؟ تو میں یہ کہوں گی کہ ہم نہیں بولتیں ، بلکہ مرد بولتے ہیں -

جناب گورنر - میں تو کہہ رہا ہوں کہ آپ بولیں -

بیگم لجمہ حمید - جناب والا ، شہروں میں رہائش کا مسئلہ انتہائی اہم ہے - دیہاتوں سے بہت سے لوگ روزگار کی تلاش میں شہروں میں آ رہے ہیں جس کی وجہ سے کچی آبادی جیسے مسئلے کھڑے ہو رہے ہیں - لہذا میری ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ کو یہ تجویز ہے کہ ہر یونین کونسل میں ایک چھوٹا ماڈل ٹاؤن قائم کیا جائے اور اس میں تمام سہولتیں بہم پہنچائی جائیں جس طرح تعلیم ، علاج اور روزگار وغیرہ ہیں - اس طرح صوبوں میں خوبصورت ماڈل ٹاؤنوں کا جال بچھ جائے گا اور بڑے شہروں میں آبادی کا دباؤ بھی کم ہو جائے گا - رہائش کے مسئلے کے متعلق میری ایک اور تجویز ہے کہ شہروں میں سیٹلائٹ ٹاؤن کو امپروومنٹ ٹرسٹ کی انتظامیہ کی بجائے میونسپل کارپوریشن کے دائرہ اختیار میں شامل کیا جائے - شہروں میں دو عملی بلکہ بے عملی کی وجہ سے کوئی کام نہیں ہو رہا - لوگوں کو بے شمار مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے - اگر یہ کام عوامی نمائندوں کے سپرد کر دیا جائے تو ہر شہر میں کئی خوبصورت رہائشی کالونیاں قائم ہو سکتی ہیں -

جناب والا ، عورتوں کے ایک سنگین مسئلے کی طرف میں آپ کی توجہ دلاتی ہوں - وہ یہ ہے کہ کئی مرد دوسری یا تیسری شادیاں کر لیتے ہیں - یعنی ''اعلیٰ بیویاں'' کر لیتے ہیں - جیسے اعلیٰ موٹریں - جیسے ان کا معیار ہو جاتا ہے - ویسی بیویاں بھی چاہتے ہیں - تو وہ پہلی بیویوں کو اجاڑ کر گھر سے نکال دیتے ہیں اور کئی سال تک ان کو طلاق نہیں دیتے - اکثر حالات میں یہ بد نصیب عورتیں اپنے والدین کے گھروں میں سسک سسک کر

جان دے دیتی ہیں - جناب والا ، ہمیں اس مسئلے کی طرف ایک باپ، ایک بھائی اور ایک بیٹے کی حیثیت سے سوچنا چاہیے اور حکومت فوری طور پر ایک آرڈیننس جاری کرے جس کے تحت ضروری قرار دیا جائے کہ اگر خاوند ایک سال سے زیادہ عرصے تک اپنی بیوی کو طلاق نہ دے تو عورت کو بذریعہ عدالت طلاق لینے کا حق حاصل ہو -

آوازیں - وہ حق تو پہلے ہی حاصل ہے -

بیگم نجمہ حمید - ہے ، مگر وہ حق مہر نہیں دیتے - حق مہر پھر انہیں چھوڑنا پڑتا ہے - حق مہر بھی دیں اور طلاق بھی -

مسٹر خاقان بابر (لاہور) - اگر دو سال تک وہ **maintain** نہیں کرتا ، خرچہ نہیں دیتا تو عورت طلاق لے سکتی ہے - اگر میاں بیوی ایک دن بھی رہیں تو حق مہر لینڈ ریونیو کی طرح وصول کیا جاتا ہے ، قرض کی طرح وصول کیا جاتا ہے - گورنمنٹ اور قانون اس معاملے میں کافی سختی کرتے ہیں - خاتون اگر قانونی چارہ جوئی نہ کر سکے تو اور بات ہے -

بیگم نجمہ حمید - اس کی مثالیں موجود ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس شرط پر ہم طلاق دیں گے ہمیں حق مہر معاف کریں - یہ میں بالکل ٹھیک کہہ رہی ہوں - مثالیں موجود ہیں -

مسٹر خاقان بابر - آپ ٹھیک کہتی ہوں گی - میں قانونی بات کرتا ہوں -

بیگم نجمہ حمید - ہاں ٹھیک ہے آپ وکیل ہیں - مگر میرے پاس مثالیں موجود ہیں -

مسٹر خاقان بابر - پاکستان بننے کے بعد قانون میں یہ ترمیم ہوئی ہے - 1948ء سے یہ ترمیم ہو گئی ہے - سات آٹھ گراؤنڈز دی گئی ہیں - جن میں سے ایک گراؤنڈ یہ ہے کہ سات سال تک خاوند نہ آئے - دوسری گراؤنڈ

Non-maintenance کی ہے - تیسری گراؤنڈ کے متعلق میں عرض کرتا ہوں کہ - - -

جناب گورنر - آپ تقریر ختم کر لیں بعد میں بڑے پوائنٹ ہو جائیں گے -

بیگم نجمہ حمید - اس لئے میں یہ عرض کروں گی کہ حکومت اس مسئلے پر توجہ دے اور کوئی آرڈیننس وغیرہ جاری کرے - شکریہ -

مس بلقیس خانم (خاتون ممبر ضلع کونسل ساہی وال) - جناب چیئرمین ، میری تجویز ہے کہ پاکستان کی تمام ممبر خواتین کا ایک کنونشن بلایا جائے جس میں تمام خواتین کے مسائل کو زیر بحث لایا جائے تاکہ انہیں معاشرے میں صحیح مقام حاصل ہو سکے -

جناب گورنر - بیگم عارفہ طوسی

بیگم عارفہ طوسی - (خاتون ممبر میونسپل کارپوریشن لاہور) جناب چیئرمین میں آپ کی توجہ مختلف کارپوریشنوں کے مسائل کی طرف دلوانا چاہتی ہوں - سب شہروں میں کارپوریشنیں مختلف زونوں میں تقسیم کی گئی ہیں - مثال کے طور پر لاہور کارپوریشن میں چار زون ہیں اور ان میں فری ڈسپنسریاں ، یونانی ڈسپنسریاں اور زچہ بچہ کے سنٹر قائم کئے گئے ہیں اب ہم لوگوں کو تکلیف یہ ہوتی ہے کہ جب ہم چیکنگ کرنے کے لئے نکلتے ہیں تو یہ مختلف جگہوں پر ہیں - مثلاً کسی گلی میں ہیں - اور ان کا اتا پتا ہی نہیں ہوتا کہ وہ کہاں ہیں - تو میں یہ تجویز پیش کروں گی کہ اپ ان کو زون وائز ایک ہسپتال کی شکل دیجیئے - اور ایک یونانی ہسپتال ہو اور ایک کارپوریشن کا ہسپتال ، جن میں یہ ساری سہولتیں مہیا کی جائیں -

دوسری بات یہ ہے کہ جب ہاوسنگ سکیم بنائی جاتی ہیں تو ان میں سڑکیں بناتے وقت blind curves (اندھے موڑ) بنا دئے جاتے ہیں جن کی وجہ سے حادثات بڑھ جاتے ہیں - مثلاً سمن آباد پکی ٹھٹھی کا موڑ وہاں اکثر ویگنیں

کھڑی ہوتی ہیں ۔ مارکیٹ بن گئی ہے اور اس سے ٹریفک میں کافی رکاوٹ پیدا ہوتی ہے تو جب یہ سکیمیں بنائی جائیں تو براہ مہربانی اس چیز کا خیال رکھا جائے کہ blind موڑ یا تو کھلے ہوں یا وہاں پر اس طریقے سے کام کیا جائے کہ عوام کو کوئی تکلیف نہ ہو ۔

تیسری بات میں محکمہ تعلیم کے بارے میں عرض کروں گی آپ کو معلوم ہے کہ محکمہ تعلیم میں ''ھذا من فضل ربی'' کم ہے اور سب سے غریب یہی محکمہ ہے تو حالانکہ اساتذہ قوم کے معمار ہوتے ہیں لیکن انھیں بہت کم سہولتیں دی جاتی ہیں اس سلسلے میں الاؤنس کے متعلق یہاں ایک تجویز یا قرار داد آئی تھی اور اسے دوسرے محکموں کی مثال دیتے ہوئے مسترد کر دیا گیا تھا کہ دوسرے محکمے بھی ایسی ہی سہولتیں مانگیں گے ۔ تو میرا خیال ہے کہ ہمارا ملک ایک ترقی پذیر ملک ہے اور کہیں بھی ایسا نہیں ہوتا کہ جس ملک نے ابھی ترقی کرنی ہے وہاں تعلیم full fledged مفت کر دی جائے ۔ تو برائے مہربانی کچھ فیس لگا دی جائے ۔ تاکہ جو تعلیم کے مسائل ہیں اور جن کا سارا بوجھ حکومت پر پڑھ گیا ہوا ہے ۔ وہ کم کیا جائے ۔ شکریہ ۔

جناب گورنر ۔ بیگم مسعودہ حامد ۔

بیگم مسعودہ حامد (چیئرمین ۔ اپوا پنجاب برانچ ۔ لاہور) جناب والا ! سماجی بہبود کے رضا کارانہ ادارے حتی المقدور سماجی کاموں میں حصہ لے رہے ہیں ۔ وہ وطن عزیز سے جہالت اور غربت رفع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور لوگوں کو با شعور شہری بنانے میں مدد دے رہے ہیں ۔ میں حکومت کی ممنون ہوں کہ یہ ان اداروں کی حوصلہ افزائی کرتی ہے اور ڈائریکٹر آف سوشل ویلفیئر ان اداروں کی رہنمائی اور امداد کرتا ہے میری گزارش ہے کہ تعلیم کے میدان میں بڑھتے ہوئے مسائل کو حل کرنے کے لئے خاص طور پر عورتوں اور بچوں کے بڑھتے ہوئے مسائل کو حل کرنے کے لئے ان اداروں کی خدمات ہم پیش کرتے ہیں ہم امید کرتے ہیں کہ آپ ہماری اس

پیشکش کو قبول فرمائیں گے اور ہمیں موقع دیں گے کہ ہم اس میدان میں کچھ کام کر سکیں شکریہ ۔

جناب گورنر ۔ بیگم سیدہ عابدہ حسین

بیگم سیدہ عابدہ حسین (چیئرمین ضلع کونسل (جھنگ)) ۔ جناب چیئرمین تقسیم پاکستان و ہند کے وقت پنجاب کے علاقے کو غالباً **green land of India** کہا جاتا تھا ۔ لیکن پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد جب ہم نے اپنی **five years planning** کا آغاز **university** کے دانشوروں کے زیر اہتمام کیا تو ہم شاید یہ بھول گئے کہ پاکستان کی زرعی معیشت میں **Infra-structure development** کی کتنی ضرورت ہے نتیجہ یہ ہوا کہ 30 سال گزر گئے اور دیہاتوں میں **development** تو یقیناً ہوئی لیکن جس طریقے سے **concentrated development** ہونی چاہیے تھی ، وہ نہ ہوئی ۔ آج جب کہ آپ کی حکومت نے اس صوبے کو 2500 میل کی رورل لنک روڈز کا منصوبہ دیا ہے ۔ تو یقیناً یہ اس صوبے کے دیہی عوام کی انتہائی خوش قسمتی ہے اور یقیناً اس منصوبے کے بعد ہمارے پنجاب کے زرخیز علاقے کی زرعی پیداوار میں مزید اضافہ ہوگا اور ترقی ہوگی ۔

اس کے بعد آپ کا جو **rural electrification** پر **stress** ہے یہ بالکل بجا ہے اس سلسلے میں اہالیان جھنگ کی طرف سے ایک اپیل ہے کہ پنجاب کے ان علاقوں کو **priority** ملنی چاہیے جن کا زیر زمین پانی میٹھا ہے کیونکہ **electrification** کا زراعت سے گہرا تعلق ہے ہمارے ضلع میں ڈیزل کے ٹیوب ویل کافی ہیں ۔ کاشتکار اب محسوس کرتے ہیں کہ ڈیزل کے نرخ بڑھ گئے ہیں اور اب وہ **economical** نہیں رہا اس لئے انہیں بجلی کے کنکشن فراہم کئے جائیں ۔

یہاں تک **rural development** کے سلسلے میں آپ کے **focal point** کا تعلق ہے یہ بھی نہایت خوش آئیند ہے اور میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے

ہوئے پنجاب کے دیہی عوام کی طرف سے پلاننگ ڈیپارٹمنٹ سابقہ چیئرمین کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھوں گی کہ انہوں نے اپنے عرصہ تعیناتی کے دوران ہمارے منصوبوں پر خصوصی توجہ دی ۔

ہیلتھ اور ایجوکیشن کے فوکل پوائنٹس بنانے کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض کروں گی کہ لائیوسٹاک کا شعبہ زرعی اعتبار سے نہایت اہمیت رکھتا ہے اور اس ایوان کی لائیوسٹاک کمیٹی کی کنوینر کی حیثیت سے بھی یہ عرض کرنا چاہوں گی کہ سیکرٹری لائیوسٹاک نے ہمیں حال ہی میں ایک **statistics** دیا ہے جس نے مجھے بہت متاثر کیا اور وہ آپ حضرات کو بھی متاثر کرے گا کہ سات سیر اناج کے ذریعے سے ایک سیر گوشت بنتا ہے ۔ ہم اناج کی قیمت کو جانتے ہیں ۔ اگر اس کے مقابلے میں گوشت کی قیمت پر بھی ہم غور کریں تو ہمیں احساس ہونا چاہیے کہ اب بھی ہم گوشت دودھ اور پولٹری پروڈکٹس بین الاقوامی طور پر بہت سستے داموں حاصل کر رہے ہیں ۔ لیکن اگر ہم نے لائیوسٹاک کی **priority** کو سمجھ کر اس کی ڈویلپمنٹ کو فروغ دینے کی کوشش نہ کی تو یہ سلسلہ زیادہ دیر نہیں چل سکے گا۔ تو میری استدعا یہ ہے کہ ہمارے دیہاتوں میں بھی ایک **veterinary centre** کا قیام **consider** فرمائیں ۔

اس ایوان میں تعلیم کے بارے میں بہت کچھ کہا گیا ہے ۔ میں زنانہ تعلیم کے بارے میں عرض کرنا چاہتی ہوں ۔ پنجاب کے دیہات کی ایک بدقسمتی یہ ہے کہ دیہات کے زنانہ سکول یقیناً 50 فیصد سے زائد نہیں اس لئے کہ استانیاں دیہات میں جانے سے گریز کرتی ہیں ۔ اب معلوم ہوا ہے کہ سیکرٹری ایجوکیشن نے تجویز پیش کی ہے ، اور یہ تجویز صحیح بھی ہے کہ ان خواتین کو **salary incentive** دیا جائے جو دیہاتوں میں جاتی ہیں ۔

(وقفۂ اذان ظہر)

جناب گورنر ۔ اب ظہر کی نماز کے لئے وقفہ کیا جاتا ہے ۔ تین بجے بعد دوپہر سیدہ عابدہ حسین صاحبہ اپنی تقریر جاری رکھیں گی ۔

اناؤنسر ۔ آپ ایک اعلان سن لیں ۔ وزیر خزانہ جناب محمد نواز شریف نے انٹرکانٹی نینٹل میں 9 بجے شب تمام اراکین صوبائی کونسل کے لئے عشائیہ کا اہتمام کیا ہے ۔ تمام اخبارات ۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے نمائندوں کو بھی مدعو کیا گیا ہے ۔ اگر کسی کو دعوت نامہ نہ ملا ہو تو جناب محمد نواز شریف کی طرف سے اس اعلان کو دعوت نامہ تصور کرتے ہوئے 9 بجے شب عشائیہ میں تشریف لائیں ۔

(ایک بج کر اکتیس منٹ پر ایوان کی کارروائی نماز اور دوپہر کے کھانے کے لیے تین بجے تک کے لئے ملتوی کی گئی ۔)

جناب گورنر سے ملاقات کے لئے گروپوں کی تشکیل کا اعلان

(اجلاس کی کارروائی نماز ظہر و ظہرانے کے بعد سہ پہر زیر صدارت جناب گورنر صاحب شروع ہوئی ۔)

اناؤنسر ۔ "خواتین و حضرات" گورنر صاحب کو ملنے کے لئے چار گروپ تشکیل دیے گئے ہیں جو یہ ہیں۔ پہلا گروپ مندرجہ ذیل ارکان پر مشتمل ہے :

پہلا گروپ :

1 ۔ ملک حبیب خان صاحب

2 ۔ مسٹر نواب خان صاحب

3 ۔ راجہ محمد افضل صاحب

4 ۔ نوابزادہ مظفر علی خان صاحب

5 ۔ راجہ شوکت حسین صاحب

6 ۔ میاں مجید اکبر فاروق صاحب

دوسرا گروپ :

1 ۔ ملک شاہ محمد اعوان صاحب
2 ۔ راؤ خضر حیات خان صاحب
3 ۔ چودھری نثار احمد صاحب
4 ۔ چودھری اختر علی صاحب
5 ۔ چودھری محمد غوث صاحب
6 ۔ ملک محمد عاشق صاحب
7 ۔ چودھری محمد اقبال صاحب
8 ۔ چودھری اکبر علی صاحب
9 ۔ رانا نذیر احمد خان صاحب
10 ۔ سردار محمد عارف خان صاحب
11 ۔ ملک محمد یوسف اعوان صاحب

تیسرا گروپ :

1 ۔ مسٹر خورشید احمد کانجو صاحب
2 ۔ چودھری غلام حیدر سجاد صاحب
3 ۔ سردار محمد عظیم خان سدوزئی صاحب
4 ۔ مسٹر سلطان علی چودھری صاحب
5 ۔ چودھری ہارون الرشید تہیم صاحب

چوتھا گروپ :

1 ۔ مسٹر سراج قریشی صاحب
2 ۔ مسٹر خورشید احمد صاحب
3 ۔ مسٹر صالح محمد نیازی صاحب
4 ۔ مسٹر رشید صدیقی صاحب
5 ۔ شیخ محمد اقبال صاحب
6 ۔ الحاج چودھری محمد حیات صاحب ۔

عام بحث (جاری)

بیگم سیدہ عابدہ حسین (جھنگ) - جناب صدر ، میں دیہی علاقے میں زنانہ تعلیم کے سلسلے میں عرض کر رہی تھی - جب تک حکومت کوئی سخت عمل اختیار نہیں کرے گی یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا - 30 فی صد دیہی الاؤنس کی سفارش ہوئی ہے - میں ذاتی طور پر خوش ہوئی ہوں کہ یہ صحیح بات ہے - ایسا ہونا چاہئیے - لیکن یہ الاؤنس صورت حال تبدیل کرنے کے لئے ناکافی ہوگا - میری استدعا یہ ہے کہ محکمۂ تعلیم کے اپنے بنائے ہوئے رولز ہیں - اگر ان پر وہ سختی سے عمل کرے تو کافی ہوگا - محکمۂ تعلیم کے رولز کے مطابق ہر استانی کے لیے تین سال دیہات میں سروس کرنا لازمی ہے اور جو شہر میں استانیاں ہیں انہیں تیسرے سال تبدیل ہونا چاہئیے - رولز پہلے سے موجود ہیں - لیکن ان کی محکمہ خود خلاف ورزی کرتا ہے - ہوتا یہ ہے کہ جو استانیاں کسی نہ کسی طریقے سے محکمے کے اہلکاروں ڈی - ای - او ، اے - ای - او ، ڈائریکٹر صاحبان ، ڈپٹی ڈائریکٹر صاحبان کو راضی کر لیتی ہیں تو وہ شہروں میں بیٹھی رہتی ہیں - ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک خاتون ایک سکول میں پندرہ سال تک بیٹھی رہتی ہے - لیکن ایک دوسری خاتون کسی نہ کسی دیہات میں دوسرے سال یا تیسرے سال دھکے کھاتی پھرتی ہے - جنہیں دیہات میں جانا ہوتا ہے تو آن کی ہٹ دھرمی دیکھ کر ، جو شہر میں بیٹھی ہوئی ہیں - وہ بھی شیر ہو جاتی ہے اور ڈیوٹی سے منحرف ہو جاتی ہے - لیکن اس کا علاج اتنا مشکل نہیں - محکمے کو اپنے اوپر ڈسپلن لاگو کرنا ہوگا -

میں ضلع کونسل کی چیئرمین کی حیثیت سے عرض کروں گی کہ آپ نے یونین کونسل کا کنونشن مرتب کرایا تھا - اس کے نتیجے میں جو کمیٹی بیٹھی تھی اس کا فیصلہ یہ تھا کہ 20 اور 25 فی صد لینڈ ریٹ اور مال مویشی اور منڈیوں کی انکم یونین کونسل کے حوالے کر دی جائے - اس سے یونین کونسل کو فائدہ ہوا لیکن ضلع کونسل کو مالی طور پر نقصان ہوا - اس کے

ساتھ ساتھ رورل ڈویلپمنٹ کے موجودہ مالی سال میں جو اے ۔ ڈی ۔ پی allocation ہے اس کا stress بھی small village level scheme پر ہے ، کیونکہ رورل ڈویلپمنٹ کے فنڈز میں ایک requirement یہ ہوتی ہے کہ self help کے basis پر کچھ لوگوں کو encourage کیا جائے اور لوکل فنڈز سے کچھ حصہ فراہم کیا جائے ۔ میری استدعا یہ ہے کہ Small village level scheme کے جو چیئرمین ہیں ، انہیں رورل ڈویلپمنٹ کے تحت رقم ملتی ہے جس کا وہ تین ماہ کے عرصہ میں Local component نہیں raise کر پاتا ۔ وہ رقم consolidate کرکے ضلع کونسل کو for road development scheme دے دی جائے کیونکہ ڈسٹرکٹ میں بہت سے rural development road projects ہیں جو abandon ہو رہے ہیں ۔

In order to make way for the small village level scheme.

اس کے بعد ضلع جھنگ کے حوالے سے استدعا کروں گی کہ پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ کی ایک شوگر مل کمالیہ ضلع فیصل آباد میں معرض وجود میں آ چکی ہے ۔ اس سے پہلے وہاں تین چار شوگر ملیں چل رہی ہیں ۔ ہماری اپیل ہے کہ پی ۔ آئی ۔ ڈی ۔ سی کا یہ پراجیکٹ ضلع جھنگ کو دے دیا جائے ۔

اوقاف کے سلسلے میں بیگم جعفری صاحبہ نے استدعا کی تھی ۔ میں ان سے اتفاق کرتی ہوں اور میں یہ کہنا چاہوں گی کہ اوقاف کا محکمہ جن اراضیات سے رقم وصول کرتا ہے ، جن مقاصد کے لئے لوگوں نے اپنی زمینیں وقف کی ہیں ، ان مقاصد کو پورا کرنے میں محکمہ دلچسپی نہیں لیتا ۔ محکمہ یہ کہتا ہے کہ آسے ٹوٹل انکم کو تقسیم کرنا ہے اور محکمہ اوقاف اس جائیداد کی انکم کو حضرت داتا گنج بخش صاحب رح یا ملتان میں یا کہیں اور خرچ کر دیتا ہے ۔ میری استدعا یہ ہے کہ جہاں سے یہ رقم حاصل ہوتی ہے وہیں خرچ ہو جس کے لیے یہ رقم وقف کی گئی ہے ۔ اس ایریا کے جو shrines ہیں محکمہ اوقاف کو انہیں کچھ نہ کچھ دینا چاہئیے ۔

آخر میں میں گذارش کروں گی کہ آپ نے مہربانی فرمائی اور آپ نے اپنی استقبالیہ تقریر میں فرمایا تھا کہ خواتین کی بلدیات کی کنونشن جلد بلائیں گے ۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ اس سیشن کے ختم ہونے سے پہلے اگر آپ اس کی تاریخ کا تعین کر دیں تو ہم سب مشکور ہوں گی ۔

Mr. A.H. Moghal : There are two Divisions sitting here.

Mr. Chairman : I am quite aware of that.

حافظ اختر علی خان رانا (چیئرمین میونسپل کمیٹی وہاڑی) ۔ جناب صدر ۔ میں آپ کی توجہ بلدیاتی اداروں کے ملازمین کی مشکلات کی طرف دلانا چاہتا ہوں ۔ جناب والا ۔ سفر الاؤنس 1975ء کے رولز کے مطابق چھ پیسے فی کیلو میٹر کے حساب سے بلدیاتی ملازمین اور دیگر ملازمین کو ملتا ہے ۔ لیکن آج کل جو شرح گورنمنٹ کی منظور شدہ ہے وہ ساڑھے آٹھ پیسے فی کیلو میٹر کے حساب سے ہے ۔ لہذا گذارش ہے کہ اسے دوبارہ ترتیب دیا جائے تاکہ یہ تفاوت دور ہو جائے ۔ ملازمین کی مشکلات کی وجہ سے بلدیہ کی کارکردگی بھی متاثر ہوتی ہے لہذا ان کی مشکلات کو دور کرنے کی کوشش کی جائے ۔

جناب والا ۔ اب میں یہ عرض کروں گا کہ 1975ء میں جب بلدیاتی سکول گورنمنٹ کی تحویل میں لئے گئے تو اس وقت یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ پینشن یا دوسرے فنڈز کا مطالبہ نہیں ہو گا ۔ لیکن 1976ء میں یہ مطالبہ کیا گیا کہ اپنے حصے کے فنڈز دئے جائیں ۔ یہاں ایسے بلدیاتی ادارے بھی ہیں جن کے پاس اتنے فنڈز نہیں ہیں کہ وہ یکمشت پنشن اور گرایجوٹی ادا کریں ۔ لہذا میری گذارش یہ ہے کہ آپ اس میں ایک سہولت فرما دیں کیونکہ وہ گرایجوٹی یکمشت ادا کرنے کو تیار ہیں لیکن پنشن جیسے ہم اپنے ملازمین کو ادا کرتے ہیں اسی طرح ہم سے سال بہ سال لی جائے ۔ محکمہ فنانس اس پر رضامند نہیں ہے لہذا میں آپ کے توسط سے ان سے گذارش کروں گا کہ وہ اس پر غور فرمائیں ۔

اب میں محکمہ تعلیم کے متعلق عرض کروں گا کہ ہمارے ہاں جو گریڈ سترہ کے لیکچرار ہیں ان کو گورنمنٹ کی طرف سے رہائشی سہولتیں مہیا نہیں کی جا رہی ہیں جس طرح کہ دوسرے محکمہ جات میں اپنے عملے کے لیے ہر سال اپنے فنڈز سے اپنے ڈویلپمنٹ پروگرام میں ان کو رہائشی سہولتوں کے لیے پیسہ رکھتے ہیں ۔ محکمہ تعلیم میں خاص طور پر تدریسی شعبے کے لیے اس قسم کی کوئی سہولت موجود نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ غور فرمائیں کہ جو گریڈ سترہ کا آدمی ہے جسے ہم معلم کہتے ہیں اس بیچارے کی حالت یہ ہے کہ وہ ایک بیٹھک میں معمولی کرائے پر رہتا ہے جہاں نہ پانی کا بندوبست ہے نہ لیٹرین ہے اور نہ ہی کوئی غسلخانے کا بندوبست ہے ۔ آج کل کا طالب علم یہ امید کرتا ہے کہ اس کے استاد کا ایک سٹیٹس ہونا چاہیے ۔ اس کے پاس بھی کوئی رہائش ہونی چاہیے ۔ اس کے پاس بھی کوئی اچھے کپڑے ہونے چاہئیں ۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ آپ اس کے متعلق محکمہ تعلیم کو ہدایت فرمائیں کہ تدریسی شعبے کے لیے اور خاص طور پر لیکچرار حضرات کے لیے ہر سال ان کی رہائشی سہولتوں کے لیے کچھ نہ کچھ فنڈز مہیا کئے جائیں ۔ شکریہ ۔

جناب گورنر ۔ وہ شاگرد اور کیا کیا کہتے ہیں ؟

حافظ اختر علی رانا (بہاڑی) ۔ جناب والا ۔ وہ امید رکھتے ہیں کہ ان کے استاد کا سٹیٹس بھی اونچا ہو ۔ اس کے پاس اچھی رہائش ہو ۔ مگر اس کی آج کل حالت یہ ہے کہ وہ کرائے کی بیٹھک میں رہائش پذیر ہے حالانکہ وہ گریڈ 17 کا آدمی ہے ۔

جناب گورنر ۔ میرے پاس جو طلبا آتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ وہ ہمیں پڑھاتے بھی ؟

حافظ اختر علی رانا ۔ (وہاڑی) جناب والا ۔ یہ بھی ہمارے فرائض میں شامل ہے کہ ہم اس کو رہائش اور دیگر سہولیات مہیا کریں جیسے کہ دوسرے محکمہ جات اپنے عملے کے لئے سہولتیں مہیا کرتے ہیں ۔

سردار محمد عارف خان ۔ (وائیس چیئرمین ضلع کونسل قصور) جناب چیئرمین ۔ میں چند ایک اہم چیزوں کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانی چاہتا ہوں ۔ سب سے پہلے میں جناب نواز شریف صاحب کا مشکور ہوں کہ وہ جون کے مہینے میں وہاں کنگن پور تشریف لائے جو کہ ایک پسماندہ ایریا ہے ۔ اور انہوں نے وہاں کا معائنہ کیا ۔ نواب صاحب بھی ساتھ تھے ۔ گرمیوں میں بارہ بجے کے قریب ان کو بارڈر پر لے گئے اور ان کو بارڈر بیلٹ دکھائی وہاں انڈیا کی طرف سے زیرو لائن تک سب زمیندار آباد ہیں لیکن ہماری طرف جو زمینیں ہیں جن کا چوڑائی میں تقریباً پانچ میل کا ایریا اور لمبائی میں سینکڑوں میل بنتا ہے وہ سارے کا سارا غیر آباد ہے ۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ زمینیں ایکس سروس مین کو الاٹ کی گئی تھیں اس لحاظ سے کہ سابقہ فوجی صاحبان وہاں بیٹھیں گے اور بارڈر کی حفاظت بھی کریں گے ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ ساری زمینیں غیر آباد پڑی ہوئی ہیں اور ان کو وہ آباد نہیں کر سکتے ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں میری یہ تجویز ہے کہ جن حضرات کو وہ زمینیں الاٹ ہوئی ہیں ان کو نوٹس دیا جائے کہ اگر دو سال کے عرصہ میں وہ اپنی زمینیں آباد نہ کر سکے تو ان سے وہ زمینیں واپس لے کر وہاں پر جو غریب کسان بیٹھے ہوئے ہیں ان کو ساڑھے بارہ ایکڑ فی کنبہ کے حساب سے زمینیں دے دی جائیں تاکہ وہ زمینیں آباد کر لیں ۔ اس میں بھی یہ شرط رکھی جائے کہ جو کسان تین سال کے عرصہ میں وہ زمین آباد نہیں کرے گا اس سے یہ زمین واپس لے لی جائے گی ۔

جناب والا ۔ اب میں شکار کے سلسلے میں عرض کروں گا کہ ہمارے ھاں بارڈر پر نیل گائے اور spotted deer کافی ملتے تھے لیکن پچھلے دو سالوں میں ان کے ساتھ سخت ظلم ہوا ہے اور وہ تقریباً تقریباً ناپید ہوتے جا رہے ہیں لہذا ان کے بچانے کا کوئی بندوبست ضرور کیا جائے ۔

میں جناب لغاری صاحب کا بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے ضلع قصور میں تشریف لا کر گندم کے سلسلے میں ہماری جو مشکلات تھیں حل کر دیں ۔

جناب گورنر ۔ شکریہ ۔

چودھری سلطان علی ۔ (صدر چیمبر آف ایگریکلچر پنجاب ، لاہور) جناب چیئرمین ۔ میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا ۔ جناب والا ۔ میں چند ایک چیزوں کے متعلق آپ کی وساطت سے اس ھاؤس میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ ہماری زراعت ابھی تک آگے کیوں نہیں بڑھی ۔ اس سے پہلے کہ میں ان چند ایک چیزوں کا ذکر کروں میں اپنے فرض سے کوتاھی سمجھوں گا ۔ اگر یہ نہ کہوں کہ پچھلے تین چار سالوں سے اللہ کے فضل سے ہماری معیشت مضبوط سے مظبوط تر ہوتی چلی گئی ہے ۔ کاشتکاروں کی محنت ، حکومت کی ھدایات اور خدا کے فضل سے ہماری فصلیں بہت اچھی ہوئی ہیں ۔ تو اس سلسلے میں بھی میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ھوں کہ اب ٹرمز آف ٹریڈ زراعت کے حق میں چلی گئی ہیں ۔ اس دفعہ آپ نے تقریباً 59 فیصد اے ۔ ڈی ۔ پی میں رورل ڈویلپمنٹ کے لئے یا رورل سیکٹر کے لئے پیسے دیئے ہیں ۔

اس کے علاوہ جیسے محترمہ سیدہ عابدہ حیسن صاحبہ نے پہلے ھی فرمایا ہے اور یہ واقعی قابل تحسین ہے کہ آپ نے دیہی سڑکات کی طرف توجہ دی اور ٹوٹل 65 کروڑ میں سے تیس کروڑ روپے کی اتنی بڑی allocation کی ۔ جناب والا ۔ مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا ۔ ایک دفعہ جناب لیاقت علی مرحوم نے

مجھے ملاقات کا موقع دیا - وہ زراعت کے سلسلے میں میرے ساتھ باتیں کرتے رہے - انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کون سا ایسا سیکٹر ہے جس سے ہماری زراعت میں ترقی ہو سکتی ہے - تو میں نے ان سے عرض کی کہ اگر آپ ہر گاؤں کو پکی سڑک کے ساتھ ملا دیں تو میں یہ سمجھوں گا کہ آپ نے روشنی کا ایک مینار کھڑا کر دیا ہے اس کے ذریعے گاؤں کے لوگ شہروں میں آ سکیں گے - وہ شہر کے لوگوں سے ملیں گے - ان کو دیکھیں گے کہ انہوں نے اچھے اور اجلے کپڑے زیب تن کئے ہوئے ہیں تو وہ بھی اپنا معیار زندگی بلند کرنے کی کوشش کریں گے اور محنت کریں گے - اب میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ نے میرے اس وقت کے پرانے خواب کو بالکل صحیح کر دیا ہے - انشاء اللہ اس سے آپ دیکھیں گے کہ لوگوں میں بڑا فرق پڑے گا اور وہ خوشحال ہوتے جائیں گے - اب سوال یہ ہے کہ اگر ہم عمیق نظروں سے دیکھیں تو اس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری زراعت کا volume بڑھا ہے - لیکن فی ایکڑ پیدا وار پہلے سے کم ہوئی ہے - جیسا کہ میں کل بھی عرض کر چکا ہوں کہ 72-1971ء میں ہماری پیداوار 325 پونڈ فی ایکڑ تھی اور آج کل 301 پونڈ فی ایکڑ ہے - اسی طرح باسمتی کے اعداد و شمار میں آپ سامنے پیش کرتا ہوں - 79-1978ء میں باسمتی کا رقبہ 53ء 16 لاکھ ایکڑ تھا اور پیدا وار 14 من فی ایکڑ تھی لیکن 81-1980ء میں جب کہ رقبہ بیس لاکھ ایکڑ ہو گیا ہے اور پیدا وار 8ء 12 من فی ایکڑ ہے - اسی طرح اگر آپ اور فصلوں کو دیکھیں سوائے گندم کے جس میں تھوڑا بہت اضافہ ہوا ہے تو آپ کو یہی صورت حال نظر آئے گی -

اس کے بعد ایک اور چیز ہاؤس کے لئے پیش کرنی چاہتا ہوں کہ زراعت میں صوبہ سندھ اور صوبہ سرحد آپ سے بہت آگے ہیں - اس سلسلے میں میں آپ کو ایک ، دو فگرز بتاتا ہوں کاٹن سندھ کے اندر تقریباً ایک بیل فی ایکڑ ہوتی ہے جب کہ پنجاب کے اندر تین چوتھائی بیل ہوتی ہے - ہماری رائس کی اوسط پیدا وار 15 من فی ایکڑ کے قریب ہے اور سندھ میں تقریباً 19 من

فی ایکڑ ہے ۔ اسی طرح گنے میں صوبہ سرحد ہم سے بہت آگے ہے ۔ تو اس سلسلے میں میں ایک نقشہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں ۔

پنجاب اگرچہ ایک زرعی صوبہ ہے ۔ لیکن اس کی فی ایکڑ پیداوار کم ہے ۔ اس کی کیا وجہ ہے ۔ میں اس کی نشاندہی کروں گا سب سے پہلا factor جو زراعت میں ضروری ہے وہ زمین ہے ۔ میں ایوان کے سامنے statistics پیش کروں گا جس سے یہ ظاہر ہو گا کہ ہماری زمین کی حیثیت کیا ہے ۔ جناب والا ۔ پانچ ایکڑ تک اراضی رکھنے والے ہمارے جتنے کسان ہیں وہ 28 فیصد کنبے ہیں ان میں سے صرف پانچ فیصد کے پاس زمین ہے جو کہ ان کی ذاتی ملکیت ہے ساڑھے بارہ ایکڑ تک 67 فیصد کنبے ہیں ان کے پاس 33 فیصد زمین ہے ۔ 25 ایکڑ والے جو ہیں وہ 88 فیصد کنبے ہیں ان میں سے 62 فیصد کے پاس زمین ہے ۔ اور 25 سے 50 ایکڑ والے جو ہیں وہ 96 فیصد کنبے ہیں اور ان کے پاس 81 فیصد زمین ہے ۔ 50 سے 150 ایکڑ والے صرف تین فیصد کنبے ہیں اور ان کے پاس 20 فیصد زمین ہے ۔

جناب گورنر ۔ یہ ذرا statistics آپ repeat کریں ۔

We must be clear.

چوہدری سلطان علی ۔ 5 ایکڑ تک ہمارے فارم 28 فیصد ہیں ۔ سارے پاکستان کے اندر 37 لاکھ اور صرف پنجاب میں 27 لاکھ فارمز ہیں ۔ ایک فیملی جو کسی فارم پر کام کرتی ہے اس میں پانچ ایکڑ تک 28 فیصد ہے ۔ 12½ ایکڑ میں زمین 33 فیصد ہے ۔ یہ 28 فیصد farm houses ہیں ۔ ان farm houses سے میرا مطلب یہ ہے کہ جو کھیتوں میں independently کام کر رہے ہیں ۔ ان 28 فیصد کے پاس 30 فیصد ہے یہ میں progressive دے رہا ہوں ۔۔۔۔

جناب گورنر ۔ آپ سیدھا حساب کریں آپ progressive کیوں دے رہے ہیں ۔

چودھری سلطان علی ۔ اس میں یہ ہے کہ own cultivated 42 فیصد ہیں ، مزارع 34 فیصد ہیں جن کے پاس اپنی زمین ہے 24 فیصد ہیں ۔ اس میں اگر 12 جمع کریں اور 12 دوسرے میں جمع کریں تو یہ تناسب 54 اور 46 کا آ جاتا ہے ۔

جناب گورنر ۔ اس کو آپ جمع کریں ۔ 28 جمع 67 جمع 20 جمع 8 جمع 4 ، یہ تو 100 سے بڑھ جاتے ہیں ۔ آپ مجھے 100 پورا کر دیں ۔

We should be clear.

چودھری سلطان علی ۔ جناب والا یہ progressive تھے ۔ میں دوبارہ آپ کو صحیح statistics لکھواتا ہوں ۔ آپ یہ لکھیں ۔ 28 جمع 39 جمع 21 جمع 8 جمع 4 ۔ یہ پورے 100 ہوتے ہیں ۔ آپ کے پاس رقبہ بڑا ہے ۔ اس پر غیر حاضر زمیندار کم ہو گئے ہیں ۔ چھوٹے رقبہ پر غیر حاضر زمیندار زیادہ ہیں ۔ کیا وجہ ہے کہ وہ لوگ اس پر گزارہ نہیں کر سکتے ہیں ۔ وہ مزدوری کرنے جاتے ہیں اور وہ اپنی اپنی زمین مزارع کے لیے چھوڑ جاتے ہیں ۔ تو اس سلسلہ میں میں یہ عرض کروں گا کہ پاکستان کا کاشتکار زمین سے زیادہ محبت کرتا ہے بہ نسبت اس کی پرڈوکشن کے ۔ یہ ایک فلاسفی ہے جو کہ ذہن میں رکھنی چاہیئے ۔ ہر آدمی ایک دو یا چار ایکڑ زمین رکھتا ہے چاہے اس میں پیداوار ہو یا نہ ہو ۔ یہ پاکستان کی پروڈکشن پر ایک بہت بڑا ظلم ہے ۔ نہ تو لوگوں کے پاس اتنا پیسہ ہے کہ وہ اس پر invest کر سکیں اور نہ جو مزارع ہے اس کے پاس اتنا پیسہ ہے ۔ یہ factor آپ دیکھیں گے کہ پیسے کی کمی کی وجہ سے پروڈکشن نہیں ہو رہی ہے ۔ ایک اچھے progressive کا جو ایک بڑا factor ہے وہ یہ ہے کہ ہماری اکانومی کو support دے رہا ہے کیونکہ ہماری ساری کی ساری marginal input اس کے پاس جاتی ہے ۔ اس کے پاس پیسہ ہے کہ وہ خرید سکیں اور جو تھوڑی بہت پیداوار ہے وہ بھی میں یہ کہتا ہوں کہ اگر آپ کے 67 فیصد آدمی

صرف اس رقبہ پر modern technology سے کام پیش کریں گے تو جس وقت آپ اس کی اوسط نکالیں گے وہ قدرتی طور پر کم ہو گی - اس کے لیے بہت سی تجاویز ہیں - لوگوں نے اس مسئلہ کو حل کیا ہے - جرمنی میں جہاں پر لوگوں کے پاس زمین کم ہے انہوں نے کیا کیا ہے وہ لوگوں کو زمین خریدنے کے لیے قرض دیتے ہیں ہم تو کھاد اور فرٹیلائزر خریدنے کے لیے قرض دیتے ہیں وہ زمین خریدنے کے لیے قرض دیتے ہیں اس لیے کہ ایک چھوٹے کاشتکار کے پاس زمین خریدنے کے لیے پیسہ نہیں ہوتا ہے اور دوسرا کاشتکار زمین بیچنا چاہتا ہے تو اس طرح سے consolidation of holding فارم 20 ایکڑ کے قریب ہو گیا ہے اور صورت حال ٹھیک ہو گئی ہے تو اس لیے ہماری حکومت کو بھی چاہیئے کہ جو لوگ باہر جا کر مزدوری کرتے ہیں اور اپنی زمین کسی کو دے جاتے ہیں - وہ اگر کسی دوسرے مزارع کو incentive دیں کہ وہ اس کی زمین خرید لے تو اس طرح سے consolidation of holdings ہو سکتا ہے - دوسری طرف سے ہمارا وہ طبقہ جو کہ progeressive ہے - اس میں بھی بہت سے لوگ absentee line ہیں - یہ ہمارے ملک کی لعنت ہے جس کی وجہ سے پیداوار نہیں ہو رہی ہے - ان کے لیے شرط ہو کہ جو سیاسی ورکر یا کوئی دوسرا شخص جب باہر جائے تو وہ اپنی زمین پر ٹیکنیکل آدمی مقرر کرے تا کہ پیداوار زیادہ ہو سکے - اس سے ملک اور قوم کو فائدہ ہو گا اور اس آدمی کو بھی فائدہ ہو گا -

دوسرا ضروری پوائنٹ جناب والا یہ ہے کہ ہمارے فارم کے اوپر capital formation نہیں ہے - کس طرح سے capital formation ہو گی اس کے لیے عرض ہے -

Agriculture in the developing country is characterised by a circle of poverty. Low productivity results in low income. Incomes are low because the savings are low, because the savings are low, the investments are low, because the investments are low, productivity is low, and full circle of vices has been completed. This is what is happening in our country.

ہمارے کاشتکار کے پاس capital formation نہیں ہے ۔ وہ ٹریکٹر اور ٹیوب ویل نہیں خرید سکتا ۔ اب عام لوگ یہ کہتے ہیں کہ مشرقی پنجاب ہم سے بہت آگے بڑھ گیا ہے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ کہ کیسے کون جب ہم نے 1965ء میں فتح کیا ۔ اس وقت میں وہاں پر گیا ۔ میں نے دیکھا کہ ہندوستان میں گندم 135 روپے فی کوئینٹل بکتی تھی ۔ اگر اس کو پاکستانی کرنسی میں فی من کے حساب میں بدلہ جائے تو یہ 35 روپے فی من بکتی تھی اس وقت جب کہ پاکستان میں گندم 15 روپے فی من کے حساب سے بکتی تھی تو جناب والا زراعت کا ایک طالب علم ہونے کی حیثیت سے جب میں نے اس وقت کی پیداواری لاگت work out کی تو اس وقت وہاں 10 روپے اور 12 روپے پیداواری لاگت آتی تھی تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک کاشتکار کو ایکڑ کے پیچھے 20 روپے بچتے تھے ۔ جبکہ پاکستان میں صرف پانچ روپے بچتے تھے ۔ آپ غور فرمائیں کہ انہوں نے اس پیسے سے ٹریکٹر لیے ٹیوب ویل لیے ، گیزل پمپ لیے اور ان کو سڑکیں مل گئیں ۔ لہذا ان کے فارم پر capital formation ہو گئی ۔ جب تک ہمارے ملک میں capital formation نہیں ہو گی ۔ اس وقت تک ترقی نہیں ہو گی ۔

تیسرا پوائنٹ جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ کاشت کاروں کی تعلیم کا خیال رکھیں اس سلسلے میں میں ایک بہت بڑے فلاسفر کی کوٹیشن پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ وہ یہ ہے کہ ۔

The wealth of the nation lies not in the material resources at its command but in the energy and initiative and moral fibre of its people. Sir, note the words "moral fibre." Without these aptitudes no country can become permanently prosperous. With them no unfavourable circumstances can long prove an inseparable obstacle.

جناب گورنر ۔ یہ کون سے فلسفہ دان ہیں ؟

چوہدری سلطان علی ۔ یہ ایک آئرش فلاسفر ہیں ۔ آپ گاؤں کی تعلیم کو لیں میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں ۔

Mr. Chairman : I think we have over shoot the time.

Chaudhry Sultan Ali : Sir, I will take 2/3 minutes. I will just finish that.

جناب والا اگر بیس لڑکے پہلی جماعت میں داخل ہوتے ہیں تو اس میں سے صرف ایک یا دو لڑکے ہی کالج میں آتے ہیں - اور حقیقت میں انیس بچے جو ذہین ہوتے ہیں ان کی ذہانت ضائع ہو جاتی ہے - عام تعلیم جو ان کو دی جاتی ہے اسی جگہ پر ان کو اگر زراعت کی تعلیم بھی دے دی جائے تو آپ کو زراعت کے لئے ورکر مل جائیں گے - آپ کو ذریعہ تعلیم ہر صورت میں تبدیلی کرنا پڑے گا - اس کے علاوہ گاؤں میں سماجی کاموں کی بہت ضرورت ہے گاؤں کے لوگوں کی ڈکشنری سے اگر "شریکا" اور "عزت" کے لفظ نکل جائیں تو بہت سی برائیوں کا خاتمہ ہو سکتا ہے شریکا یہ ہے کہ بھائی کے ساتھ بھائی لڑتا ہے اور عزت یہ ہے کہ سپاہی سے جا کر جوتے کھا آتا ہے لیکن گاؤں میں یہ کہتا ہے کہ میری عزت قائم ہے اور میں اس کے ساتھ ضرور لڑوں گا - یہ ایک بہت بڑا سماجی مسئلہ ہے جو سوشل ورکروں کو حل کرنا چاہیے جن پر گورنمنٹ پیسہ خرچ کر رہی ہے - منو بھائی صاحب ایک کالم نویس ہیں میں نے ان سے کہا تھا کہ تم لکھو کہ یہ جو برادری سسٹم ہے ، شریکا سسٹم ہے یہ ختم ہو جائے - اب ایک چیز صرف میں آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ زراعت کی جو صنعت تھی جیسا کہ سیدہ عابدہ حسین نے بھی فرمایا ہے کہ پہلے جو منصوبہ زاہد حسین صاحب نے بنایا تھا اگر اس کو پڑھیں تو اس پر بہت کچھ لکھا ہوا ہے لیکن اس پر عمل درآمد نہیں ہوا اور اس کا تسلسل قائم ہی نہیں ہے - آپ ٹریکٹر کو لے لیں اس کے ساتھ کیا ہوا - ایک معمولی سپرے ملک کے اندر نہیں بنتا - کرم کش ادویات کے ساتھ کیا ہوا - ہمارے ساتھ ہندوستان ہے وہ ہر چیز بناتے ہیں ہم ساری عمر دوسرے کے محتاج رہے - اس بات پر میں حکومت کو مبارکباد دیتا ہوں کہ وہ کم از کم پرائیویٹ سیکٹر میں یہ چیزیں لے آئے ہیں - اس کے علاوہ جناب والا ایک عرض یہ بھی ہے کہ چھوٹے کاشت کار کو آپ کو ٹیوب ویل کے

بغیر زندہ نہیں رکھ سکتے - میں جب کواپریٹیو کے انٹرنیشنل سیمنار کی صدارت کر رہا تھا تو میں نے کہا تھا کہ ہمارے ملک میں کواپریٹیو نہیں چلے گا **Incentive Co-operative** چلے گا - یہ ایک نئی ٹرم تھی جو میں نے انٹرنیشنل فورم میں پیش کی تھی اور اس کا مقصد یہ ہے کہ کواپریٹیو میں آپ ان لوگوں کو **incentive** دے کر لائیں اور اگر وہ اکٹھے ہو جاتے ہیں تو پھر ان سے کہیں کہ ہم کھاد کے دس روپے کم کر دیتے ہیں اور ٹریکٹر دس ہزار کم قیمت پر مہیا کریں گے تو اس طرح سے زیادہ لوگ اکھٹے ہونگے ریسرچ کے متعلق میں پہلے بھی عرض کر رہا تھا - کہ ہمارے ملک کے پرائس سسٹم نے ہمیشہ کاشت کاروں کی فصلوں کی قیمت کو دبا کر رکھا ہے جس کی وجہ سے کاشت کاروں میں غربت آئی - ایکسپورٹ پالیسی فروٹ پر بھی اثر انداز ہوئی - آپ ایک مستقل پالیسی بنا دیں کہ ہم اتنے فروٹ ایکسپورٹ کریں گے تو پھر آپ دیکھ لینا کہ یہاں پر فروٹ اور سبزیوں کے کتنے فارم بنتے ہیں -

جناب گورنر - اب کی دفعہ ٹارگٹ فکس ہوئے ہیں -

چودھری سلطان علی - ہاں ٹارگٹ فکس ہوئے ہیں جس کے لئے میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ آپ بہت اچھا کام کر رہے ہیں - جناب والا آپ کے پاس ایک سمندر ہے اتنا بڑا ملک ہے اگر آپ **centralize** کرکے اس کو کنٹرول کرنا چاہتے ہیں تو کچھ نہیں بنے گا ان کو تقسیم کریں - مثلاً محکمہ خوراک آپ کے پاس ہے -

Why it should be a bureaucratic department.

مجھے آج خوشی ہے کہ میں نے پہلی دفعہ گاؤں کے اندر جو سٹور کھولنے کی تجویز پیش کی اس پر عمل درآمد ہو رہا ہے - میرے پاس سارے سیکرٹری ، ایڈیشنل سیکرٹری بیٹھے ہوئے تھے ، تو کہنے لگے چودھری صاحب آپ کس زمانے کی بات کر رہے ہیں - آپ کی حکومت نے اشتہار دے دیا ہے کہ گاؤں میں نئے سٹور بنائیں جائیں مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے -

But why are you keeping this bureaucratic department ?

آپ ان سے کہیں کہ یہ چالیس ملین ٹن چیز خریدنی ہے جاکر کاشت کاروں سے رابطہ قائم کرو ، ان کے ساتھ معاہدہ کرو ، ان کو کھاد مہیا کرو ، ان کو کرم کش ادویات دو ، ان سے چیز خریدو تو پھر وہ لوگ دیں گے اور اس طرح آپ ایک سیکٹر کو ایک چینل کے ذریعہ ساری چیزیں مہیا کریں ۔ صنعت کو بھی آپ اس میں شامل کریں یہ سب لوگ جو مزے میں بیٹھے ہوئے ہیں ان کو ایڈوائزر بنائیں یہ ان کو فائدہ پہنچائیں گے اور اس طرح پھر آپ ترقی کریں گے ۔ بہت بہت شکریہ ۔ بس ایک میرا ذاتی مسئلہ رہ گیا ہے ۔۔۔

جناب گورنر ۔ پھر بھی ایک رہ گیا ۔؟

چوھدری سلطان علی ۔ بس ایک صرف میرا اپنے علاقہ کا مسئلہ ہے ۔ ستیانہ سمندری ڈرین جو آپ کے کمشنر صاحب اور ممبر بورڈ آف ریونیو بھی دیکھ کر آئے ہیں اس وقت اس کی حالت بہت زیادہ خراب ہے میں یہ عرض کرنا چاھتا ہوں کہ میں نے یہ ڈرین ایوب خان مرحوم سے اڑھائی کروڑ روپے منظور کراکے بنوائی تھی اور اس وقت مجھے میاں یاری مرحوم کی بات یاد آتی ہے کہ اس نے ڈرین بنوائی تو اس نے تحصیل جڑانوالہ کو ڈبو دیا ۔ تم بنا رہے ہو تو تم سمندری کو ڈبو لو گے ۔ آخر کار یہی ہوا کہ اس ڈرین کی وجہ سے سمندری کو نقصان پہنچا ۔

جناب گورنر ۔ نہیں انشاء اللہ ہم اس کو پوری طرح دیکھیں گے ۔

چودھری سلطان علی ۔ اس میں ایک بہت بڑی بات ہے میں آپ کو بتاؤں کہ ان کی alignment غلط ہے ۔ جناب والا ! آپ ان کو اچھی طرح سے دیکھیں ۔ شکریہ ۔

جناب گورنر ۔ میں دیکھوں گا ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (میاں صلاح الدین) جناب والا باقی تو باتیں

ٹھیک ہیں مگر یہ کہ پنجابی اپنی عزت چھوڑ دیں یہ ذرا سوچنے والا ! معاملہ ہے - (قہقہہ)

چوہدری سلطان علی - جناب والا ! میں میاں صاحب سے درخواست کروں گا کہ یہ ایک شعر پڑھ دیں - میاں صاحب جب قومی اسمبلی میں میرے ساتھی تھے جب بھی ہم تقریر کرتے تھے تو یہ کھڑے ہو کر ایک شعر پڑھ دیا کرتے تھے -

وزیر تعمیرات و مواصلات - جناب والا ! یہ ہمیشہ غلط شعر پڑھا کرتے تھے اس لئے مجھے بولنا پڑتا تھا - میں نے صبح بھی شعر پڑھا تھا :-

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

چوہدری سلطان علی - میں جناب معذرت کے ساتھ ایک شعر پڑھنا چاہتا ہوں :-

نہیں ہے نا امید اقبال اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

ڈاکٹر بیگم گلشن حلیق مرزا (خاتون ممبر میونسپل کمیٹی - جہلم) - جناب والا - میں حیران ہوں کہ پچھلے تین دن میں صحت سے متعلق بہت کم سوالات ہوئے یا تو سب لوگ اس سے مطمئن ہیں یا اس کی وجہ لاعلمی ہو سکتی ہے - پہلے میں جنرل ایڈمنسٹریشن سے متعلق ایک سوال کرنا چاہتی ہوں - اس کا تعلق بھی صحت سے ہے مگر پھر بھی اس کا تعلق تمام محکموں سے ہے - میرا مطلب کارکردگی کے متعلق ہے - ہر ایک کے علم میں ہوگا کہ کسی محکمہ کے مقامی سربراہ سے جب بات کی جاتی ہے تو ایک بات ضرور سامنے آتی ہے کہ تادیبی کارروائی کے لیے انہیں کچھ دقتیں پیش آتی ہیں - وہ کسی بھی چھوٹے اہلکار کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی اگر کریں تو اکثر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ وہ اہل کار کسی

بالر اتھارٹی سے ایک کلیرنس لیٹر لے کر واپس پہنچ جاتا ہے۔ یہ کوئی جمعدار چھوٹا ملازم بھی ہو سکتا ہے کیونکہ ان پر روزانہ کوئی نہ کوئی الزام ہوتا ہے اور وہ واپس اپنی سیٹ پر آ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں جیسے ہم کہتے ہیں کہ پھر وہ منہ چڑاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ افسر پھر اپنی تنظیم کی طرف سے بے فکر ہو جاتے ہیں۔ تو میں اس سلسلہ میں یہ درخواست کرنا چاہوں گی کہ بالر اتھارٹی کے پاس جب اس قسم کی کوئی اپیل آئے تو وہ فائل منگوا کر دیکھ لیا کریں، اس کی باقاعدہ تحقیقات کروا لیا کریں اور انصاف کی راہوں کو ہموار رکھیں۔

اس کے علاوہ میرا پوائنٹ اصل صحت سے متعلق ہے۔ صفائی کے حالات ہمارے ملک میں خصوصاً پنجاب میں بہت خراب ہیں۔ ہر گلی ہر محلہ میں یونین کونسل، ٹاؤن کمیٹی اور میونسپل کارپوریشن کا مسئلہ ہے اور یہی بنیادی چیز ہے جس پر عوام کی صحت کا دار و مدار ہے اور ان دو سالوں میں حالات کچھ زیادہ بہتر نہیں نظر آئے۔ میرا مشاہدہ ہے کہ خاکروبوں کا مسئلہ دن بدن الجھتا جا رہا ہے کیونکہ وہ ملک سے جا رہے ہیں اور خاکروب نایاب ہوتے جا رہے ہیں۔ ابھی تک Dust bins اور ڈسپوزل سسٹم کو ہم طے نہیں کر سکے۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ لوکل کونسل کے لئے بڑا مسئلہ ہے اس کی ذمہ داری ہم صرف محکمہ صحت پر نہیں چھوڑ سکتے اس کو ہم سبجیکٹ کمیٹی میں بھی زیر بحث لائے تھے تو میں یہاں بھی درخواست کروں گی کہ اس مسئلہ پر توجہ دی جائے۔ جناب والا ایک مشکل یہ بھی پیش آتی ہے کہ اگر ڈسٹ بن وغیرہ کے ڈیزائن ہم لے کر جائیں تو میونسپل انجینئر اس کو رد کر دیتے ہیں۔

جناب گورنر ۔ وہ انگلش ڈیزائن نہیں ہوتا ہوگا؟

ڈاکٹر بیگم گلشن خلیق مرزا (جہلم) ۔ جناب والا ہمارے خیال میں تو پریکٹیکل سا ڈیزائن ہوتا ہے۔

لیکن وہ کہتے ہیں کہ نہیں جی یہ لاہور میں فیل ہو گیا ۔ فلاں جگہ ہو گیا ۔ اگر ان سے کہتے ہیں کہ وھیکلز اس طرح کی ہونی چاہئیں ۔ ۔ ۔ ۔

جناب گورنر ۔ آپ ان سے کہا کریں کہ جو جرمنی سے آئے یا جو یو ۔ ایس ۔ اے سے آئے وہ فوراً قبول کر لیا کریں ۔

ڈاکٹر بیگم گلشن حلیق مرزا (جہلم) ۔ اس لئے وہ ساری proposals ملتوی ہو جاتی ہیں ۔ تو جناب میں اس سلسلے میں درخواست کروں گی کہ کچھ ماہرین سے مشورہ کیا جائے ۔ اس کے ساتھ ساتھ تمام اراکین کونسل سے میری التماس ہے کہ ان کے ذہن میں کوئی بھی تجویز ہو یا اپنے تجربے سے انہوں نے خود کوئی ڈیزائن بنائے ہوں تو محکمہ صحت کی کمیٹی کو اس سے آگاہ کریں ۔ اور اس کے بعد پریکٹیکل سی کوئی چیزیں جو کہ ہمارے ملک میں ہمارے حالات کے مطابق ہوں اس چیز کو زیادہ سے زیادہ مکینیکل بنایا جائے تاکہ خاکروب اس میں سے نکل سکیں اور محکمہ صحت کی طرف سے تمام کونسلر حضرات کو سپلائی کیا جا سکے ۔ اس سلسلے میں مجھے اپنے اراکین حضرات سے یہ بھی کہنا ہے کہ ہیلتھ ایجوکیشن کا معاملہ نہایت ہی اہم ہے اور اس وقت ہم نے دیکھا کہ بہت سے ہسپتال بن رہے ہیں ۔ بہت سے Basic Unit اس میں add ہوئے ہیں ۔ بہت سے سنٹرز add ہوئے ہیں ۔ لیکن فائدہ اٹھانے والے کم ہیں ۔ سٹاف کم ہے ۔ یہ ایک مسئلہ ہے ۔ ڈاکٹرز satisfied نہیں ہیں ۔ یہ ایک الگ مسئلہ ہے ۔ اس کے لئے بھی سفارش ہے کہ ان کی جائز ضروریات کا خیال رکھا جائے ۔ اگر ان کو دیہی علاقوں میں بھیجا جاتا ہے تو ان کو کچھ اور مراعات دینا ہمارا فرض ہے ۔ اس کے ساتھ پبلک کے لئے ہیلتھ ایجوکیشن کا زیادہ سے زیادہ انتظام کرنا چاہیئے ۔ لوکل کونسلیں اپنے حلقہ اثر میں اس کا انتظام کریں کیونکہ محکمہ صحت سب کے لئے نہیں کر سکتا اور گاؤں گاؤں اور گلی گلی یہ معلوم ہونا چاہئیے کہ ٹیکے لگوانے سے کیا فرق پڑتا ہے ۔ جب کہ شرح اموات میں یہ کیفیت ہے کہ ہر سال 35 فیصد 5 سال سے کم عمر کے بچے Infectious diseases

کی وجہ سے اس دنیا سے چلے جاتے ہیں - جن سے ان کا بچنا اور ہمارا ان کو بچانا بہت ضروری ہے - اس سے پبلک کو جتنا جلدی آگاہ کیا جائے اتنا ہی اچھا ہے - ایک سال کے بچوں کی شرح اموات کوئی 42 فیصد ہے جو اسہال اور پیٹ درد کی خرابیوں کی وجہ سے واقع ہو جاتی ہے - اس کے لیے صاف پانی کی اشد ضرورت ہوتی ہے - میرے خیال میں ہمیں اپنے ممبران کی بھی تھوڑی سی ایجوکیشن کرنی چاہیے - اگلی دفعہ ان کو کچھ **documentaries** دکھائیں جائیں کہ یہ اپنے اپنے علاقوں میں کم از کم جنرل نالج کے طور پر اس چیز کو زیادہ سے زیادہ لوگوں میں پہنچا سکیں - اس سلسلے میں ان کا تعاون ہماری صحت کی کمیٹی کے لیے اور محکمہ صحت کے لیے مفید ہوگا اور جو بھی تجاویز ان کے ذہن میں آئیں وہ ضرور بھیجیں -

اس کے ساتھ ہی میں نے ایک چھوٹی سی بات عرض کرنی تھی - کل وزیر مال کی تقریر سے ایک نقطہ سامنے آیا تھا کہ پٹواری کی رہائش کا مسئلہ وہاں کے لوگوں کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے - مجھے اس بات پر کچھ حیرانی سی ہوئی ہے کہ پٹواری کو اگر مہمانوں کی طرح یا فقیروں کی طرح لوگوں کے گھروں پر چھوڑ دیا گیا تو ہم ان سے غیر جانبدارانہ کارکردگی کی توقع کیسے رکھ سکیں گے - صحت سے متعلقہ پوائنٹ اور ہے کہ یہ اخلاقی طور پر دیوالیہ پن کی جو ابھی نشاندہی کی گئی اس سلسلے میں میں یہ سمجھتی ہوں کہ قوم میں اخلاق حسنہ کے فروغ کے لیے لوکل کونسلیں اب کافی کردار ادا کر سکتی ہیں اور میں خصوصاً خواتین کونسلرز کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتی ہوں کہ بچوں اور خواتین میں اس بات کا خیال رکھیں کہ ان کے لیے زیادہ سے زیادہ ایسی تقریبات اور ایسے مواقع کا اہتمام کیا جائے جن سے ان کی تربیت ہو سکے اور لوکل کونسل اور لوکل انتظامیہ کی ایک اور ذمہ داری ہے کہ یہ جو جگہ جگہ **Youth Leagues** اور نئی نئی **Youth Clubs** اور **Youth Councils** بن رہی ہیں ان میں سے بیشتر کو میں سمجھتی ہوں کہ قوم کے لیے اچھی علامت نہیں ہے - اس

وقت سیاسی سرگرمیاں نہیں ہیں لیکن انہوں نے اپنی سرگرمیاں تیز کی ہوئی ہیں اور ہر روز چھوٹے چھوٹے شہروں میں بھی ایک نئی لیگ بن جاتی ہے اور ان کے منشور کو دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس میں کوئی مقصد نہیں صرف chaos پھیلانا ہے اور اس میں واضح الفاظ لکھے ہوئے ہیں کہ ہم اپنی ہزاروں سالہ ثقافتی روایات کو زندہ رکھیں گے ۔ ہزاروں سالہ ثقافتی روایات کو زندہ رکھنے کے لیے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم کیا کرنا چاہتے ہیں ۔ منشور بھی کچھ گول مول ہوتے ہیں ۔ تو میرے خیال میں یہ کافی خطرناک چیز ہے اور اس پر ہمیں نظر رکھنی چاہیے ۔

اس کے بعد خواتین کے سلسلے میں ایک پوائنٹ ہے ۔ جیسا کہ Advertisements کے لیے پچھلے دنوں پابندی لگائی گئی تھی وہ سلسلہ ابھی تک چل رہا ہے ۔ اس پر ذرا سختی سے نوٹس لینا چاہیے ۔ خصوصاً سینما گھروں کے سائن بورڈ اور میگزین وغیرہ کے ٹائیٹل ۔ اس سلسلے میں میں آپ سے ایک دلچسپی کی بات کہوں گی ۔ کینیڈا میں ایک انٹرنیشنل کانفرنس میں Scandinavian delegate تھی ۔ Scandinavians سب سے زیادہ advanced اور civilized سمجھے جاتے ہیں ۔ ان کی ایک خاتون جو کہ بڑی سرگرم رضاکار تھیں ۔ انہوں نے مجھے اپنی شکایت میں ایک پوائنٹ پیش کیا کہ خواتین کو اشتہاروں میں کیوں استعمال کیا جاتا ہے ۔ ہمارے لئے بہت ذلت کی بات ہے ۔ تو میں اس بات پر بہت خوش ہوئی ۔ کیونکہ عورتیں دنیا میں ہر جگہ ایسے ہی محسوس کرتی ہیں ۔ شکریہ

جناب گورنر ۔ ممتاز خان کھچی ۔

مسٹر محمد ممتاز خان کھچی (وائس چیئرمین ضلع کونسل وہاڑی)۔ جناب چیئرمین صاحب ڈسٹرکٹ وہاڑی جیسا کہ سب کے علم میں ہے حال ہی میں معرض وجود میں آیا ہے اس سے پہلے یہ ضلع ملتان کا پسماندہ ترین علاقہ تھا ۔ نئے ہونے کے سبب ہم ہر فیلڈ میں پیچھے ہیں ۔ جناب والا ! زرعی

علاقہ ہے ضلع وہاڑی ، پنجاب بلکہ پاکستان میں سر فہرست ہے ۔ کپاس کی پیداوار بڑھاتے ہیں اور گندم جیسی ملک کو خود کفیل بنانے میں اس کی نمایاں contribution ہے جناب والا ! ضلع کونسل کے جو وسائل ہمارے پاس ہیں ان کو بروئے کار لاتے ہوئے ہم پوری کوشش کر رہے ہیں کہ اس علاقے کی ترقی ہو لیکن پچھلے دور کی بے توجہی کی وجہ سے جو خلا پیدا ہو گیا تھا وہ آپ کی خصوصی توجہ کے بغیر پر نہیں ہو سکتا ۔ اس لیے گذارش کروں گا کہ پسماندہ ضلعوں کے لیے جو آپ نے خصوصی Weightage مقرر کیا ہے ، ضلع وہاڑی کو اس میں پسماندہ ترقی مقرر کرتے ہوئے اور نیا ضلع ہونے کی بنا پر ایک اور Weightage دے کر چیئرمین P&D سے فرمائیں کہ آئندہ سکیموں میں صحت ، تعلیم ، رابطہ سڑکوں اور بجلی کی سکیموں میں وہاڑی کو خصوصی اہمیت دیں اور priority دیں ۔ شکریہ ۔

رانا نذیر احمد خان (وائس چیئرمین ضلع کونسل گوجرانوالہ) ۔ جناب چیئرمین مجھے سب سے پہلے ان نکات کی طرف آنا ہے جو اس ایوان میں ہماری سبجیکٹ کمیٹی کے بارے میں اٹھائے گئے ۔ میں ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی سبجیکٹ کمیٹی کا کنوینر ہوں ۔ سب سے پہلے جناب چودھری صدیق سالار صاحب اور حافظ محمد یونس صاحب میئر سرگودھا نے فرمایا ہے کہ نئے قانون میں بیواؤں کو جو exemption دی گئی تھی یا معافی دی گئی تھی اس کو آپ نے ختم کیا ہے یا کم کیا ہے ۔ جو at par مکانوں پر ٹیکس ہے اس کے لیے ہم نے یہ مسئلہ اپنی سبجیکٹ کمیٹی میں بھی ڈسکس کیا ہے ۔ اس میں سب دوستوں اور ارکان کی رائے یہ ہے کہ قانون میں جو معافی ختم کی گئی ہے اس کو واپس لینا مناسب ہے ۔

جناب کنوینر ۔ نذیر احمد صاحب آپ یہ پوائنٹ ذرا واضح کریں تا کہ یہ بھی سمجھیں اور میں بھی سمجھوں ۔

Is there any misunderstanding ?

رانا نذیر احمد خاں ۔ جناب والا ٹیکس میں پہلے چھوٹ تھی ۔ جس مکان یا دوکان کی rental value 3600 روپیہ ہے اور اس کی مالک ایک بیوہ ہے اس کو ٹیکس کی exemption تھی ۔ 3600 روپیہ rental value پر بیوہ اور یتیم پر ٹیکس نہیں لگتا ہے ، وہ معاف ہے ۔ اب جو نئی ترمیم آئی ہے اس کے مطابق limit بہت کم کر دی گئی ہے ۔ پہلے بیوہ کو مکان کے علاوہ ایک دوکان پر بھی ٹیکس سے exemption تھی اس پر اب انہوں نے ٹیکس لگا دیا ہے ۔

چودھری محمد صدیق سالار (ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد) ۔ جناب والا میں اس کے متعلق آپ کو سمجھا سکتا ہوں ۔

جناب گورنر ۔ میرا خیال ہے کہ ہم نے ان کو exempt کیا ہے ۔ بہر صورت بجٹ میں اس کو لے آئیں گے ۔

Do you want the property tax man here ?

Secretary Finance : He is here.

جناب گورنر ۔ وہ یہاں ہیں تو ٹھیک ہے ۔

رانا نذیر احمد خاں ۔ اس کے علاوہ میں ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں کچھ عرض کرنی چاہتا ہوں ۔ یہ ایک قومی مسئلہ ہے ۔ 32 - 30 سال کے تجربات ظاہر کرتے ہیں کہ جب تک اس محکمہ کی سپرویژن اور انتظام لوکل لوگوں کے ہاتھ میں نہیں دے دیا جاتا اس وقت تک یہ محکمہ نہیں سدھر سکتا ۔ اس سے پیشتر جب محکمہ تعلیم کے مڈل سکولوں اور پرائمری سکولوں کا انتظام ڈسٹرکٹ بورڈز کے پاس تھا اس وقت ان کا ایجوکیشن سٹینڈرڈ ۔ ان کا انتظام ان کا طریق کار موجودہ انتظامی طریقہ کار سے بدرجہا بہتر تھا ۔ جب لوکل کونسلیں معرض وجود میں آئیں تو سب سے پہلے یہ کہا گیا تھا کہ سکولز جولائی 1980ء میں لوکل کونسلوں کو دے دئے جائیں گے ۔ اس میں ایک سال کی تاخیر ہوئی ۔ اساتذہ جو دیہاتوں میں نہیں جاتے وہ یونین بناتے

ہیں ان کو ایک سال دیا گیا کہ وہ اس کے خلاف ہڑتال کریں فیڈرل منسٹر اور عوام کے منتخب نمائندوں کو بھیڑئیے اور لٹیرے کہا گیا ہے اس میں ہمارا کوئی مفاد نہیں تھا۔ جتنے اساتذہ تھے ان کی حالت بہتر ہوئی تھی۔ اساتذہ کو سکولوں میں جانا پڑتا ہے محکمہ تعلیم ان کو کنٹرول کیسے کرے گا۔ جب تک کسی نہ کسی صورت میں لوکل کونسلوں یا یونین کونسلوں کا عمل دخل نہیں ہو گا ان کی حالت بہتر نہیں ہو گی۔

تیسرے جناب والا ایک میٹر صاحب نے کہا ہے۔ قوم کو کرپٹ کرنے میں محکمہ سیٹلمیٹ کا بہت ہاتھ ہے۔ یہ ایک نہ ختم ہونے والا حساب کتاب ہے۔ جو جعل ساز تھے وہ زمین ہضم کر گئے۔ 1977ء میں جعل سازی سے بڑے افسران نے اس ایکٹ کو ریپیل کرایا یہ ایک سازش تھی اس میں کوئی اپیل نہیں ہوتی۔ رٹ ہوتی ہے۔ میری اس میں تجویز یہ ہے کہ اس کی دوبارہ چھان بین ہونی چاہیئے اور اس ایکٹ کو بحال ہونا چاہیئے۔ فائدہ قوم کو نہیں ہوا بلکہ جو جعل ساز تھے وہ فائدہ اٹھا چکے ہیں ان کو اس کی سزا ملنی چاہیئے۔

اس کے علاوہ میں جناب چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ سے گذارش کرنی چاہتا ہوں کہ ہمارے ضلع گوجرانوالہ میں اس سال کوئی بھی سکول اپ گریڈ نہیں ہوا جو کہ اس بارے میں ہمارے ساتھ بڑی زیادتی ہے کہ اتنے بڑے ضلع میں اس سال ایک سکول بھی اپ گریڈ نہیں کیا گیا۔

اس کے بعد جناب والا ایک زیادتی دیہاتیوں کے ساتھ اور ہوئی ہے جس کی ایوان میں آج میں نشاندھی کرنی چاہتا ہوں۔ جو ایگریکلچرل پروڈیوس ہے جس کو کاشتکار اگاتا ہے وہ شہر میں ہمیں حکومت کے حوالے کرنی ہوتی ہے اس پر ہمیں میونسپل کمیٹی کو ٹیکس دینا پڑتا ہے۔ جناب والا جب ہم پیلڈی حکومت کو دینے کے لیے لاتے ہیں اس پر بھی ہمیں چنگی ٹیکس دینا پڑتا ہے۔ میری یہ گذارش ہے کہ جب ایگریکلچرل پروڈیوس غریب کاشتکار

سرکلر کے ہاتھ بیچنے کے لیے آتا ہے تو جو میونسپل کمیٹی اس پر ٹیکس لگاتی ہے ان کو اس کا کوئی حق نہیں ہے۔ یہ درمیان میں آ جاتے ہیں۔ انہوں نے کوئی سہولت نہیں دینی ہوتی نہ ان کی کوئی چیز ہم استعمال کرتے ہیں۔ ہم اپنے کھیتوں میں غلہ اگاتے ہیں اور سیدھا اسٹیشن پر گندم کو بیچنے کے لیے لاتے ہیں لیکن اس پر ہمیں میونسپل ٹیکس دینا پڑتا ہے۔ یہ ہمارے ساتھ نا انصافی ہے۔

اس کے علاوہ ایک اور پوائنٹ کیٹل فیئر اور لائیو سٹاک کے متعلق ہے۔ اس پر اگر کوئی خرچہ آتا ہے وہ بھی ضلع کونسل برداشت کرتی ہے۔ اگر جانور پالے جاتے ہیں تو دیہاتی علاقے میں پالے جاتے ہیں۔ ان کو خریدنے والا بھی دیہاتی ہے اور بیچنے والا بھی دیہاتی ہے۔ پھر میونسپل کمیٹی کیٹل فیئر پر ٹیکس کیوں لگاتی ہے۔ ان کو اس ٹیکس کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ یہ بھی ہمارے ساتھ نا انصافی ہے۔ چاہیئے تو یہ کہ اس کی آمدنی ضلع کونسل یا یونین کونسل وصول کرے۔

جناب گورنر۔ آپ کے چھ منٹ ختم ہو گئے ہیں ساتواں منٹ شروع ہو چکا ہے۔

سیٹھ محمد عبدالرحمن (چیئرمین میونسپل کمیٹی، بہاولپور)۔ جناب عزت مآب گورنر صاحب سب سے پہلے تو مجھے آپ کی وساطت سے اور اس ہاؤس کی طرف سے جناب صدر پاکستان کا شکریہ ادا کرنا ہے کہ انہوں نے جشن آزادی کا سلسلہ شروع کر کے قوم کو اب ایک نیا ولولہ عطا کیا ہے۔ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے اور مجھے امید ہے کہ میرے تمام ساتھی بھی مجھ سے اتفاق فرمائیں گے کہ اس معزز ایوان کی طرف سے صدر مملکت کو مبارکباد پیش کی جائے کیونکہ انہوں نے پاکستان کے اس بنیادی نظریہ کی ترویج کے لیے ایک نہایت اہم قدم اٹھایا ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس دن کو آئیندہ کے لیے بھی شایان شان طریقے سے منانے کے سلسلے کو جاری رکھا جائے۔

جناب والا ! اب میں اپنے کچھ مسائل اختصار سے ، دلیل کے بغیر عرض کروں گا ۔ بہاول پور میں گورنمنٹ کواپریٹو ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے Sheep shearing سکیم ہے ۔ کیونکہ بہاول پور کی بھیڑوں کی اون پاکستان میں best carpet wool قرار دی گئی ہے ۔ وہ کارخانہ اس وقت چولستالیوں کو منتقل ہوا ہے ۔ اور اس کو اپ کا کواپریٹو ڈیپارٹمنٹ سپروائز کر رہا ہے ایک وہاں پر wool processing فیکٹری ہے ۔ ون یونٹ کی حکومت سے ہم کہتے رہے ہیں کہ اس میں دھلائی اور دھاگہ بنانے کے پلانٹ دے دیئے جائیں ۔ اس پر میرے خیال میں ون یونٹ گورنمنٹ نے اصولاً فیصلہ بھی کیا ہوا ہے ۔

جناب گورنر ۔ یہ موجودہ کواپریٹوز کے پاس ہے ؟

سیٹھ محمد عبدالرحمان ۔ جی ہاں ۔

جناب گورنر ۔ کیا محکمہ کواپریٹو والے یہاں موجود ہیں ؟ ۔ سکیرٹری صاحب کیا کوئی ایسی بات ہے اور کیا آپ اس سلسلے میں کچھ کریں گے ؟

سیکرٹری کواپریٹوز ۔ ہم پچھلے سال دیتے رہے ہیں ۔ اس سال سے بند کر دیا ہے ۔

سیٹھ محمد عبدالرحمان ۔ ہمیں کچھ نہیں چاہیے ۔ ہمارا صرف مقصود یہ ہے کہ انہیں دھاگہ بننے کا پلانٹ دیا جائے ، آپ جانتے ہیں کہ حکومت کئی سال پہلے وعدہ بھی کر چکی ہے ۔ آپ مہربانی فرمائیں ۔ میں ایک اور گزارش کروں گا کہ اسی وول پروسیسنگ فیکٹری یا شیپ شیئرنگ کی ، ایک سکیم ماڈل فارم بنانے کے لیے حکومت کی طرف سے دی گئی تھی امتیازی صاحب

جس وقت پی اینڈ ڈی میں تھے انہوں نے اس سکیم کو ان سے منظور کرایا تھا ۔ اس سلسلہ میں 2 ہزار 50 ایکڑ زمین بہاول پور سے اٹھارہ میل کے فاصلے پر لال سہارا کے مقام پر الاٹ کی گئی ۔ ہم اراضی اے ۔ سی ۔ آر (اسسٹنٹ ٹو کمشنر ریونیو) کو دکھا کر آئے ۔ ایک ہفتے بعد جب قبضہ دینے وہاں گئے تو ٹیوب ویل وہاں لگ چکے تھے اور encroachers بیٹھے ہوئے تھے ۔ وہ سکیم ابھی تک معرض التواء میں ہے ۔ ہم نے کہا کہ بھائی ، وہ آپ کو اتنے ہی پیارے ہیں تو ہم چھوڑ دیتے ہیں ۔ ہمیں کوئی اور موقع دے دو ۔ کیونکہ اس میں مقامی بھیڑوں کو آسٹریلیا کے گرم سکارپ کی اچھی بھیڑوں سے graft کرکے بہترین اون پیدا کرنے کی ایک بڑی اچھی سکیم ہے ۔ اس لیے میں آپ کی کی توجہ اس طرف دلاؤں گا ۔ یہاں میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ وہ چولستانی جن کی بیس سال سے جد و جہد ختم نہیں ہو رہی ، ان کی الاٹمینٹ عرصے سے بند ہے ۔ اب کے بھی انکوائری کمیٹی نے جناب کو رپورٹ پیش کی ہے ۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ کے یہاں ایم ۔ ایل ۔ اے آفس میں رپورٹ آ بھی گئی ہے ۔ آپ اس کو ملاحظہ فرما کر رقبے کی الاٹمینٹ کریں اور encroachers کو نکال باہر کریں ۔ ہمارے سابقہ کمشنر سید الحسن نے encroachers کی وہاں حوصلہ افزائی کی تھی تو ان کے متعلق دیکھیں کہ انہوں نے اتنا ملک کا نقصان کیا ہے ۔ یہ سب انہوں نے اپنی ذات کے مفاد کے لیے کیا ہے ۔

اس کے بعد جناب ، میں نے پرسوں عرض کیا تھا کہ بہاول پور ڈویژن میں جو گھٹ ہوئے ہیں ۔

جناب گورنر ۔ کٹ ؟

سیٹھ محمد عبدالرحمان ۔ گھٹ ۔ جن کا وزیر صاحب کو علم نہ تھا ۔ کٹ ہمارے ہاں کہتے ہیں جو کاٹ دیا جائے گھٹ ہم کہتے ہیں جو قدرتی طور پر ہو ۔ میں یہ عرض کروں گا خیرپور کا خاص طور پر جو شہری علاقہ زیر آب آیا ہے ۔ وہاں لوگوں کے بے حد نقصان ہوئے ہیں ۔ ان کی

compensation صحیح طور پر انہیں دلوائی جائے - جن نہر والوں کی غلطی ہے ، قصور ہے ، ان کو بھی ضرور پکڑا جائے -

اب میں محکمہ صحت کے متعلق عرض کروں گا - صاحب ماشاء اللہ بڑی کاوش سے کام کر رہے ہیں - مجھے ان سے کوئی شکایت نہیں - بہاول پور کی طرف ان کی توجہ دلاؤں گا - ماشاء اللہ آپ کا وہاں قائداعظم میڈیکل کالج ہے وہاں انہوں نے کچھ ڈاکٹر بھجوائے ہیں - ان کی مہربانی ہے - لیکن کچھ سپیشلسٹس کی ضرورت ہے - کیونکہ سپیشلسٹ کے بغیر تو آج کے دور میں کام نہیں چلتا - ساتھ ہی ایک چھوٹی سی استدعا ہے جس میں میرے بہت سے ساتھی بھی شامل ہیں کہ وہاں پر ایک ڈاکٹر ایسے بھی ہیں جو کافی عرصہ پہلے مارشل لاء میں ٹرائی ہوئے ، انہیں چھوڑ دیا گیا - لیکن وہ ابھی تک معطل چلے آ رہے ہیں - ان کا جو فیصلہ بھی کرنا چاہیں ، محکمہ یا جناب ، وہ کر دیں - تاکہ وہ لٹکتے نہ رہیں - اور ہر تیسرے مہینے ان کی معطلی کا سلسلہ چل نکلتا ہے - یا تو انہیں نکال دیں ، سبکدوش کر دیں ، یا انہیں بحال کر دیں - جو بھی آپ کے قرین انصاف ہو ، کر دیں - لیکن درمیان میں اس طرح ملتوی رکھنا کوئی اچھی بات نہیں - اس ملک کو ڈاکٹروں کی جو ضرورت ہے ، وہ ظاہر ہے - اس کا قصور یہی ہے کہ اس نے نان پریکٹس کے لیے ایک تحریک کی -

میں ساتھ ہی یہ عرض کروں گا کہ بہاولپور میں جو طبیہ کالج موجود ہے ، وہ بالکل چوک میں ہے - وہاں چار سڑکیں گزرتی ہیں - آپ کی خدمت میں عرصے سے طبیہ کالج کے لیے ایک سکیم آئی ہوئی ہے جس کو منظور نہیں کیا گیا - تھوڑے سے پیسے دیئے گئے - کالج موجودہ چوک بازار میں ہے - اسی جگہ چار دیواری دینے کی کوشش کی ہوئی ہے - یہ چار دیواری ہونی چاہیے - اس لیے کہ نئی عمارت بنانے میں جو سال خرچ ہوں گے اس کو کم از کم اے - ڈی - پی میں شامل فرمایا جائے -

جناب گورنر - اس کی دیوار بنتی ہے یا لوکیشن تبدیل کرنی ہے ؟

سیٹھ محمد عبیدالرحمان ۔ سر ، وہ زمین بلدیہ کی ہے ۔ اس پر جو بلڈنگ بنی ہوئی ہے ، وہ کسی زمانے میں سابقہ سٹیٹ گورنمنٹ کی طرف سے بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کی ہے ۔ دراصل وہ اب بازار بن گیا ہے ۔ ایک طرف سبزی منڈی ہے ، سامنے بازار ہے ۔ تو ایک تعلیمی ماحول نہیں رہتا ۔

جناب گورنر ۔ ٹھیک ہے ۔ میں سمجھ گیا ۔

سیٹھ محمد عبیدالرحمان ۔ اگر طب کو آپ نے patronize کرنا ہے تو لازماً آپ کو انہیں تعلیمی ماحول دینا ہوگا ۔

اسی طرح میں نے پچھلی دفعہ بھی عرض کیا تھا اور اب بھی 14 ۔ اگست کو وہاں جو عالی شان تقاریب کی ہیں بہاول پور سٹیڈیم میں ، ہمارے موجودہ کمشنر صاحب نے بھی اس کو خوب نوازا ہے ۔ اس کی حالت بڑی خستہ ہے ۔ وہ قابل مرمت ہے ۔ اتنی بڑی عمارت جو بنی بنائی ملی ہوئی ہے ، اس کو ضائع نہیں کرنا چاہئے ۔ بنی بنائی کو تو کم از کم ٹھیک رکھیں ۔ اس کے لیے میں خاص طور پر توجہ دلاؤں گا ۔

اسی طرح بہاول پور میں ایک عظیم الشان لائبریری ہے ۔ اس کی گرانٹ کے بارے میں گزارش ہے ۔ اب چونکہ کتابوں کے نرخ بہت بڑھ گئے ہیں ۔ کتابوں کی خرید کے لیے گرانٹ ”کم از کم“ کافی نہیں ۔

جناب گورنر ۔ بس جناب ۔

سیٹھ محمد عبیدالرحمان ۔ جی ہاں ۔

ہم نے بڑی کاوش سے وہاں عجائب گھر بھی بنوایا ہے ۔ کیونکہ بہاولپور کا خطہ جو ہے ، اولڈ ہاکڑہ سولائزیشن جسے کہا جاتا ہے ۔ وہ اسی جگہ پر واقعہ ہے ۔ وہاں پر بڑے عجیب و غریب نوادرات حاصل ہو سکتے ہیں ۔ اگر وہاں متعلقہ محکمہ کھدائی کروائے ۔ ڈاکٹر وہل صاحب نے تحقیق کی ہے ۔ کہ یہ ہڑپہ اور موہنجوداڑو سے پہلے کی تہذیب ہے ۔ یہاں پر وہ چیزیں ملی ہیں ، جو ہمیں اب تک نہیں ملیں ۔ ہمارے پاس عجائب گھر تو ہے ۔

لیکن ایک تو اس کی عمارت ایسے ڈیزائن کی گئی ہے کہ اس کے اندر جا کر دم گھٹتا ہے - دوسری بات یہ ہے کہ اس کی بلڈنگ غیر مکتفی ہے - تیسرا یہ ہے کہ کم از کم یا کڑہ سولائزیشن کے لئے جو نوادرات جہاں جہاں ہیں، مثلاً لاہور میں بھی ہیں، وہ ایک جگہ اکٹھی کر دی جائیں تاکہ وہاں جو سکالر آئیں، ان کو دیکھ لیں اور انہیں تکلیف نہ ہو - اور ساتھ ہی اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ مقامی افسران کا کوئی دخل نہیں - کچھ پتا نہیں، وہاں کیا ہو رہا ہے - یہ ڈی سنٹرالائزیشن کرنے کی ضرورت ہے - اس کے اہتمام میں ہمارے کمشنر صاحب کو اور لوکل بلدیہ کے بیس آدمیوں کو اگر لگایا جائے تو بہت سے مفید کام ہو سکتے ہیں -

جناب گورنر - اب تو 9 منٹ ہو گئے ہیں -

سیٹھ محمد عبید الرحمان - اچھا جناب -

ڈی - ایم - ایل - اے صاحب نے میری گذارش پر توجہ فرمائی تھی بہاولپور کی بلدیہ کی جائیداد کی تلفی کے متعلق تفصیلی رپورٹ دفتر میں آئی ہوئی ہے اس کے متعلق بھی توجہ فرمائیں -

بیگم نصرت مقبول الہی (لیڈی کونسلر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد) - جناب چیئرمین صاحب چونکہ میں خواتین کی نمائندگی بھی کرتی ہوں اس لئے دو چار مسائل آپ کے سامنے پیش کروں گی - سب سے پہلا مسئلہ جو میرے پاس پہنچا ہے اور اس میں کافی بہنوں کی گذارش ہے اس کو میں آپ تک پہنچاؤں گی - زکواۃ فنڈ کی کٹوتی ہے اس میں کچھ ہماری ایسی بہنیں ہیں جو بیوہ ہیں اور ان کے ڈیپازٹس بنک میں ہیں وہ ہر ماہ اس میں سے نکلوا کر خرچ کرتی ہیں آیا آپ اس چیز کے متعلق عمل کرا سکتے ہیں کہ جو بیوہ عورتیں ہیں اور ان کا گذارہ ان ڈیپازٹس پر ہے ان سے زکواۃ فنڈ نہ کاٹیں -

دوسرا مسئلہ جو ابھی پیش کیا گیا ہے جو نئے پراپرٹی ٹیکس کے متعلق

ہے - ہر ایک پر پراپرٹی ٹیکس لگایا جا رہا ہے وہ عورتیں جو بیوہ ہیں اور ان کا سہارا ایک دوکان ہے یا مکان ہے - اگر اس پر آپ نے ٹیکس لگا دیا تو آپ ہی بتائیں ان کا ذریعہ آمدن محدود ہو کر نہ رہ جائے گا - اس طرف بھی توجہ فرمائیں -

تیسری گذارش بلدیات سے ہے - بلدیات کے قانون میں جو اکثر و بیشتر ترامیم ہوتی رہتی ہیں وہ کونسلروں کو بروقت نہیں ملتیں - ایک ایک ماہ گذرنے کے بعد وہ ترامیم ملتی ہیں -

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی (میئر میونسپل کارپوریشن ، ملتان) - اس میں رولز بڑے واضح ہیں اس کے مطابق ہی ہوتا ہے -

بیگم نصرت مقبول الٰہی (خاتون ممبر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد) - آپ کے خیال کے مطابق واضح ہوں گے - ہمارے خیال میں واضح نہیں ہیں - جن ترامیم کے نوٹس جاری ہوتے ہیں وہ اکثر ہاؤس میں نہیں پہنچائے جاتے - براہ مہربانی آپ ہدایت جاری فرمائیں جو بھی حکومت کی طرف سے چھٹی جاری ہو یا کوئی قانون جاری ہو اس کی اطلاع ہاؤس میں دی جائے - اگر وہ کونسلرز کے حقوق سے متعلق ہے تو اس کے گھر کے پتے پر بھیجی جائے - اس میں کوئی اعتراض نہ ہونا چاہئیے - بلدیات کا ایک مسئلہ سب کو درپیش ہے لیکن ہم نے محسوس کیا ہے وہ ہم ضرور پیش کریں گے کہ ٹھیکیداروں کو جو کام سونپ دیا جاتا ہے تو اس کی گاہے بگاہے ادائیگی کی جاتی ہے - اگر اس نے ریت پھینکی ہے تو اس کی ادائیگی کر دی گئی وہ دو مہینے ریت پڑی رہی - تیسرے مہینے بجری پھینک دی اور اس کی ادائیگی ہو گئی اس سے بڑی تکلیف ہوتی ہے اس کا سدباب ہونا چاہئیے - جب تک ٹھیکیدار کام پورا ختم نہ کر لے اس وقت تک اس کو ادائیگی نہ کی جائے - جن کارپوریشنوں ، کونسلوں اور کمیٹیوں کے لئے ابھی تک ترقیاتی پروگرام کی منظوری نہیں دی گئی ، حالانکہ دو مہینے گذرنے کو ہیں - اس کے متعلق بھی ہدایت جاری فرمائیں کہ ترقیاتی پروگرام کی منظوری جلدی ہونی چاہئیے -

تھوڑی سی گذارش محکمہ تعلیم کے متعلق ہے انھوں نے فرمایا تھا کہ پولی ٹیکنیک سکول ہر ضلع میں نہیں کھولے جا سکتے ۔ میری گذارش ہے کہ جس طرح دوسرے ممالک میں ہے کہ لوگوں نے اپنے پرائیویٹ گیراجز بنائے ہوئے ہیں ، ورکشاپیں بنائی ہوئی ہیں ۔ وہاں لوگ اپنے بچوں کو ٹریننگ کے لئے بھیجتے ہیں تو اس طرح ہم بھی پاکستان میں کیوں نہیں کر سکتے ۔ ویسے بھی ہمارے بچے جب کسی گیراج یا ورکشاپ میں جاتے ہیں پانچ چھ سال تک اس بچے کو آٹھ آنے روزانہ دیتے ہیں اور اس سے سخت سے سخت کام لیتے ہیں اور کہہ چھوڑتے ہیں کہ ابھی تک ٹریننگ پوری نہیں ہوئی ۔ اس طرف بھی ہمیں کوئی قدم اٹھانا چاہئیے ۔ اگر حکومت تھوڑی سی توجہ ان ورکشاپوں کی طرف دے تو ہم بچوں کو تھوڑی تھوڑی سی ٹریننگ دلوا سکتے ہیں ۔ لیکن اس میں باہمی امداد کی ضرورت ہے ۔

ایک اور بات میرے بھائی اس کو محسوس کریں گے چونکہ یہ بات میرے علم میں آئی ہے میں ضرور اس ہاؤس میں عرض کروں گی ۔ ہم لوگ دیہات میں تعلیم دینے پر بہت بحث کرتے ہیں ۔ کوشش بھی کرتے ہیں کیا میں اپنے دیہاتی بھائیوں سے پوچھ سکتی ہوں کہ وہ لوگ اس کے متحمل بھی ہیں ۔ گزارش کروں گی کہ وہ ماشا اللہ کھاتے پیتے گھرانے کے زمیندار ہیں وہ اپنے گاؤں میں ایک سکول کو نہیں چلا سکتے ۔ ایک استانی کی تنخواہ نہیں دے سکتے ، بلڈنگ مہیا نہیں کر سکتے ۔ جہاں تک مجھے معلوم ہوا میں پھر معذرت سے کہتی ہوں کہ میرے زمیندار بھائی خود اس چیز کو پسند نہیں کرتے کہ ان کے گاؤں میں تعلیم کا سلسلہ شروع ہو ۔ اگر ہم لوگوں نے تعلیم کا معیار بلند کرنا ہے اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے صحیح تعلیم حاصل کریں ۔ تو براہ مہربانی سٹوڈنٹس یونینز فوری طور پر بند فرما دی جائیں ۔ ان سٹوڈنٹس یونینز نے تمام نظم و نسق کو خراب کر رکھا ہے ۔

میں نے پچھلے اجلاس میں بھی آپ سے گزارش کی تھی ۔ کہ فیصل آباد کو خوبصورت سے خوبصورت تر بنانے کا جو منصوبہ ہے وہ ضرور رکھئیے

لیکن سب سے پہلے ہمارے پرانے سیوریج سسٹم کو ٹھیک کریں ۔ کیونکہ پچھلی بارش نے ہمارا بہت برا حال کیا ہے وہ ہم بھی جانتے ہیں ہمارا سیوریج سسٹم خراب ہے چونکہ وہ پرانا ہے اور ناکافی ہے اس لئے جو پانی کا اخراج ہے وہ سکولوں کی گراؤنڈوں میں یا جو کھلی جگہیں ہیں ان میں ڈال دیا جاتا ہے اب چونکہ سکول کھلنے والے ہیں ۔ وہاں تالاب بنے ہوئے ہیں آپ وہاں سے مچھلی بھی پکڑ سکتے ہیں ۔

ایک بات اور عرض کروں گی اس هاؤس میں زیادہ نمائندگی چیئرمین خواتین کی ہے ہم کونسلر چند ایک ہیں اس لئے براہ مہربانی جو سبجیکٹ کمیٹی سفارش کرتی ہے وہ اس چیز کو مدنظر رکھے کہ کونسلر کے حقوق کو پامال نہ کیا جائے ۔ اگر چیئرمین یا وائس چیئرمین کو اپنے اختیارات وقتاً فوقتاً ضرورت کے تحت دینے ہوں تو هاؤس کو اس ضمن میں کوئی اختیار نہیں ہے ۔ میں نے سبجیکیٹ کمیٹی میں بھی آپ سے کہا تھا کہ ملک میں ہمیں برائیوں کی مذمت کرنی چاہئے لیکن ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ اس پر کوئی عمل نہیں ہوتا براہ مہربانی ان پر عمل کیا جائے ۔

چودھری جلال الدین (وائس چیئرمین ضلع کونسل مظفر گڑھ) جناب چیئرمین ۔ وزراء صاحبان و معزز اراکین کونسل پنجاب ۔ ۔ ۔ ۔

جناب گورنر ۔ ٹائم ویسے آپ کا اپنا ہے ۔ اگر ساری رات بیٹھنا ہے تو تقریریں کرتے رہیں ۔ اب بہت سارے پوائنٹ تو ہو گئے ہیں ۔ کوشش کریں کہ ایک ایک دو دو اور آدھے آدھے منٹ میں قصہ ختم کریں ۔

چودھری جلال الدین (مظفر گڑھ) ۔ جناب والا ۔ میرے تو چند ایک پوائنٹ ہیں جو مختصراً عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب گورنر ۔ میں آپ کو نہیں کہہ رہا بلکہ سارے هاؤس کو کہہ رہا ہوں ۔

چودھری جلال الدین (مظفر گڑھ) ۔ جناب والا ۔ میرا آج کا موضوع ہے

"جیل مینول میں تبدیلی" یہ مینول اس وقت ترتیب دیا گیا جب انگریز حاکم تھا اور ہم محکوم تھے ۔ حاکم جب بھی محکوم کے لئے قاعدے کلیے مرتب کرتا ہے تو وہ محکوم کے بنیادی حقوق کا کبھی خیال نہیں رکھتا ۔ میں اس بارے میں جیل مینول کی برائی کی معمولی سی جھلک پیش کرتا ہوں ۔ جو حوالاتی ملزم بیرکوں میں بند ہوتے ہیں وہ رات کو جو پیشاب کرتے ہیں اور جس نلکے سے وہ نہاتے ہیں وہ پانی اکٹھا ایک ہی گڑھے میں جاتا ہے ۔ تو صبح ہوتے ہی جیل کے ملازم آ جاتے ہیں ۔ ان سے لوٹا اٹھواتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کی پوجا کرو ۔ اگر کوئی خود دار حوالاتی ایسا کرنے سے انکار کرے تو اس کی ڈنڈوں سے مرمت کرتے ہیں ۔ 34 سال کا عرصہ گزر چکا ہے جب سے انسانوں کے ساتھ جیلوں میں حیوانوں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا ہے ۔ اس عمل سے بنیادی حقوق سلب ہو رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ میری آپ سے اور ایوان سے درخواست ہے کہ اس پرانے جیل مینول میں ترمیم کی کی غرض سے ایک کمیٹی بنائی جائے جس سے کہ اچھے شہریوں کے حقوق سلب نہ ہونے پائیں ۔ تو جیل میں یہ بھی ہوتا ہے ۔

(اس کے بعد معزز ممبر نے پنجابی میں تقریر کرنی شروع کی)

کسے نیں کسے کولوں پچھیا ، بے شرم ہو گیا ایں ۔ اس نے آکھیا ایویں ہوندا ہوندا ای ہو گیا ہاں ۔ بعض لوگ اوتھے جا کے عادی مجرم بن جاندے نیں ۔ ایس لئی کہ اوہناں کولوں اوتھے کتنے گندے کم کروائے جاندے نیں ۔ ایس توں بعد چھوٹی جئی اک ہور درخواست اے کہ جیل وچ اگر دکاناں دا اجرا کر دتا جاوے تاکہ بندہ اوتھوں دی یا ہور کوئی شے تھوڑی بہت لے کے کھالوے تے مرچ کی اے ۔ اس طرح کرپشن بند ہو جاوے گی اوہ جیہڑی کوئی شے باہروں منگواندے نیں اوہدے انہاں نوں چونے یا چھوٹے پیسے دینے پیندے نیں ۔ ایہہ ٹھیک اے کہ اوہ چیزاں اندر منگوا دیندے نیں ۔ پر چھوٹی چھوٹی دکاناں کھل جان تاں بہتر ہووے گا تاں جے اوتھوں وی شیواں مل جان کسے نوں لون ، تیل تے تمباکو مل جاوے ۔ کوئی اچار وغیرہ مل جاوے ۔ جناب ! میرا ایہہ پوائنٹ ختم ہو گیا اے ۔ تے ہن میں ایس پاسے

آونلاں ہاں ۔ محترمہ بیگم صاحبہ نے جیہڑی ساہنوں ہدایت فرمائی کہ ساڈی قوم دا شیرازہ بکھر گیا اے ۔ میں اج تو پچھے چلا جاناں واں جس ویلے نواب افتخار حسین ممدوٹ صاحب وزیر اعظم پنجاب سن ۔ اوہناں تو بعد میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ وزیر اعلیٰ بنے ۔ کیونکہ پہلے وزیر اعظم آکھیا جاندا سی تے بعد وچ وزیر اعلیٰ آکھیا جاندا سی ۔ محترمہ بیگم صاحبہ اوس وقت اقتدار وچ شامل سن ۔ مینوں اک واقعہ یاد آ گیا اے ۔ جناب والا ۔ جس ویلے زمیندار اخبار چلدا سی تے حاجی لق لق اوس دے ادارئیے لکھدے سن ۔ انہاں نیں اک واری ایہہ گل لکھی سی کہ کابینہ دے ممبراں نیں میاں ممتاز دولتانہ نیں وی دستخط کر دتے نیں ۔ نواب ممدوٹ نے وی دستخط کر دتے نیں ایہہ ایسے ایوان دی گل اے ۔ میں بیگم صاحبہ تے تنقید نہیں کردا ۔ میں صرف ایہہ آکھناں چاہناں کہ جدوں انہاں دسیا کہ قوم دا شیرازہ بکھر رہیا سی تے تھوڑا اجیہا عرصہ ہویا سی حضرت قائد اعظم رحمتہ اللہ علیہ نوں فوت ہویاں ۔ اوس ویلے کسے نہ آکھیا کہ قوم دا شیرازہ بکھر دا پیا اے ۔ کاش اوس ویلے وی کوئی ایہہ گل آکھدا تے انہاں نوں سمجھاندا تے ایہہ جیہڑے بد ترین دن قوم نوں ویکھنے نصیب ہوئے نیں ایہہ نہ ویکھنے پوندے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

جناب گورنر ۔ جی ہاں ۔ چودھری نثار احمد ۔

چودھری نثار احمد خان (چیئرمین ضلع کونسل شیخوپورہ) جناب گورنر پنجاب :-

بنا کے فقیروں کا ہم بھیس غالب
تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں

جناب والا ۔ اس معزز ایوان میں میرے فاضل دوستوں نے ایک دوسرے پر بہت سی شکائتیں کیں ۔ بہت سا ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالا ۔ ایک دوسرے پر بہت سے گلے شکوے بھی کئے ۔ مگر میں نہ کوئی شکایت کرنا چاہتا ہوں اور نہ ہی کسی پر کیچڑ اچھالنا چاہتا ہوں بلکہ میں صرف مقامی

مسائل کے متعلق عرض کروں گا ۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ انفرادی طور پر کوئی بھی مسئلہ ہو ۔ مشکلات ہوں تو بقول غالب ''مشکلیں اتنی پڑیں کہ کہ آساں ہو گئیں،، ۔ یہ خود بخود آسان ہو جاتی ہیں ۔ ایوان میں انفرادی طور پر شکایات بتانے سے مسئلہ حل نہیں ہوتا ۔ میں بنیادی طور پر ایک کاشتکار ہوں ۔ میں اپنے کاشتکار بھائیوں کے مسائل آپ کے گوش گزار کروں گا ۔ جناب والا کچھ دن پہلے میں نے سنا ہے کہ زرعی کمیٹی کی میٹنگ ہوئی ہے ۔ جس میں دو لاکھ ایکڑ رائس ایریا پر ایریل سپرے کرنے کا فیصلہ ہوا ہے ۔ تو میں صرف یہ انفارمیشن چاہوں گا کہ آیا یہ سچ ہے کہ دو لاکھ ایکڑ پر ایریل سپرے ہو رہا ہے ؟ اگر ہو رہا ہے تو کب سے ہو رہا ہے ۔ تو جس طرح ہم اپنے ملک کو خوراک کے معاملہ میں خود کفیل بنانے کی جد و جہد کر رہے ہیں اور کسی حد تک اس میں کامیاب بھی ہوئے ہیں ۔ اس کے لئے ہم نے فی ایکڑ پیداوار جس حد تک بڑہائی ہے وہ ایک امید افزا ٹارگٹ ہے ۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ افزائش حیوانات کے سلسلے میں ہماری زیادہ تر زمین چارے کے لئے بھی زیر کاشت ہوتی ہے ۔ مگر وہ چارہ جو اس وقت ہم کاشت کرتے ہیں وہ اتنا مفید اور اقتصادی طور پر اتنی افادیت کا حامل نہیں ہے ۔ اس لئے چارے کے لئے زیادہ زمین زیر کاشت کرنی پڑتی ہے مثال کے طور پر ایک نیا چارہ ہے جس کی دو تین اقسام introduce ہوئی ہیں ۔ میں محکمہ زراعت سے گزارش کروں گا کہ وہ ان چاروں کو صوبے میں بتدریج متعارف کرائے ۔ ان کا وافر مقدار میں بیج پیدا کرے کیونکہ اس میں پروٹین بھی زیادہ ہے اور اس سے دودھ کی مقدار بھی بڑھے گی اور دودھ کی کمی بھی دور ہو جائے گی ۔ اس کے ساتھ ساتھ گوشت کی کمی بھی دور ہو جائے گی

وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ۔ (میاں صلاح الدین) چارے کا نام کیا ہے ؟

چودھری نثار احمد خاں ۔ جناب والا ۔ اس کا نام ہے **Alflafa** اور دوسرے چارے کو سدا بہار بولتے ہیں ۔ محکمہ زراعت والے اس کو ملٹی پلائی

کر رہے ہیں ۔ لہذا اس کی وسیع پیمانے پر مٹی بھرائی کی جائے تاکہ کسان کاشتکار اس سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں ۔

جناب والا ۔ اب میں اپنا وہ مسئلہ پیش کروں گا جو کہ صوبہ پنجاب پر محیط ہے ۔ وہ ہے نہری نظام ۔ اس سال بروقت بارش نہ ہونے کے باوجود چاول کی فصل ماشاء اللہ کافی اچھی نظر آ رہی ہے ۔ نہروں کی حالت اس وقت اتنی ابتر ہے کہ پانی ٹیلوں پر ہرگز نہیں پہنچتا ہے ۔ محکمہ نہر والوں کے ساتھ ہم نے بڑی میٹنگیں کیں ۔ بہر حال انہوں نے اس دفعہ اپنی ذاتی کوششوں سے نہروں کے اوپر بیٹھ کر اپنے عملے کی نگرانی کرتے ٹیلوں پر پانی پہنچانے کی کوشش کی ہے ۔ میں ان کے اس کام کو قابل تحسین قرار دیتا ہوں کہ انہوں نے اپنی کوششوں سے اچھا کیا ہے اور بعض پانی ملا ہے مگر یہ اپنی مجبوری یہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس فنڈز نہیں ہیں کہ ہم نہروں کی مرمت کر سکیں ۔

جناب والا میں یہ گذارش کروں گا کہ اگلے سال اگر ان نہروں کی مرمت نہ کی گئی تو ہو سکتا ہے کہ کسی وقت خشک سالی ہوتی اور بارش نہ ہوئی تو ہماری چاول کی فصل کو نقصان پہنچ سکتا ہے ۔

آخر میں تھوڑا سا عرض کروں گا کہ ہمارے میاں صاحب بار بار شعر پڑھتے تھے تو مجھے خیال آیا کہ میں بھی ان کے لیے ایک شعر پڑھ دوں ۔ جناب والا علامہ اقبال رح کا کلام ہمارے لیے ایک سرمایہ حیات ہے ۔ ان کا ہر شعر ہمارے لیے سب سے بڑا سرمایہ ہے ۔ ان کا ہر شعر کسی نہ کسی واقعہ کی ترجمانی کرتا ہے اور اس میں تاریخ کا ایک حصہ چھپا ہوا ہے ۔ مگر یہ ایک شعر ایسا ہے جو کہ انہوں نے کتاب کے پہلے صفحہ پر لکھا ہوا ہے انہوں نے اس کو کسی کی طرف منسوب نہیں کیا ہے ۔ میرے خیال میں انہوں نے میاں صاحب کے لیے یہ شعر لکھا ہے :-

موتی سمجھ کے شان کریمی نے چن لیے
قطرے جو تھے میرے عرق انفعال کے

جناب ہارون الرشید تھہیم (چیف آرگنائزر ، انجمن کاشتکاران پنجاب ، حافظ آباد ، ضلع گوجرانوالہ) ۔ جناب والا ۔ سب سے پہلے تو میں گذارش کروں گا کہ میں کاشتکاروں کا نمائندہ ہوں مجھے یہ گذارش کرنی تھی کہ آج یہاں سابق گورنر جناب مشتاق احمد گرمانی کے متعلق بات ہوئی کہ وہ بہاولپور کا الحاق ہندوستان کے ساتھ کروانا چاہتے تھے ۔ جناب والا وہ ایک پکے مسلمان تھے وہ ھمیشہ پاکستان کے محب وطن رہے ۔ یہ جو الفاظ وزیر زراعت صاحب نے کہے ۔ یہ الفاظ حذف کر دیئے جائیں ۔

وزیر زراعت (بریگیڈیر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خان) ۔ یہ درست ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو defend کرنے کے لیے موجود نہ ہو اور نہ اس کو کوئی موقع ہو تو اس کا ذکر نہ ہونا چاہیئے ۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ 1958ء میں اس وقت کے وزیر اعظم کے خلاف Defamation case چلا تھا ۔ اس کیس میں ایک اخبار کے ایڈیٹر جو کہ اب بھی ایڈیٹر ہیں ۔ وہ اور اس وقت کے وزیر اعظم اس کیس میں ملوث تھے ۔ اور لاہور ہائی کورٹ نے ان کو defamation case میں سزا دی تھی ۔ اور وہ یہی case تھا ۔ کہ اس وقت بہاولپور کا الحاق جناب گورمانی ہندوستان سے کروانا چاہتے تھے اور ہائی کورٹ نے رولنگ دی تھی کہ یہ forgery ہے یہ غلط ہے ۔ یہ چیز ریکارڈ میں موجود ہے اس لئے میں ہائی کورٹ کے contents کی بات کر رہا ہوں ۔ یہ شاید اسی ایوان کی tradition میں شامل ہو کہ جو الفاظ پارلیمنٹ میں کہے جائیں وہ مستوجب سزا نہیں ہوتے ۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ایک factual position ہے ۔ کہ 1958ء میں ایک کیس ہوا ۔ وہ defamation case بروہی صاحب نے لڑا ۔ جناب خورشید صاحب ان کے نائب تھے ۔ ہائی کورٹ نے رولنگ دی ۔ جسٹس شبیر احمد کا فیصلہ موجود ہے ۔ آپ اسے دیکھ لیں ۔ اس میں کوئی مبالغہ کی بات نہیں ہے ۔

جناب ہارون الرشید تھہیم ۔ اس کے علاوہ جناب والا ۔ دوسری بات یہ کہ آج کل نظام اسلام کا نعرہ لگایا جاتا ھے ۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ

سکولوں میں پرائمری سے لے کر میٹرک تک قرآن مجید کی تعلیم لازمی قرار دی جائے اور اس وقت تک اسے میٹرک کی سند نہ دی جائے جب تک وہ قرآن کو پڑھنا نہ سیکھ لے اس لئے قرآن کی تعلیم کو لازمی قرار دیا جائے۔

جناب گورنر - وہ تو پہلے ہی ہو چکا ہے - اصل میں آپ سکول نہیں گئے ہیں - اس لئے آپ کے علم میں نہیں ہے - (قہقہہ)

جناب ہارون الرشید لھیم - جناب والا - اس عمر میں لوگ کم ہی جایا کرتے ہیں ، بہر حال بچوں سے پوچھتے ہیں - ابھی تک اس پر عمل درآمد نہیں ہوا - تو میں یہ کہوں گا کہ یہ میٹرک تک قرآن کی تعلیم لازمی کر دیں اور ان کو سند نہ دی جائے جب تک وہ قرآن نہ سیکھ لے -

دوسری گزارش میری یہ ہے کہ ہمارے گوجرانوالہ میں تین چار ماہ سے کوئی ڈی - آئی - جی تعینات نہیں ہے - یہ بڑی مشہور رینج ہے - گوجرانوالہ کے حالات آپ کو پتا ہے بڑے خراب ہیں - ہم دو تین مرتبہ آپ کے پاس آئے ہیں - اور ہم لے وفد کی صورت میں پیش ہو کر آپ کو بتایا کہ گوجرانوالہ کے حالات بہت خراب ہیں مہربانی کر کے کوئی ڈی - آئی جی - آپ ہمیں دیں - تو جناب نے فرمایا تھا کہ میں اب آپ کو ایک ایسا آفیسر دے رہا ہوں جو کہ سب سے زیادہ دیانت دار اور کنٹرول کرنے والا ہے - واقعی جناب آپ کا تجربہ کامیاب رہا - جب وہ آفیسر گوجرانوالہ میں آیا ، وہاں پر ڈاکو اور چور ضلع چھوڑ کر بھاگ گئے - corrupt افسران راتوں رات پیسے دے کر تبادلہ کرا کر چلے گئے -

جناب گورنر - آپ کوئی اور سبجیکٹ کیوں نہیں لیتے - آپ کی ڈیمانڈ تھی کہ ہمیں ایک ڈی - آئی - جی دیں - وہ آپ کو مل گیا - آپ اگلے پوائنٹ پر آئیں -

جناب ہارون الرشید لھیم - اس کے بعد جناب والا - چوتھی گزارش یہ ہے کہ دریا کے کٹاؤ کی وجہ سے جو علاقے دریا برد ہو جاتے ہیں - وہاں

سے جو لوگ مسکین بن کر نکل جاتے ہیں ۔ ان نقل مکانی کرنے والوں کو ساڑھے بارہ ایکڑ اراضی کی الاٹمنٹ میں شامل کیا جائے ۔ وہ غریب ہوتے ہیں اور بے گھر ہو کر دوسرے ضلعوں میں چلے جاتے ہیں ۔

جناب والا ۔ ہم آپ کے مشکور ہیں ، آپ کے وزراء کے مشکور ہیں ۔ پہلے ہم یہ سمجھتے تھے کہ یہ ہمارے ساتھ پتا نہیں کیا سلوک کریں گے لیکن یہ ہماری خوش قسمتی ہے اور ان کی نیک بختی ہے کہ ہماری باتیں انہوں نے نہایت توجہ سے سنیں اور باہر جب ہم سے ملتے ہیں جو معمر ہیں ان سے ایسے پیش آتے ہیں جیسے آپ ہمارے ساتھ پیش آتے ہیں ۔ لہذا ان کا شکریہ بھی ادا کرنا ضروری تھا ۔ شکریہ ۔

ملک امان اللہ (چیئرمین ضلع کونسل میانوالی) ۔ جناب والا ان واردات سلیم کا جو اس وقت میرے قلب و نظر میں پیدا ہو رہی ہیں اظہار کرنا چاہوں تو یہ ناممکن ہے میں اتنا کہہ دینا کافی سمجھتا ہوں کہ :-

الفاظ کی پیچوں میں الجھتے نہیں دانا
غواص کو مطلب ہے صدف سے

جناب والا جیسا کہ بیگم سلمہ تصدق حسین صاحبہ نے فرمایا کہ پاکستان کو بنے 34 سال ہو گئے ہیں ، پاکستان کی وجہ سے قوم کو اور ہمیں اتنا کچھ ملا کہ ہم اور ہماری قوم امیر ہو گئی لیکن ہماری گورنمنٹ ابھی تک غریب ہے ۔ آپ موازنہ کر کے دیکھ لیں وہاں قوم غریب ہے مگر وہاں کی گورنمنٹ امیر ہے ۔ جناب والا اگر پاکستان نہ بنتا تو یہ چیئرمین حضرات جو اس وقت اس ایوان کی زینت بنے ہوئے ہیں وہ ان عہدوں پر کبھی نہ آتے ۔ اس کے علاوہ ہم کوٹھیاں تو لاکھوں کی بنا لیتے ہیں لیکن جب گلی کا مسئلہ آتا ہے ، ایک نالی کا مسئلہ آتا ہے تو لاکھوں روپے خرچ کرنے کے باوجود دس ہزار روپے کے لئے ہم حکومت کی طرف دیکھتے ہیں ،

کوڑا کرکٹ کا مسئلہ آتا ہے تو اپنے دروازے کے سامنے کوڑا کرکٹ ڈال دیتے ہیں۔ ہم یہ نہیں ہوتا کہ یہ کوڑا کرکٹ گلی کے کونے میں جا کر پھینک دیں۔ جناب والا مجھے معلوم ہے کہ ہمارا کام قانون بنانا نہیں بلکہ ہم اپنے اپنے علاقہ کی نمائندگی کرنے کے لیے آئے ہیں۔ صدر محترم نے ایک بلدیاتی نظام قائم کیا ہے جو کافی عرصہ سے ختم ہو گیا تھا اس کو دوبارہ شروع کیا ہے تو اس سے نچلی سطح پر عوام کی نمائندگی کے لیے ہمیں منتخب کر کے بھیجا گیا۔ اس سلسلہ میں میری دیانتدارانہ رائے ہے کہ صدر ایوب مرحوم کے دور میں اقتصادی طور پر ترقی ضرور ہوئی لیکن درمیان کا عرصہ اخلاقی لحاظ سے، کردار کے لحاظ سے، ترقی کے لحاظ سے انحطاط پذیر رہا اور موجودہ حکومت کو یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ انہوں نے دیہات کی 80 فیصد آبادی کے لیے بہت کچھ کیا ہے جو پچھلی حکومت سے نہیں ہو سکا۔ اس حکومت نے زراعت کی طرف خصوصی توجہ دی۔ ایوب خان کے دور میں صنعت کی ترقی ہوئی لیکن زراعت کے معاملہ میں کوئی ترقی نہ ہوئی جس سے 80 فیصد آبادی وابستہ تھی۔ زراعت کی ترقی میں موجودہ حکومت کو یہ کریڈٹ جاتا ہے جس کی وجہ سے آج ہم غلے کے معاملہ میں خود کفیل ہیں اور یہ کریڈٹ وزیر خوراک نے خوشخبری دے کر خود لینا چاہا۔

جناب والا وائس چیئرمین صاحب کا وقت بھی میرے پاس ہے۔۔۔۔

جناب گورنر۔ دیکھیں نہ نماز کا وقت آپ کے پاس ہے اور نہ ہی جائے گا۔

ملک امان اللہ۔ جناب والا میں مختصراً ایک منٹ جناب کا لوں گا۔ اب میں مسائل اور وسائل کی طرف ہوں۔ جناب والا مسائل بہت زیادہ ہیں جب کہ وسائل اتنے نہیں ہیں تو میں اپنے ضلع کی طرف سے ان کی مختصراً نشاندہی کروں گا۔ تھل کینال میں اس کی استطاعت کے مطابق پانی نہیں چلایا جاتا۔ پورے پنجاب میں کہیں وارا بندی نہیں لیکن ایک ہمارے ضلع میانوالی میں 8 دن اور 15 دن کی وارا بندی ہوتی ہے۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ وارا بندی کے سسٹم کو ختم کیا جائے۔

اس کے علاوہ میں وزیر تعلیم کی خدمت میں کچھ عرض کروں گا کیونکہ تعلیم ہماری ضرورت ہے اور یہ تعلیمی نظام جو بدیشی دور سے چلا آ رہا ہے اس نے مسلمانوں کو گھسیارہ بنا دیا تھا ۔ ہم سے ہندو ایک سال آگے تھے لیکن اس کے باوجود پاکستان بنے کافی عرصہ گزر چکا ہے ۔ یہ ہمارا نظام الٹکل پچو سے چل رہا ہے اور ایشیا میں سب سے کم تعلیم کی شرح پاکستان میں ہے ۔ سرسید کا ملت پر احسان تھا اور آج ہم اضطراب میں ہیں ، بے چینی میں ہیں ، جیسا کہ ہر براعظم میں ہوتا ہے ان پر بھی کفر کا فتوی لگایا گیا ۔ ایک طرف تو ایک فرقہ ہے جو حضرت علی رض کو معاذ اللہ خدا کہتے ہیں ۔ دوسری طرف خوارج کا سلسلہ شروع ہو گیا تو یہ ہردور میں ہر بڑے آدمی کے ساتھ ہوتا چلا آیا ہے ۔ ایک طرف تعریف کرنے والا طبقہ ہوتا ہے اور دوسری طرف اس پر تنقید کرنے والا طبقہ ہوتا ہے ۔ تو ان باتوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے جناب نے جو دیہات کی طرف خصوصی توجہ فرمائی ہے ۔ میں اس کا مشکور ہوں ۔ میرے خیال میں میرے علاقہ میں پچھلے 34 سال میں نہ تو کوئی ہائی سکول بنا تھا اور نہ ہی کوئی پرائمری سکول اپ گریڈ ہوا تھا اور نہ ھی کوئی پرائمری ہیلتھ سنٹر بنا تھا ، نہ ہی کوئی بیسک سنٹر بنے تھے اور نہ ہی 34 سال میں کوئی سڑک بنی تھی اور یہ سب کچھ کریڈٹ موجودہ حکومت کو جاتا ہے ۔ بجلی کی جناب والا سخت ضرورت ہے ۔ میرے ضلع میں زیر زمین پانی میٹھا ہے اور وہاں بجلی کا ریٹ صوبہ سرحد کی طرح برابر کر دیا جائے ۔ ان الفاظ کے ساتھ جناب والا میں آپ کا شکر گزار ہوں ۔

جناب گورنر ۔ شکریہ ۔

(اب نماز کے لیے وقفہ کرتے ہیں اور ہم 5-20 پر واپس آ جائیں گے ۔)

(20—5 پر اجلاس کی کارروائی دوبارہ زیر صدارت جناب گورنر شروع ہوئی ۔

عام بحث (جاری)

جناب گورنر ۔ جنرل بحث کا وقت ختم ہو چکا ہے میرا خیال ہے ایک گھنٹہ جنرل بحث کے لئے اور بڑھا دیتے ہیں کتنے آدمی ہو گئے ہیں ۔

سیکرٹری پنجاب کونسل (غلام محمد درانی) تقریباً 50 ہو گئے ہیں ۔

جناب گورنر 50 آدمی ۔ آپ نے لسٹ نہیں رکھی ہوئی ۔ اچھا خیر میری عرض یہ ہے کہ ہر معزز ممبر ڈیڑھ دو منٹ میں اپنا اپنا موقف مختصر الفاظ میں پیش کریں ۔ کافی آدمی رہ گئے ہیں ۔ اس لئے مختصر کریں ۔

چوہدری محمد اقبال ڈار (چیرمین میونسپل کمیٹی شیخوپورہ) صاحب صدر اور معزز خواتین ۔ اسلام علیکم ۔ تین چار روز سے میرا گلا خراب ہے اس لئے میں کچھ تیاری نہیں کر سکا ۔ بہر حال ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں کچھ عرض کروں گا ۔ جناب والا ہماری بلدیہ کا کوئی مسئلہ نہیں ہے بلکہ ہمارے وسائل ہمارے مسائل سے کہیں زیادہ ہیں ۔ ہمیں صرف ایک شکوہ صاحب صدر سے ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ شیخوپورہ کی بدقسمتی ہے کہ گورنر صاحب ہمارے ضلع میں تشریف نہیں لائے ۔ آپ نے کئی دفعہ فرمایا کہ میں آؤں گا لیکن آپ نہیں آئے ۔

جناب گورنر ۔ میں کہیں جاؤں یا نہ جاؤں آخر میں نے وہیں آنا ہے ۔

چوہدری محمد اقبال ڈار ۔ میری آپ سے یہی گزارش ہے کہ آپ وہاں تشریف لائیں ہمیں خوشی ہو گی اس لئے کہ آپ کو معلوم ہو سکے کہ ترقیاتی کاموں میں ہم نے کس قدر دلچسپی لی ہے ۔ وہاں کے وکلا کے چیمبرز جو آپ نے بنوائے ہیں وہ کسقدر اچھی حالت میں ہیں اور ہم نے آپ کے کاموں کی دیکھ بھال کس خبصورتی سے کی ہے اور ہم آپ کی یادگاروں کو

کس قدر اچھے طریقے سے رکھے ہوئے ہیں - میری بڑی پرانی گزارش ہے کہ یہ ایک مسلمانوں کا ملک ہے اور پاکستان اس کا نام ہے لیکن کسی دور میں ابھی کسی نے یہ نہیں سوچا کہ اسمبلی ہال کے ساتھ ایک مسجد ہونی چاہیے - گذشتہ اجلاس میں گزارش کی تھی کہ براہ مہربانی اس کے متعلق کچھ سوچا جائے - ٹھیک ہے آپ نے بہت اچھا انتظام کیا ہوا ہے - یا تو آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم علوشی ہیں اور یہ انتظام بھی عارضی ہو ہم آپ کی جان نہیں چھوڑیں گے - اللہ میاں صدر صاحب کو زندگی دے - میری خواہش ہے آپ یہیں ایک مسجد بنوا دیں میں نے باہر جگہ دیکھی ہے اس کے شمال اور مغرب میں جگہ ہے وہاں بڑے بڑے درخت ہیں - اگر ایک کنال جگہ مل جائے تو بہت اچھی مسجد بن جائے گی اگر حکومت میری گزارش پر غور فرمائے تو میں اپنی جیب سے 50 ہزار روپے پیش کروں گا - (نعرہ ہائے تحسین) میں اپنے ساتھی چیئرمین حضرات سے ایک عرض کروں گا کہ ہم تنقید بہت کرتے ہیں لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ اپنے دامن داغ دار ہو رہے ہیں - خدا کے لیے جو چیرمین حضرات منتخب ہو کر آئے ہیں، اپنے دامنوں کو صاف رکھنے کی کوشش کریں - مبادا یہ افسران ہمارے سامنے کہیں کہ آپ ہم سے زیادہ بدکردار ہیں - خدا کے لئے اپنے دامن صاف رکھیں - (نعرہ ہائے تحسین) -

مسٹر سراج قریشی (صدر مرکزی انجمن تاجران لاہور) جناب عالی! میرا نام سراج قریشی ہے میرا تعلق لاہور سے ہے - میں ایک اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانی چاہتا ہوں - جناب والا پورے صوبے میں پیمانہ جات، لٹر - میٹر وغیرہ صحیح نہیں ہیں - وہ سٹینڈرڈ کے مطابق نہیں ہیں - اس سے صارفین کو نقصان ہو رہا ہے یہ تمام کم وزن ہیں محکمہ لیبر کے افسران بالا بھی ان پیمانوں کو پاس کرتے ہیں اور 20 ہزار روپے بطور رشوت انسپکٹر صاحبان کو دئے جاتے ہیں - انسپکٹر صاحبان ٹھیکیداروں کو پکڑ لیتے ہیں حالانکہ انسپکٹر صاحب کو باٹ پاس کرنے سے پہلے دیکھنا چاہیے

کہ آیا یہ معیار کے مطابق ہیں یا نہیں آپ کسی بازار میں سے دس بیس باٹ لے لیں ان کا وزن ایک جیسا نہیں ہو گا۔ اس کے علاوہ محکمہ لیبر سے عام دوکان دار بہت تنگ ہیں ۔ انہوں نے آٹھ دس رجسٹر رکھے ہوئے ہیں ان کی آڑ لے کر ان کو تنگ کیا جاتا ہے ۔ ان سے ماہوار پیسے بھی لیتے ہیں جو دوکان دار ماہوار پیسے نہیں دیتا اس کے اتنے ناجائز چالان کر دیئے جاتے ہیں کہ وہ پیسے دینے پر مجبور ہو جاتا ہے ۔ ان تمام خرابیوں کے پیش نظر محکمہ لیبر نے پچھلے سال ایک معائنہ ٹیم تشکیل دی تھی ۔ جس میں تاجروں اور مزدوروں کے ساتھ سرکاری افسران بھی شامل تھے لیکن اس محکمے میں پرانے گھاگ قسم کے افسر ہیں اور انہوں نے اس ٹیم کو فیل کر دیا ، اس کو دفن کر دیا ۔ میری گزارش ہے کہ لیبر قوانین میں کچھ ایسی ترامیم کی جائیں جس سے دوکاندار ان کے پنجے سے بچ سکیں اور پورے صوبے میں باٹ کا ایک سٹینڈرڈ ہو یہ نہ ہو کہ پٹرول پمپ سے پٹرول کم ملے۔ محکمہ لیبر والے ہر پٹرول پمپ سے ماہوار پیسے لیتے ہیں اسی وجہ سے کسی صارف کو پورا پٹرول نہیں ملتا ۔

اس کے ساتھ میں اپنا مقامی اور اندرون شہر کا ایک چھوٹا سا مسئلہ پیش کروں گا کہ اندرون شہر سوئی گیس نہیں ہے ۔ میں دو تین دفعہ پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ ہم پائپ لائن کا خرچہ دینے کو تیار ہیں آپ مہربانی فرما کر وہاں سوئی گیس کی فراہمی کا بندوبست کریں ۔ اگر اس میں کچھ دیر ہو تو فان گیس جو مائع گیس ہے اس کے سلنڈر خصوصی طور پر اندرون شہر کے لئے پاس کئے جائیں کیونکہ چار لاکھ کی آبادی کے لئے صرف پندرہ سو کنکشن ملے ہیں اور ہمارے حق کے جو کنکشن ہیں وہ تو ہمیں دلے جائیں ۔ بڑے لوگ فان گیس کے سلنڈر اپنی کاروں میں پٹرول کی جگہ استعمال کر رہے ہیں جس کی وجہ سے ہمیں مٹی کے تیل پر زیادہ روپیہ خرچ کرنا پڑ رہا ہے ۔ شکریہ ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ اب عبدالحق مغل صاحب تقریر کرینگے۔

کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل ۔ (وائس چیئر مین ضلع کونسل راولپنڈی) جناب والا ۔ میرا تعلق ضلع راولپنڈی سے ہے ۔ مجھے یہ کہتے ہوئے انتہائی خوشی محسوس ہوتی ہے کہ آپ کی زیر قیادت دیہی علاقوں کی ترقی کے لئے ایک جامع اور مربوط پروگرام کا آغاز ہو چکا ہے بارانی علاقوں کے دیہاتوں کی پسماندگی ایک سنگین مسئلہ ہے ۔ لیکن "آباد" (ABAD) کے عالم وجود میں آنے سے ہم یہ توقع کر سکتے ہیں کہ عنقریب ان کے مسائل کا حل نکل آئے گا ۔ اس ضمن میں میں یہ کہوں گا کہ (ABAD) ضلع کونسل اور یونیسف کی triangle کو مضبوط کیا جائے ۔ بارانی ڈویژن جس سے میرا تعلق ہے وہ زیادہ تر فوجی علاقہ ہے ۔ اور میں یہ کہوں گا کہ یہ وہ علاقہ ہے جس کو انفرادی حیثیت حاصل ہے اس قوم نے میدان کار زار میں بہادری کے جو اعزاز حاصل کئے ہیں اس میں نوے فیصد حصہ اسی ڈویژن کا ہے یعنی آٹھ نشان حیدر آجتک عطا ہوئے ہیں لیکن ان میں شائد سات اسی راولپنڈی ڈویژن سے تعلق رکھتے ہیں ۔ ان لوگوں کے ذہن میں کچھ اس طرح کی بات آ گئی کہ شائد ان کا پسماندہ ہونا ان کے فوجی ہونے کی وجہ سے ہے ۔ میں نے انہیں ہر چند سمجھایا کہ ایسی کوئی بات نہیں ۔ ان کے مسائل ڈھونڈنے کے لئے اور ان کو ترجیحات دینے کے لئے میں نے 150 موضع جات کا دورہ کیا ۔ میں یہ غلط فہمی کی بنا پر نہیں کہتا بلکہ analysis کی correctness کے لئے کہتا ہوں ۔ تو میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ priority I جو ہے وہ roads اور path کے لئے ہے ۔

اس کے بعد ایجوکیشن آتا ہے ۔ پھر Health cover پھر Veterinary cover آتا ہے ، میں آج صرف پہلے دو ترجیحات کو لوں گا ۔ جہاں تک روڈز کا تعلق ہے حکومت نے اس سلسلے میں ایک اچھا اقدام کیا ہے کہ ایک سو میل سڑک ہر ضلع کے لئے منظور کی ہے ۔ یہ اقدام سنہری انقلاب کا پیش خیمہ ہے ۔ میرے عوام یہ چاہتے ہیں کہ اگر اس کو عملی جامہ پہنانے میں کچھ دشواری ہو تو باقی سیکٹر میں کام کو چند سالوں کے

لئے روک دیا جائے اور اس کے فنڈز کو روڈ سیکٹر میں منتقل کر دیا جائے اس میں راولپنڈی ڈویژن کی سڑکوں اور second priority کی سڑکوں میں کچھ دشواریاں ہولیں جو کہ پہلے آپ کے نوٹس میں لا چکا ہوں کہ جن سڑکوں کے ٹینڈر ہو چکے ہیں لوگوں نے ان کے ساتھ امیدیں وابستہ کر رکھی ہیں ان میں تاخیر نہیں ہونی چاہئے ۔ اگر دیر ہو گئی تو ان لوگوں کے حوصلے پست ہونگے اور حکومت کا اس سے وقار بلند نہیں ہو گا تو میں یہ عرض کروں گا کہ ٹوکن الاٹمنٹ کر کے کام جاری کر دیا جائے ۔ میں اس کے لئے انتہائی مشکور ہوں گا ۔

جناب والا ۔ جہاں تک پاور کا تعلق ہے میرے حلقہ نیابت میں پچھلے چند سالوں میں ایک گاؤں بھی ایسا نہیں ہے جسے آدھے میل کی بھی رعایت ملی ہو ۔ حالانکہ ہمارا اپنا حصہ بیس گاؤں ہے ۔ میں انتہائی پریشان ہوں لیکن اس کے باوجود میں نے حوصلہ نہیں ہارا ۔ میں نے اپنے لوگوں سے کہا ہے کہ صبر کرو ۔

I will pick up the cudgel and will fight your battle on all fronts.

اور اس وقت تک لڑتا رہوں گا جب تک حقوق تمھیں مل نہیں جاتے ۔

جناب والا ۔ اس وقت میں اتنا عرض کروں گا کہ سڑک کے ایک طرف تو سو فیصد روشنی ہے اور دوسری طرف سو فیصد تاریکی ہے ۔ صرف چند لالٹینیں اور ایک گرڈ سٹیشن ہے ۔ مہربانی کر کے اس طرف بھی توجہ دی جائے ۔

Governor : Thank you.

بیگم نزہت مسعود صادق (چیئرمین پاکستان ریڈ کریسنٹ لاہور) ۔ جناب والا ۔ جنرل منیجر واسا چونکہ چلے گئے تھے اس لئے ہم نے نہ ان سے سوالات کئے اور نہ کچھ پوچھا ۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہم نے بجلی لانے کے کام کو اولیت دی تھی ۔ پچھلے دنوں جو حادثہ ہوا ۔ اس کی وجہ

سے بجلی سارے شمالی علاقے سے چلی گئی اور لوگوں کے لئے پانی کا ایک قطرہ تک نہ تھا کہ وہ آکھانا پکا سکیں تو میں ان سے یہ عرض کرتی ہوں کہ پانی کے سٹور کرنے کا جلد از جلد انتظام کیا جائے تاکہ کم از کم ہمیں پانی تو مل سکے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایک فاضل ممبر نے کہا تھا کہ پاکستان اب تک کیوں چل رہا ہے ۔ میرا تو خیال ہے کہ وہ الکل پچو تو نہیں ۔ یہاں سب ایماندار لوگ اور ہمت والے لوگ بھی رہ رہے ہیں جن کی وجہ سے پاکستان چل رہا ہے ۔ فرق صرف یہ ہے کہ کچھ پراپیگنڈا ایسا ہو رہا ہے جو ہماری ہمتوں کو شل کر رہا ہے تو خدارا آپ ایسے پراپگنڈے کی طرف نہ جائیے ۔ آپ اپنے ملک کا کسی دوسرے ملک سے موازنہ کریں آپ دیکھیں کہ ہمارے ہمسایہ ملک میں کیا ہو رہا ہے ۔ ہمسایہ ملک ہم سے پہلے ہی ترقی یافتہ تھا ۔ میرا خیال ہے کہ ہم نے بہت ترقی کی ہے (نعرہ ہائے تحسین) ہم پر بہت ہی مصیبتیں آئیں پھر بھی ہم کیا کچھ نہیں کر رہے ہیں ۔ ٹریکٹر یہاں بن رہے ہیں ۔ ہوائی جہاز بھی بننے شروع ہو گئے ہیں ۔ بہت کچھ ہو رہا ہے ۔ ہمیں صبر کرنا چاہیئے ۔ ہم بے صبرے بہت جلدی ہو جاتے ہیں ۔ خدارا ہمت کریں ۔ قوموں پر مصیبتیں آتی ہیں ۔ مگر اس طرح دل برداشتہ نہیں ہونا چاہیے ۔

جناب والا ۔ اب میں خواتین کے متعلق کچھ عرض کرنی چاہتی ہوں کیونکہ میں ان کی نمائندہ ہوں ۔ تو آپ کی وساطت سے وفاقی حکومت تک ایک بات پہنچانا چاہتی ہوں کہ جو مرد ریلوے میں ملازم ہیں ان کو پاس جاری کئے جاتے ہیں اور وہ اپنے خاندان کے ساتھ سفر کرتے ہیں ۔ مگر جو خواتین ملازم ہیں ان کو صرف ان کی ذات کے لئے پاس جاری ہوتے ہیں ۔ تو مہربانی کر کے میری یہ بات متعلقہ افسران تک پہنچائی جائے کہ وہ پاس عورتوں کی فیملی کو بھی دئے جانے چاہیں ۔

اب میں وزیر تعلیم سے گذارش کرتی ہوں کہ ہم 49 فیصد

تک تو آگئے ہیں لیکن تعلیم نہیں ہے۔ لہذا پورا حصہ ملنا چاہیے (قطع کلامی)۔

جناب والا۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جب کبھی اوور رپورٹ جاتی ہے تو وہ ہمیشہ مرد کو بھیجنی پڑتی ہے۔ لہذا عورت کو بھی independent ہونا چاہیے۔ میں سنٹرل ماڈل سکول کی مثال پیش کرتی ہوں وہاں اڑھائی ہزار بچے زیر تعلیم ہیں ایک سپرانٹنڈنٹ ہے اور چالیس ٹیچر ان کے نیچے ہیں مگر ان کو کوئی اختیار ہی نہیں ہے۔ وہ کو ہاتھ باندھے بیٹھی ہے وہ تو ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کر سکتی۔ تو براہ کرم ایسے انتظامات فرما دئے جائیں کہ کم از کم عورتوں کو ان کے پورے حقوق مل جائیں۔ شکریہ۔

راجہ شوکت حسین۔ (وائس چیئرمین کونسل گجرات)۔ جناب والا میرا تعلق گجرات سے ہے۔ ہمارا ایک علاقہ ہے سرائے عالمگیر۔ یہ ایک بڑا پرانا قصبہ ہے۔ سرائے عالمگیر کی شہری آبادی اب 18 ہزار کے قریب پہنچ گئی ہے۔ اس کے ساتھ 144 دیہات وابستہ ہیں۔ سرائے عالمگیر میں نہ کوئی کالج ہے نہ کوئی ہسپتال وہاں پر کوئی ایم۔ بی۔ بی ایس ڈاکٹر تعینات نہیں ہے۔ چار سال پہلے ایک ڈاکٹر ہوا کرتے تھے۔ وہ فوت ہو گئے ہیں اس کے بعد نہ ہی پرائیوٹ سیکٹر میں اور نہ ہی گورنمنٹ کی طرف سے وہاں کوئی ڈاکٹر بھیجا گیا ہے۔ اے۔ ڈی۔ پی میں اس قصبہ کے لئے کوئی ترقیاتی پروگرام نہیں دیا گیا ہے۔ جناب والا۔ جی۔ ٹی۔ روڈ سے منگلا تک آزاد بارڈر سے لے کر یہ علاقہ تقریباً ایک سو دو دیہات پر مشتمل ہے۔ ان 102 دیہات میں آج تک کسی گورنمنٹ نے کسی اقدام کے لئے کوئی کوشش نہیں کی ہے۔ اس کے بعد جناب والا۔ وہ سکول جو لوکل انجمنیں چلاتی تھیں ان کی چھت گر چکی ہے۔ اور وہاں جتنے بچے سکول میں ہیں وہ درختوں کے نیچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اب گورنمنٹ نے ایک سکول کی گرانٹ دی ہے۔ تاکہ ہم اس کی دیواریں اور چھتیں دوبارہ مکمل کرا سکیں۔

جناب والا۔ اس کی خستہ حالی اس قدر زیادہ ہے کہ ہم اس کو low man line کہنے پر مجبور ہیں۔ ایک طرف آزاد کشمیر کا بارڈر ہے۔ وہاں پر یہ حال ہے کہ اس علاقہ میں ہر گاؤں کے لئے چاہے اس میں ایک گھر ہے اور چاہے وہ پہاڑ پر واقع ہے یا میدانی علاقہ میں ہے۔ اس کو بیس بیس پول بجلی کے لگا کر بجلی دی گئی ہے وہاں پر ڈسپینسریاں ہیں۔ وہاں پر سکول ہیں۔ جن سے تھوڑا بہت ہمارا علاقہ بھی فائدہ حاصل کر رہا ہے۔ لیکن ادہر ہمارے علاقہ میں آج تک ایک سڑک بھی نہیں ہے۔ موجودہ حکومت نے دو ڈسپینسریاں دی ہیں۔ اس سے پہلے 34 سال سے وہاں کس قسم کی کوئی چیز نہیں ملی ہے۔ اور نہ ہی کسی قسم کی امداد ملی ہے سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اس علاقے میں بسنے والے سب کے سب فوجی آدمی ہیں۔ وہ فوج میں ملازم ہیں۔ کوئی سیاسی آدمی نہیں ہے۔ سب لوگ ملازمت پیشہ ہیں۔ جو کہ اپنی آواز حکومت تک نہیں پہنچا سکتے۔ جناب والا۔ پوائنٹ بہت ہیں۔ آپ اگر مجھے دو ایک منٹ مزید دے دیں۔۔۔۔۔

جناب گورنر۔ میں آپ کی بات سمجھ گیا۔ میں اگر آپ کو علیحدہ پانچ منٹ دے دوں تو کیا یہ بہتر نہ ہوگا۔ یہ سب آپ کے لوکل مسائل ہیں، کہ سڑک نہیں ہے۔ سکول نہیں ہے، یہ مسائل آپ مجھے بتا دیں تو یہ سب کچھ آپ کو مل جائے گا۔

راجہ شوکت حسین۔ ٹھیک ہے جناب والا۔ شکریہ۔ ایک بات صرف اور عرض کروں گا کہ جس طرح دوسرے علاقے ہیں کوئی Sugar Cess ہے کسی علاقہ میں Cotton Cess ہے۔ ملوں والے ہیں۔ فیکٹریاں ہیں۔ اس علاقہ کا بھی حق ہے۔ اس علاقہ میں فوجیوں کا ایک ملٹری کالج ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس ملٹری کالج میں ہمارے ضلع کے لئے الگ کوٹہ رکھا جائے۔ شکریہ۔

جناب نواب خان۔ (وائس چیئرمین ضلع کونسل (جہلم)۔ جناب والا

سب سے پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کروں گا کہ جناب نے ہمیں موقع بخشا کہ ہم ترقیاتی پروگرام کا اظہار اس ایوان میں آپ کے سامنے کریں اور اپنے مطالبات اور تجاویز آپ تک پہنچا سکیں ۔ میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ اس اعتماد کو جو آپ کی حکومت نے بلدیاتی نمائندوں پر کیا ہے ، ہم سب کا فرض ہے کہ ہم مشترکہ کوششوں سے اور مشترکہ جدوجہد سے اس کو برقرار رکھیں اور اس پر پورے اتریں اور عوام کے مسائل حل کرنے میں حکومت کے معاون ثابت ہو سکیں ۔ جناب والا موجودہ دور میں تمام علاقوں کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے ان علاقوں کے پروگرام مرتب کئے جا رہے ہیں ۔ مجھے اس امر کا بھی احساس ہے کہ وسائل محدود ہیں ۔ مسائل بہت زیادہ ہیں ۔ لیکن ہمارا جہلم جو کہ غازیوں اور شہیدوں کا ضلع ہے ایک نہایت ہی پس ماندہ ضلع ہے ۔ میں اس ضلع کے متعلق چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ سب سے پہلے بجلی کا مسئلہ ہے ۔ جہلم میں سب سے کم دیہات کو electrify کیا گیا ہے ۔ خاص کر تحصیل چکوال کو بالکل نظر انداز کیا گیا ہے ۔ پچھلے ایک سال یا ڈیڑھ سال قبل جناب صدر صاحب وہاں تشریف لے گئے ۔ ان کے حکم پر تحصیل چکوال کے مشرقی حصہ کو transmission line دی گئی ہے جس کی وجہ سے کچھ دیہات electrify ہو گئے لیکن وہاں پر جناب والا پولیس سٹیشن تیلا اور اس کے ساتھ پولیس سٹیشن چکوال کی ملحقہ 9 یونین کونسلیں ہیں جہاں پر ڈیڑھ لاکھ کی آبادی ہے ۔ ان میں ایک گاؤں کو بھی بجلی مہیا نہیں ہوئی ہے ۔ یہ جناب شکایت نہیں ہے ۔ یہ حق رسی کے متعلق گزارش ہے ۔ جناب والا آپ نے اپنی افتتاحی تقریر میں فرمایا کہ پس ماندہ اور بارانی علاقوں کو weightage دی جائے گی ۔ واپڈا کے متعلق میں یہ گزارش کروں گا کہ واپڈا کو ہدایت کریں ۔ حفیظ جالندھری کا ایک شعر عرض ہے :-

ضابطہ موجود ہو تو کچھ خدارا کیجئے
ان شریفوں کو شریفانہ اشارہ کیجئے

اور منظوری بھی فرمائیں ۔ تاکہ ہماری مشکل حل ہو سکے ۔ ایک ضروری مسئلہ اور ہے چکوال کے سول ہسپتال کا ۔ اس کے لئے جناب والا جگہ کا انتخاب ہو چکا ہے ۔ فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے کام شروع نہیں ہو سکا ہے ۔ میری استدعا ہے کہ اس کے لئے فنڈز دیں ۔ تاکہ تعمیر شروع ہو سکے ۔ اس دفعہ بھی Annual Development Programme میں کوئی رقم نہیں دی گئی ۔ ایک عرض یہ بھی ہے کہ سات ۔ آٹھ ۔ دس سال سے وہاں پر کوئی لیڈی ڈاکٹر تعینات نہیں ہے ۔ چکوال سول ہسپتال میں صرف ایک ڈاکٹر ہے وہاں پر مریضوں کو بہت تکالیف ہیں ۔ خاص طور پر عورتوں کے cases کا کوئی انتظام نہیں ہے ۔ اس سلسلہ میں میں جناب وزیر صحت سے بھی گزارش کروں گا کہ چکوال میں لیڈی ڈاکٹر تعینات نہ ہے ۔ وہ تعینات کریں تاکہ بیمار خواتین کو تکلیف نہ ہو ۔ اس کے بعد جناب والا ۔ جہلم شہر کو سوئی گیس نہیں دی گئی ہے ۔ وہ بھی مہیا کی جائے ۔ شکریہ ۔

جناب خاقان بابر ۔ جناب چیئرمین ۔ یہ اجلاس 22 ستمبر کو شروع ہوا ۔ میری باری آخر میں آئی ۔ دیر آید ، درست آید والی بات ہے ۔ دوست تازہ دم آئے ۔ گرما گرم بحث ہوئی ۔ حکومت کی طرف سے ترقیاتی پروگرام پیش کیا گیا ۔ ان مجاهدوں میں سے کسی نے تنقید کی ۔ کسی نے تقریر کی ، کوئی گلے ہوئے ، کوئی شکوے ہوئے ۔ بہر حال یہ ایک نہایت ہی دلچسپ اجلاس رہا ۔ اس لیے میں اس پر تمام شرکا کو مبارکباد دیتا ہوں ۔ جناب والا ۔ میری پوزیشن یہ ہے کہ میں نہ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بجلی نہیں ہے سکول نہیں ہے ۔ نہ میں سوئی گیس کی بات کرنا چاہتا ہوں ۔ وہ سب کی سب باتیں ہو چکی ہیں اور یہ باتیں بھی ہو چکی ہیں کہ رشوت عام ہے ۔ یہ بھی ہو چکا ہے ۔ کہ گڑ بڑ ہے ۔ یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ بیورو کریسی اور منتخب ممبران کے درمیان اعتماد نہ ہے ۔ لیکن ہمارے قومی حالات کا تقاضا کیا ہے ۔ قومی حالات کس چیز کو پکارتے ہیں ۔ ہمیں کیا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیئے ۔ یہ سوچنے کی باتیں ہیں اور میں تو یہ سوچ کر آیا تھا مجھ سے یہ پوچھیں گے

کہ خاقان بابر پاکستان کا کیا حال ہے ۔ تو جناب والا ۔ اس انداز سے سوچنا چاہیئے ۔ آج پوزیشن یہ ہے کہ تورخم پر روس کی فوجیں کھڑی ہیں ۔ ادھر ہندوستان آنکھیں دکھا رہا ہے ۔ ہم ایک ایسے مقام پر ہیں جس پر ہم کو ہر وقت چوکس رہنا ہے ۔ کسی وقت بھی آزمائش کی گھڑی آسکتی ہے تو تنقید تو جناب کی جا سکتی ہے ، لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ اس سے پہلے کی حکومت اور آج کی حکومت کا موازنہ کریں تو آپ کو سمجھ آ جائے گی کہ تبدیلیاں آئی ہیں ۔ جناب والا ۔ اگر وقت کی قلت آڑے نہ آتی اور یہ احساس بھی نہ ہوتا کہ سامعین تھکے ہوئے ہیں تو میں خود بیان کرتا ۔ میرا خیال ہے کہ ہر دوست سمجھتا ہے کہ وہ لاقانونیت اور بغیر کسی پروگرام کے نعرہ بازی اور جس طرح سے قوم کو انتشار کا شکار کیا گیا تھا ختم کر دی گئی ہے اور اب ایک دفعہ قوم کو پھر ایک لڑی میں منسلک کر دیا گیا ہے ۔ ایک لڑی میں پرو دیا گیا ہے اور قوم پھر ترقی کی راہ پر گامزن ہے ۔ جناب والا ۔ نقائص ہوتے ہیں ۔ کمزوریاں ہوتی ہیں ۔ کمزوریاں موجود ہیں مگر overall picture دیکھنا ہوتی ہے کہ مجموعی طور پر اس کا اثر کیا ہے مجموعی طور پر اس کا اثر یہ ہے کہ وہ گاڑی جو کہ پٹڑی سے اتر چکی تھی آج پھر پٹڑی پر چڑھ گئی ہے میں یہ گزارش کروں گا کہ Bureaucrat حضرات جو ہیں ان کو بھی محسوس نہیں کرنا چاہیئے ۔ تنقید بھی ایک قسم کا اظہار محبت ہوتی ہے ۔ یہ اپنے ملک ، علاقہ اور ہم وطنوں کے لیے بے چین ہیں ۔ اس لیے تنقید کرتے ہیں ۔ لیکن اگر افہام و تفہیم کے ساتھ کام کیا جائے تو بہتر رہتا ہے اور وہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب روح تحریک پاکستان جو ہے اس کا احیاء کیا جائے اور اس کو زندہ کیا جائے ۔

ایک دوسرے پر الزام تراشی کرنے کی بجائے ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر ہم آگے بڑھیں تو پروردگار عالم ہمارا ساتھ دے گا اور کامیابیاں ہمارا قدم چومیں گی ۔ (تالیاں)

جناب والا ۔ ایک صاحب نے یہاں بات کی کہ پرائمری ایجوکیشن برانچ کو

پولیس سے علیحدہ کر دیا جائے تو میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کرتا ہوں کہ ہم نے سفارشات کی تھیں اور وہ ساری کی ساری منظور کر لی گئی ہیں اور اس میں یہ سفارش بھی موجود ہے اور تمام ایوان کے لیے یہ جاننا خوشی کا باعث ہوگا۔ صدر محترم نے مٹھا کمیشن کی چند چیزیں منتخب کیں اور ستمبر 1977ء میں اعلان کیا کہ نافذ ہوں گی اور موجودہ گورنر کے دور میں موجودہ چیئرمین کی موجودگی میں وہ پایہ تکمیل کو پہنچی ہیں اور عمل درآمد کی نوبت تک آ گئی ہیں۔ جناب والا میں آپ سے یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایک طبقہ جس کو سب برا کہتے ہیں میں آج ان کی تھوڑی سی بات کرنا چاہتا ہوں کہ ایک تھانے میں گیارہ پولیس کے سپاہی ہوتے ہیں۔ دو اے۔ایس۔آئی اور ایک سب انسپکٹر۔ گیارہ سپاہی 2 تعمیل پر لگے ہوئے ہوتے ہیں 2 مال خانے پر لگے ہوئے ہوتے ہیں 2 اردلی ہوتے ہیں اور اس طرح سے ایک یا دو سپاہی بچتے ہیں۔ تھانوں کی نفری مفصلات میں کم ہے۔ شہروں میں انتظام ہو چکا ہوا ہے اور دوسری طرف صورت حال یہ ہے کہ ملزم جو واردات کرتا ہے اس کے پاس خود کار ہتھیار ہوتے ہیں۔ اس کے پاس گاڑیاں ہوتی ہیں وہ کاروں میں بیٹھ کر واردات کرتے ہیں اور پولیس کی پوزیشن یہ ہے کہ ان کے پاس چڑھنے کے لیے سائیکل بھی نہیں ہوتا۔ یہ بڑا توجہ طلب مسئلہ ہے اس پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے۔ پولیس کی ٹرانسپورٹ کا خیال کرنا چاہیئے ان کی غربت کا خیال کرنا چاہیئے یہ غریب ہونے کے ساتھ معصوم ہیں کچھ راشی بھی ہوں گے مگر سارے نہیں ہیں، نیک بھی موجود ہیں، بد بھی موجود ہیں، لیکن جب ہم کسی کو کھانے کے لیے پورا نہ دیں، انتظام پورا نہ کریں تو اس کا بد ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں ہوتی اور جناب والا میں آخری پوائنٹ عرض کرتا ہوں یہ جرائم پیشہ افراد سے متعلق ہے۔ ان کا جناب والا اسی وجہ سے حوصلہ بڑھ رہا ہے کہ وہ جس گھر میں بھی داخل ہوں گے، چوری کر لیں گے، ڈاکہ ماریں گے تو آگے سے کس نے انہیں کچھ نہیں کہنا۔ مجرم مسلح ہے اور شریف شہری

غیر مسلح ہے ۔ ان حالات میں اگر مجرم کو پتا ہو کہ اندر سے ایک فائر بھی ہو سکتا ہے تو وہ گرنیڈ لے کر اور مشین گن لے کر حملہ کرنے کی جرأت نہیں کرے گا ۔ اس لئے لازمی ہے اور وقت آن پہنچا ہے کہ شریف شہریوں کو مسلح کیا جائے اس طرح سے نہیں جیسے پیپلز پارٹی نے کیا تھا کہ سیاسی کارکنوں کو لائسنس دے دیئے وہ میں نہیں کہتا ۔ اس بنیاد پر نہیں جیسے صدر ایوب کے زمانے میں دیے گئے تھے ۔ بنیاد سادہ ہے ۔ جو انکم ٹیکس ادا کرتا ہے وہ درخواست دیتا ہے اور وزارت داخلہ کو اس کے خلاف کوئی شکایات نہیں تو اس کو لائسنس دے دیا جائے تا کہ لوگ اپنا دفاع کر سکیں اس طرح سے پولیس کی بھی امداد ہوگی یہ حکومت کی بھی امداد ہو گی اور اس سے نظم و نسق کی صورت حال بھی بہتر ہونے کا امکان ہے ۔ (تالیاں)

سردار محمد عظیم خان سدوزئی (صدر شیپ بریڈرز ایسوسی ایشن ، ملتان) ۔ جناب والا ملتان میں ایک قاسم پور گرڈ سٹیشن ہے جو بہاولپور روڈ وغیرہ کو بجلی مہیا کرتا ہے اس کی وولٹیج اتنی کم ہے کہ زرعی ٹیوب ویل بالکل بند پڑے ہیں اور اس کے علاوہ اس کے جو ٹرانسفارمرز ہیں ان پر چکی ، خراد ، ویلڈنگ پلانٹ اور گھریلو بجلی بھی غیر قانونی طور پر مہیا کر دی گئی ہے ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ زراعت بالکل متاثر ہو رہی ہے ٹیوب ویل بند پڑے ہیں ، اس سے بڑا بھاری نقصان ہو گا ، یہ بڑی زرخیز زمین ہے اور کپاس پیدا کرتی ہے اور اگر اس کا بر وقت انتظام نہ کیا گیا تو بہت زبردست نقصان ہو گا لہذا میں ملتمس ہوں کہ واپڈا والوں کو کہہ کر یہ ٹھیک کروا دیں ۔ اس کی پوری وولٹیج مہیا کریں اور اس کے جو ناجائز کنکشن ہیں ان کے لیے کوئی متبادل انتظام کریں اور اس ٹرانسفارمر سے انہیں منقطع کر دیں ۔

مسٹر محمد ریاض شاہد ۔ (میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد) ۔ جناب والا پچھلے تین دن سے بیشتر مسائل کو یہاں پیش کیا گیا ہے ، ان میں بہت سے مقامی مسائل ہیں لیکن یہاں پیش کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے جتنی

ہماری طاقت ہے یاور ہے ، یہنچ ہے اس سے آگے جا کر بڑے افسران کے کے ذریعہ حل کروایا جائے ۔ پچھلے ہی دنوں آپ فیصل آباد تشریف لے گئے ہوئے اور آپ نے اپنی آنکھوں سے سیلاب کی صورت حال کو دیکھا تھا وہاں 1975ء میں بھی سیلاب آیا تھا ، اس وقت کے سیلاب میں اور اب کے سیلاب میں فرق صرف یہ تھا کہ اس وقت بھی سڑکیں ٹوٹی تھیں ، کھیتیاں ویران ہوئیں تھیں لوگوں کے مکانات گر گئے تھے اور کچھ جانوں کا بھی نقصان ہوا تھا اس دفعہ بھی یہی ہوا ہے مگر فرق صرف یہ ہے کہ شہروں کو کم نقصان پہنچا ہے اور دیہاتوں کو بے شمار فصلوں میں ابھی تک پانی کھڑا ہے اور اس میں جو سب سے بڑی بات ہوئی ہے ۔ وہ یہ ہے کہ مقامی انتظامیہ نے ، ایف ۔ ڈی ۔ اے نے ، کارپوریشن نے ، محکمہ نہر نے ضلعی انتظامیہ کے سربراہ نے کمشنر اور مارشل لاء حکام سب نے بھر پور تعاون کیا اور اس کی نگرانی بھی کی ۔ سیلاب سے پیدا شدہ تمام مسائل کو مقامی انتظامیہ کے تعاون سے اور میسر شدہ وسائل سے احسن طریقہ سے حل کیا اب ایک کروڑ روپے کا فنڈ مہیا کیا گیا ہے فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے اور کارپوریشن نے بھی رقم مہیا کی ہے ۔ ہم استدعا کریں گے کہ سیوریج اور ڈرینج کے جو نقصانات ہوئے ہیں ان کی مرمت اور کچی ڈرینوں کے بنانے کے لئے لوگ اپنی مدد آپ کے تحت پیسہ خرچ کریں ۔ تو یہ دو تین اہم مسائل تھے جو میں پیش کرنا چاہتا تھا فیصل آباد میں اب کوئی بھی ایسی صنعت قائم نہ کی جائے جس میں پانی استعمال ہوتا ہو کیونکہ تمام سیوریج ٹوٹ چکے ہیں ، ان سے پانی صحیح طرح سے خارج نہیں ہوتا اور ان میں اتنی استطاعت نہیں ہے ۔ فیصل آباد میں عبداللہ پور اور اس طرح کے کئی اور رہائشی علاقے ہیں جہاں پر صنعتیں بن گئی ہیں تو میں یہ عرض کروں گا کہ فیصل آباد میں جو فیکٹریاں بنیں وہ انڈسٹریل اسٹیٹ میں بنیں رہائشی علاقوں میں جو بن چکی ہیں انہیں بتدریج ، مرحلہ وار وہاں سے شفٹ کی جائیں ۔ دوسری سب سے اہم بات یہ ہے کہ فیصل آباد میں جتنی بھی ناجائز تجاوزات ہوتی ہیں وہ سرکاری زمینوں پر ، نہروں کی زمینوں پر ، ریلوے کی زمینوں پر زیادہ ہوتی ہے ۔ تو میری تجویز

یہ تھی ۔ کہ نہ صرف فیصل آباد میں بلکہ اور جتنے مقامی گورنمنٹ کے ادارے ہیں جن کی زمینوں پر نا جائز تجاوزات ہو رہی ہیں اگر وہ ڈسٹرکٹ کونسل ٹاؤن کمیٹیوں کو ، کارپوریشن کو مل جائیں تو وہ نا جائز تجاوزات سے بچ جائیں گے اور وہاں پر ڈسپنسریاں ، سکول اور پارک وغیرہ بن سکیں گے جو محفوظ بھی رہیں گے اور شہروں میں جو اتنا زیادہ رش ہوتا ہے اس سے بھی نجات حاصل ہو سکے گی ۔ یہ یہاں ایک مرتبہ بتایا گیا تھا کہ سیٹلمنٹ کے محکمہ میں بڑی کرپشن ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں ۔ محکمہ نے اتنی دھاندلی مچا رکھی ہے کہ اب تک یہ کارروائی ہو رہی ہے کہ پرانی تاریخوں میں لوگوں کو جائدادیں ٹرانسفر کی جا رہی ہیں اور جو اصل کار مر گئے ہیں ان کے جعلی دستخط کئے جا رہے ہیں فیصل آباد میں ایک انکوائری ہوئی تھی اس میں ہم پیش ہوئے تھے تو گزارش ہے کہ محکمہ سیٹلمنٹ اور بورڈ آف ریونیو کو ایسی ہدایت کی جائے اورکوئی ایسا قانون بنایا جائے کہ سڑکوں کے ساتھ جو جگہ ہے کسی دوکاندار کو ، کسی کارپوریشن یا مقامی ادارے کے کرایہ دار کو یا ناجائز قابضین کو مالکانہ حقوق نہ دیئے جائیں ۔ اس لیے کہ اب شہروں میں آبادیاں اتنی بڑھ گئی ہیں کہ وہاں ٹریفک کا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے ۔ سڑکیں ہم وسیع نہیں کر سکتے اور اس طرح سے حادثات chronic طریقے سے ہو رہے ہیں ۔ آخری بات میں اس ہاؤس کے بارے میں کہنا چاہتا ہوں کہ اب جو ایجنڈا ہمیں بھیجا گیا ، وہ بے ترتیب تھا ، وقت پر نہیں بھیجا گیا اور سوالات وغیرہ بے ترتیب تھے ۔ آئندہ مہربانی کی جائے اور کونسل کے ممبران کو وقت پر ایجنڈا مہیا کیا جائے ۔ ایجنڈا ترتیب سے ہو تاکہ ہمیں پتا چلے کہ ہمیں کیا کہنا ہے اور جو کچھ ہمیں پہنچا ہے اس میں سے کیا مانگنا ہے ، کیا اضافہ کرنا ہے ۔ اب ایک آخری بات یہ ہے کہ یہاں کہا گیا تھا کہ قوم کا شیرازہ منتشر ہو چکا ہے ۔ میں اس بات کو اس لیے رد کرتا ہوں کہ قوم نے جس جوش اور جذبے سے 14 اگست کا دن منایا اس سے ایمان میں تازگی ہوتی ہے کہ پاکستان میں جذبۂ ایمانی ابھی باقی ہے ، اس

میں اتحاد ابھی ہے ، اس میں محبت ابھی ہے (نعرہ ہائے تحسین) ۔ صرف چار لوگوں کا اتحاد نہیں چونکہ یہ کہا گیا ہے کہ یہ ایوان سیاسی نہیں ہے ۔ تو اگر چار لوگوں کا اتحاد نہیں ، ان میں انتشار ہے تو یہ قوم کا انتشار نہیں ہو سکتا ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

ملک حبیب خان (چیئرمین ضلع کونسل ، جہلم) ۔ جناب والا ، اس سے پہلے کہ میں ضلع کونسل جہلم کی پسماندگی کا رونا روؤں ، معذرت کے ساتھ میں اپنے ایک فاضل ساتھی کی بات سنانا چاہتا ہوں ۔ وہ وہاڑی سے ہیں ۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ وہاڑی ایک پسماندہ علاقہ ہے ۔ اس پر مجھے دو آدمیوں کا لطیفہ یاد آ گیا جو عمر کا مقابلہ کر رہے تھے ۔ ایک ساٹھ سالہ ساتھی سے دوسرے نے پوچھا کہ آپ کی عمر کیا ہے ۔ انہوں نے فرمایا کہ تیس سال ۔ جب 45 سالہ سے پوچھا گیا کہ انہوں نے کہا کہ میں ابھی پیدا ہی نہیں ہوا تو اس طرح پسماندگی کے لحاظ سے میں جناب چیرمین سے دریافت کرنا چاہوں گا کہ میں آپ کو نظر بھی آ رہا ہوں یا نہیں ؟ (قہقہے) ۔ آپ کی اجازت اور وساطت سے اس ضلع کے چند ایک اہم مسائل پیش کرنے کی جسارت کروں گا ۔ ضلع جہلم بارانی اور پسماندہ ترین اضلاع میں سر فہرست ہے ۔ تقریباً تمام رقبے کی سطح ناہموار ہے ۔ یہاں کی بستیوں میں بے شمار ندی نالوں کی موجودگی اور زیر زمین پانی کے وسائل کی کمی نے یہاں کی زندگی کو مزید دشوار گزار بنا رکھا ہے ۔ جناب والا ، ہم آپ کے ممنون ہیں کہ آپ نے ہماری پسماندگی کو مدنظر رکھتے ہوئے **weightage** کا فارمولا لاگو کرنے کے احکام صادر فرمائے ۔ گزشتہ سے پیوستہ دو ایک مثالیں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 82-1981ء کے اے ۔ ڈی ۔ پی میں ہمیں چار ہائی سکول ملے ۔ ان میں سے ایک کاٹ دیا گیا تین باقی رہ گئے ۔ ڈی ۔ ایچ ۔ کیو سات ملے ، ایک کاٹ دیا گیا ، اس طرح کل چھ ملے ۔ اگر یہی حشر رہا تو خاک ہو جائیں گے ہم ان کو خبر ہونے تک ۔ تعلیم کے بارے میں ۔ ۔ ۔ ۔

جناب گورنر ۔ آپ نے مجھے بڑی لمبی فہرستیں دی ہیں ۔ آپ میرے

پاس جو آدھا گھنٹہ بیٹھے رہے اور مسائل بتائے ، اس کے علاوہ کوئی بات ہے تو بتائیں ، کیونکہ میں ان کو اٹینڈ کر رہا ہوں ۔ بالکل مقامی باتیں آپ بتا رہے ہیں بجلی وغیرہ ، وہ میں آپ کو دوں گا ۔ مجھے آپ نے فائلیں بھی دی ہیں ، نقشہ بھی دیا ہے ۔ اس کے علاوہ کوئی بات ہو تو وہ بتائیں ۔

ملک حبیب خان ۔ اراضی کے بارے میں ایک عرض ہے ۔ میں بارانی زمین سے متعلق چند باتیں گوش گزار کروں گا ۔ اس علاقے میں زیر زمین پانی کے وسائل دریافت کرنے کے لیے **free of cost trial bore** مزید کیے جائیں ۔ صدراوان اور باقی نالوں پر موزوں مقامات پر لفٹ اریگیشن اور سمال ڈیم بنائے جائیں ۔ جہاں ان نالوں کی گزرگاہوں کے پیٹ بہت چوڑے ہو گئے ہیں ، وہاں متعلقہ محکموں کے اشتراک سے سپرز اور پلانٹیشن کا عمل جاری کیا جائے جس سے **erosion** کم ہو جائے اور پنڈ دادن خان کے قریب دریائے جہلم کا متوازی علاقہ جوکہ سیم اور تھور سے تباہ ہو چکا ہے ، اسے آباد کرنے کے لیے وہاں سیم نالے بنائے جائیں اور پہاڑوں کی طرف سے اس طرف بہتے صدراوان کا پانی جو نمکین ہے انھیں صاف کرکے قابل استعمال بنایا جائے ۔

مسٹر خورشید احمد کانجو (نائب صدر ، کسان بورڈ ، پاکستان) ۔ محترم چیرمین ! آپ نے افتتاحی کلمات میں بھی تعلیم کی اہمیت کے متعلق بتایا اور ایوان میں بھی سکولوں ، مدرسوں اور اسلامیات کی کلاسوں کے اجراء کے اہتمام کی باتیں ہوئیں ۔ اصل میں اہم بات اس میں یہ ہے کہ اگر ہمیں اپنی بچیوں کو شمع محفل کے بجائے چراغ خانہ اور اپنے بچوں کو اقبال کا شاہین اور مرد مومن بنانا ہے تو خاص طور پر اساتذہ کی ضرورت ہے ۔ گاڑی تو مہیا کر دیں ، لیکن یہ ڈرائیور پر ہے کہ وہ کس سمت کو گاڑی لے جائے گا ۔ لہذا اہمیت یہ ہے کہ اساتذہ کی اشد ضرورت ہے ۔ اساتذہ تیار کرنا بنیادی چیز ہے ۔ دوسری بات یہ ہے مقامی نگران کمیٹی اور رہبر کمیٹی بنا دی گئی ہے ۔ پہلے سے جاری سسٹم میں صرف نوک پلک ٹھیک کرنے سے معاملہ ٹھیک نہیں ہوگا ، اگر وہ تخریب کے ساتھ تعمیر کریں گے تو شاید کچھ معاملہ حل

ہو سکے گا ۔ تیسری بات یہ ہے کہ شوگر کین ایریا میں جو سیس لگتا ہے ، اس سے اس ایریا کے اندر ترقیات کا کام کیا جاتا ہے ، اس کے علاوہ سڑکیں اور مختلف چیزیں مہیا کی جاتی ہیں ۔ اس طرح میرا مطالبہ یہ ہے کہ کاٹن ایریا میں کاٹن فیس جو لی جاتی ہے وہ بھی اس سلسلے میں اس ایریا میں کام میں لائی جائے ۔ آخر میں میری ایک گزارش یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

اے ایمان والو ! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو ۔

مگر میرا یہ اندازہ ہے کہ ہماری کچھ مجبوریاں تھیں جن کی وجہ سے تین چار مہینے کی بجائے گیارہ مہینے کے بعد یہ اجلاس منعقد کروانا پڑا ۔ جو وقت درمیان میں گزرا ہے ، وہ بڑا صبر آزما تھا ، قوم نے دم سادھ کر وہ لمحات گزارے ۔ اس میں حافظ اسلم اور طارق رحیم کی شہادت ہوئی ، اگر یہ ایوان سمجھے تو ہم ان کے لیے دعائے مغفرت اور ان کے درجات کی بلندی کے لیے دعا کریں ۔ جشن آزادی کے موقع پر یہ بات سامنے آئی کہ لوگوں نے بڑے جوش و خروش کا مظاہرہ کیا ہے ۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اس وقت آنکھیں پرنم تھیں ۔ ملے جلے جذبات تھے ۔ اس دن میں نے ایک چھابڑی والے کو دیکھا کہ اس نے سر پر چھابڑی اٹھائی ہوئی تھی ، پاکستان کی جھنڈی لگائی ہوئی تھی اور وہ یہ گنگنا رہا تھا ۔ واہ رے پاکستان ، تیرے لیے مریں گے ، تیرے لیے جیں گے ۔ میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ زمین تیار ہے ۔ انقلابی اقدامات کرنے کی ضرورت ہے اور یہ وقت ہے ، اگر آپ پاکستان میں اسلامی نظام لانا چاہتے ہیں تو اس کے لیے کچھ کر ڈالیے ۔ وما علینا الا البلاغ المبین ۔

میاں عبدالخالق (چیئرمین میونسپل کمیٹی رحیم یار خان) جناب چیئرمین متعلقہ اوقات نے رحیم یار خان میں آج سے چار سال پہلے ایک بلڈنگ بنائی تھی جس میں ۵۰ کے قریب دوکانیں ہیں ۔ اور ایک مسجد بھی ہے اس کے اوپر 20 کے قریب فلیٹ بنائے گئے ہیں ۔ وہ بلڈنگ چار سال سے خالی پڑی ہے اور کرائے پر نہیں دی گئی جس سے حکومت کو لاکھوں روپے کا نقصان ہو

رہا ہے - براہ مہربانی وہ بلڈنگ کرائے پر دی جائے یا اسکو کسی مصرف میں لانا چاہئے اسے خالی نہیں رہنا چاہئے -

رحیم یار خان میں ایک سرکار روڈ ہے - وہ پہلے ۴۰ فٹ چوڑی تھی اب لوگ اس پر تجاوزات کرکے بیٹھے ہوئے ہیں - ہم نے اسکو ۸۰ فٹ تک چوڑا کیا ہے - اس پر درمیان میں جو بجلی کے کھمبے لگے ہوئے ہیں ان کے متعلق ہم نے واپڈا والوں کو کہا ہے کہ ان کو پیچھے ہٹائیں - انہوں نے ۹ کھمبوں کا اڑھائی لاکھ کا تخمینہ دیا ہے -

جناب گورنر - اٹھائیس لاکھ روپے کا تخمینہ - ہے یہاں سے وہاں تک کا صرف ۹ کھمبوں کو ہٹانے کا یہ تخمینہ ہے -

میاں عبدالخالق - جناب والا ۲۸ لاکھ نہیں اڑھائی لاکھ کا تخمینہ ہے

جنرل مینجر واپڈا - ایک جگہ سے دوسری جگہ نئی لائن لگے گی - شفٹنگ میں خرچ زیادہ ہوتا ہے -

جناب گورنر - آپ سڑکوں کے درمیان بجلی کے کھمبے کیوں لگاتے ہیں - میں ایک اصول کی بات کروں گا - جب بھی آپ کوئی سڑک بناتے ہیں ایک فیکٹر اس میں مد نظر رکھیں کہ کسی وقت بھی اس سڑک نے چوڑا ہونا ہے - اسکو پہلے ہی سڑک سے ہٹا کر لگائیں -

جنرل مینجر واپڈا - کھمبے پیچھے ہٹانے کا کام اس وقت ملتان میں بھی ہے اور راولپنڈی میں بھی ہے -

جناب گورنر - میں اصول کی بات کر رہا ہوں - میں آپ سے **argument** نہیں کر رہا ہوں - ۲۸ لاکھ روپیہ آپ نے کھمبے ہٹانے کا تخمینہ دیا ہے -

میاں عبدالخالق - جناب والا ۲۸ لاکھ نہیں اڑھائی لاکھ روپے کا تخمینہ ہے - ہم نے واپڈا والوں کو یہ کہا ہے کہ جو اس پر لیبر آئے گی اس کا خرچہ ہم دے دیتے ہیں - جو کھمبے ہٹانے میں کوئی دیر نہیں لگے

کی وہ بغیر خرچہ بھی ہو سکتے ہیں لیکن ہماری بات نہیں مانی جا رہی ہے اور لوگ دوبارہ **encroachment** کر رہے ہیں ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ اگر دو دن بجلی بند کرنے کا یہ مان جائیں تو ہم ان کو اکھاڑ کر ادھر پھینک سکتے ہیں ۔

جناب گورنر ۔ یہ خود بخود لگ جائیں گے ؟ یہ خود آپکو نئے کھمبے لگا دیں گے ۔

جنرل مینجر واپڈا ۔ یہ اڑھائی لاکھ ہے ۲۸ لاکھ نہیں ۔

میاں عبدالخالق ۔ اگر اڑھائی لاکھ بھی ہو تو چھ کھمبوں کی قیمت ۳۰ ہزار بنتی کے لیکن یہ پیچھے ہٹانے کا اڑھائی لاکھ روپیہ مانگ رہیں ہیں ۔

جنرل مینجر واپڈا ۔ اگر بجلی بند کرنا منظور کر لیں تو ہم کھمبے ہٹانے کیلئے تیار ہیں ۔

میاں عبدالخالق ۔ ٹھیک ہے ۔ ایک دن بجلی بند کر دیں گے ۔ لیبر میں دیتا ہوں آپ ان کو پیچھے ہٹا دیں ۔

جناب گورنر ۔ مولانا صاحب (جنرل مینجر واپڈا) تھوڑی سی مدد ان کی کر دیجئے ۔ میں بھی خوش ہوں گا ۔

میاں عبدالخالق ۔ دوسرے جناب شہر میں ہم سٹریٹ لائٹ لگانا چاہتے ہیں ۔ جب ہم واپڈا سے اسکا تخمینہ مانگتے ہیں تو اس پر یہ ۳۰ فیصد محکمانہ چارجز لگا دیتے ہیں ۔ ہم نے انہیں کہا ہے کہ جو آپکے منظور شدہ ٹھیکے دار ہیں ہم ان سے خود کھمبے لگوا لیتے ہیں مگر یہ ہماری بات نہیں مانتے ۔ اس طرح ہمارا ۳۰ فیصد اور زیادہ کام ہو سکتا ہے ۔ یہ پورے پنجاب کے ساتھ واپڈا والے بڑی زیادتی کر رہے ہیں ۔ تمام کمیٹیوں اور کارپوریشنز میں یہ ایسا کر رہے ہیں ۔

جناب والا ! ہمارا ایک سرکلر روڈ محکمہ ہائی ویز کے پاس ہے ۔ ہم نے

ھائی ویز والوں کو کہا ہے کہ ہم نے پورے شہر کی خوبصورتی کیلئے ایک پروگرام بنایا تھا اس کے مطابق ہم نے تمام سڑکیں کھلی کر لی ہیں۔ ایک حصہ رہ گیا ہے اسکے لئے ہم نے انہیں کہا ہے کہ آپ انہیں بنائیں۔ اگر نہیں بناتے تو ہمارا خرچہ اور ہو جائے گا۔ سڑک ہمیں ٹرانسفر کر دیں۔ نہ وہ سڑک ہمیں ٹرانسفر کرتے ہیں نہ بناتے ہیں۔

جناب گورنر ۔ شاہ جی (سیکرٹری) اسکو بنا دیں گے۔

میاں عبدالخالق ۔ سات اٹھ لاکھ روپے کا تخمینہ آپکے پاس آیا ہوا ہے۔

جناب گورنر ۔ شاہ جی یہ ہو سکتا ہے کہ آپ آدھے پیسے میں سڑک بنا دیں۔

سردار محمد مراد خان کاٹھی ۔ (وائس چیئرمین ضلع کونسل فیصل آباد) جناب والا جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ حالیہ سیلاب کی وجہ سے فیصل آباد کا کافی نقصان ہوا ہے۔ اس میں اکثر سڑکیں جو ضلع کونسل کی ہیں ان کا نقصان ہوا ہے۔ تو میری تجویز ہے کہ ہماری ایک سڑک ستیانہ فیصل آباد روڈ ہے جو بین الاضلاعی سڑک ہے۔ اسکی لمبائی تقریباً ۵۰ میل ہے پچھلے سال ہمیں گورنمنٹ کی طرف سے اسکی دیکھ بھال کیلئے ۲ لاکھ روپے ملے تھے۔ بہتر تو یہ ہے کہ سڑک محکمہ ہائی ویز کو دے دی جائے۔

جناب گورنر ۔ پیسے آپ دیں گے؟

سردار محمد مراد خان کاٹھی ۔ ہم نے تو یہ سڑک پہلے بنائی ہوئی ہے۔ یہ ۵۰ میل لمبی سڑک ہے۔ یہ بین الاضلاعی سڑک ہے۔ فیصل آباد اور ساہیوال کے درمیان اس پر کافی ٹریفک چلتی ہے۔ یہ ساہیوال کو ملاتی ہے۔ یہ شارٹ روٹ ہے۔ یہ تاندلیانوالہ سے ماڑی پتن اور ماڑی پتن سے ساہیوال تک ہے اور اس پر کافی ٹریفک چلتی ہے۔ جب باقی سڑکیں بند رہیں تو یہ سڑک چالو رہی۔ جو پچھلے سال ہم نے اسکی مرمت کی تھی وہ بھی ساری ضائع ہو گئی ہے۔ بہتر یہی ہے کہ

کہ یہ ھائی ویز کو دے دی جائے - اگر ھائی ویز والوں کو نہیں دے سکتے تو پچھلے سال ھمیں ۲۰ لاکھ دیئے تھے اس سال ۵۰ لاکھ روپیہ دے دیں تاکہ اسکی مرمت وغیرہ ھو سکے فیصل آباد کے ضلع میں کافی سڑکیں قابل مرمت ھیں اس لئے ضلع کونسل اسکی مرمت کا بوجھ نہیں اٹھا سکتی - ایک تو یہ گزارش تھی -

جناب والا ! دوسری گذارش یہ ہے کہ ھمارے علاقے کا ذاتی مسئلہ ہے بلکہ میری قوم کا مسئلہ ہے - ہمارا علاقہ ٹیل پر ہے بلکہ میری برادری ٹیل پر ہے - پیچھے سے جو نہر آتی ہے اس کے آگے سے دو ٹیل بن جاتے ہیں ، ہمارے تقریباً دس گاؤں ٹیل پر واقع ہیں - کبھی بھی اس ٹیل پر پانی ھمیں پورا نہیں ملا - کافی دفعہ ہم نے کینال والوں سے بائیکاٹ کیا ، موگے بند کئے لیکن پھر آ کر سمجھوتا کیا کہ وہ ھمیں پانی دیتے ہیں - کچھ دن پیچھے سے موگے بند کر کے ھمیں پانی دیا پھر پانی اسی طرح چلتا رہا - یہ ہمارے باپ دادا سے ریت چلی آ رھی ہے اور ھمارے ساتھ بھی یہی ہو رہا ہے - اس وقت وھاں بجلی پہنچ گئی ہے - ان ٹیلوں پر اگر گورنمنٹ ٹیوب ویل لگائے تو پانی کی کمی پوری ہو سکتی ہے -

ایک آواز - آپ مالیہ معاف کرانا چاہتے ہیں -

سردار محمد مراد خاں گادھی - ہم مالیہ معاف نہیں کرانا چاہتے - مالیہ ہم دینا چاہتے ہیں - ہم چاہتے ہیں کہ ٹیلوں پر پانچ سات ٹیوب ویل لگ جائیں جو پانی کی کمی ہو وہ دور ہو جائے یعنی نہر کا پانی بھی ہو اور ٹیوب ویل کا پانی بھی اس طرح پانی کی وہ کمی پوری ہو جائے گی -

اس کے علاوہ میری ایک اور بھی گذارش ہے کہ یونین کونسل کے چیئرمینوں کو بھی پنجاب کونسل میں نمائندگی دی جائے - ہر ضلع سے کم از کم ایک چیئرمین کو نمائندگی دی جائے -

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان (چیئرمین ضلع کونسل اٹک) جناب چیئرمین صبر کی کافی آزمائش ہوئی - میرے باقی سب ساتھی چلے گئے ہیں - نامزد ممبران میں سے ہمارے اٹک کا کوئی ممبر نہیں ہے - بہر حال میں اپنی چند اہم اور ضروری گذارشات پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں - پہلے پنجاب کونسل کے 1980ء کے ، شروع میں جو اغراض و مقاصد بتائے گئے تھے میرے خیال میں وہ ہماری لمبی تقریروں میں الجھ کر رہ گئے ہیں -

ہمارے اپنے جو ڈویلپمنٹ کے کام ضلعی سطح کے ہوتے ہیں یعنی پندرہ بیس لاکھ کی آبادی کے ، وہ اوپر تک پہنچانے میں ہمیں بڑی مشکل پیش آتی ہے - وہ لمبی تقریر کرنے والے کہیں نہ کہیں سے ایک ہی ڈویژن سے آدھ آدھ گھنٹہ پون پون گھنٹہ وقت لے جاتے ہیں اور آپ بھی ان پر بڑی کرم فرمائی فرماتے ہیں -

جناب والا - میرے علاقے میں گیس اور تیل نکلتا ہے - ملک حبیب خان نے بھی اٹک کا نام لیا ہے ان کی مہربانی - کرنل عبدالحق مغل صاحب نے بھی کچھ نمائندگی کی ہے - اس علاقے میں بھی لیبر موجود ہے - یہ تین چار لیبر کے نمائندے بھی بڑی خوشی سے ٹرانسپورٹ اور دوسری چیزوں کی نمائندگی کرتے ہیں لیکن وہاں جو ہزاروں کے حساب سے لیبر کام کرتی ہے ان کی کوئی نمائندگی یہاں نہیں ہے - نہ ہی کوئی نامزد نمائندہ ان کی نمائندگی کرتا ہے - اس علاقہ میں سڑکیں نہیں ہیں - توت کا علاقہ ہے اور دوسرے علاقے ہیں بلکہ سارے علاقہ میں جہاں سے تیل نکلتا ہے وہاں سکولوں کی ضرورت ہے - جیسا کہ میں نے پہلے کہا تھا جب بھی اپ گریڈیشن دوسرے مانگتے ہیں یہ کوئی نہیں سنتا کہ پہلے ان کے پاس کتنی تعلیم کی سہولتیں ہیں - ہم پہلے ہی پسماندہ تھے اب پسماندہ تر اور پسماندہ ترین ہیں جیسا کہ کل وزیر زراعت نے فرمایا تھا - لیکن اس کا **weightage** صحیح معنوں میں دینے کے بعد پھر ہم سے **withdraw** کر لیا گیا ہے - جون ، جولائی میں اگر ہمیں 10 مہینے 83 - 1982 میں مل گئے تو بھی ہم دوسروں

کے برابر نہیں ہو سکتے - وہی حالت ہماری تحصیل کی ہے - تھانہ میلاں کا بھی ذکر کیا گیا ہے - بالکل صحیح ہے - میرے علم میں بھی ہے ، کیونکہ میں تھانہ میلاں کا ہمسایہ ہوں - میرے بھی بڑے بڑے علاقوں ، چھب کا تھانہ اور مکھڈ میں کسی چیز کا بالکل نام و نشان نہیں ہے - نہ سڑک ہے ، نہ بجلی ہے ، نہ پانی ہے - ایک سکیم تیس لاکھ روپے کی بنی تھی پتا نہیں اس پر خرچ ہو چکا ہے - سات گاؤں تھے ، کسی ایک کو بھی پانی نہیں ملا - پھر ہائی وے کی سڑکیں ہیں - مدت سے جی ٹی روڈ کی حالت خستہ ہے - میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ لاکھوں کے حساب سے ان پر ٹرانسپورٹ گزرتی ہے - ان سڑکوں کی حالت شاہ صاحب بتا سکتے ہیں - اٹک سے فتح جنگ تک ، اور پھر دینا سے تلہ گنگ تک اور میانوالی تک - ڈیفنس والے بھی اس کے لیے درخواستیں کر رہے ہیں کہ ان کی widening اور improvement کی اشد ضرورت ہے - لیکن اس کے لیے کوئی فنڈ مہیا نہیں کیے جاتے -

آخری گذارش واپڈا کے بارے میں ہے - جیسے رحیم یار خان والوں نے درخواست کی ہے ، میرے ضلع کی دو اہم جگہیں ، ضلعی ہیڈ کوارٹر میں ، ضلع کونسل کی ہیں - وہاں اٹک پلازا کے نام سے ایک شاپنگ کمپلیکس بنایا گیا ہے - اس کے اوپر سے لائن گزرتی ہے - اوپر کی سٹوری کی پلاننگ موجود ہے - پیسہ بھی ہم نے رکھا ہوا ہے - انہیں ہٹانے کے لیے کہا جاتا ہے - ساتھ ہی دس گز دور پول Shift کرنے ہیں ، اس کو نہیں ہٹاتے - پھر اٹک سٹیڈیم ہے - جہاں آپ تشریف لے جائیں یا صدر صاحب تشریف لے جائیں ، وہ خطرناک ہے - ہمارے پاس ہیلی کاپٹر لینڈ کرانے کے لیے کوئی جگہ نہیں - اس کے سینٹر سے ان کی ہائی ٹینشن لائن گزر رہی ہے - انہیں کہا ہے کہ اسے کنارے پر لے جائیں - لیکن واپڈا والے بالکل توجہ نہیں دیتے - بڑی خط و کتابت کی ہے - چیئرمین صاحب سے بھی ملے - پہلے

بھی درخواست کی - لیکن اس کے بعد یہ معاملہ ختم ہو جاتا ہے - اس کی سنائی آگے صحیح نہیں پہنچتی -

تیسری اور آخری گذارش شوگر cess کے بارے میں ہے - دوسری کئی چیزوں کے نام لیے جاتے ہیں جن کے لیے سڑکیں بنی ہیں - آئل اینڈ گیس کی وجہ سے ملک کو جتنی پیداوار مل رہی ہے ، ہر آدمی سوئی گیس مانگتا ہے وہاں سے پیداوار ہوتی ہے تو cess لگا کر ہی کم از کم سڑکیں بنا دی جائیں تو ہم آپ کے بڑے شکر گزار ہوں گے - السلام علیکم -

الحاج چودھری محمد حیات (نائب چیئرمین پنجاب ٹرانسپورٹرز ایسوسی ایشن) - جناب والا ، میں ٹرانسپورٹ کا ایک نمائندہ ہوں - ٹرانسپورٹ کسی ملک کی ریڑھ کی ہڈی کے مترادف ہے - کل ٹرانسپورٹ کے بارے میں ایک بڑی غلط خبر چھپ گئی تھی میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں - اور وہ آپ کے نام سے منسوب ہے ، اس لیے آپ ہی اس کی تردید فرما سکتے ہیں - محکمہ ٹرانسپورٹ ایک علیحدہ ادارہ ہے اور روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ ایک علیحدہ ادارہ ہے - آپ نے روڈ ٹرانسپورٹ کے بارے میں اپنی عدم تسلی اور عدم اطمینان کا اظہار کیا تھا - اس کے متعلق چند اخبارات نے کچھ ایسی خبریں شائع کی ہیں جس سے ٹرانسپورٹ کے ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ بھی بدظن ہیں - اگر کسی اچھے آدمی کو برا کہا جائے تو اس کی دل شکنی ہوتی ہے - وہ بھی صبح سے بار بار کہہ رہے ہیں کہ ہمارے محکمے میں ایسی کون سی corruption ہے - حالانکہ جتنے آدمیوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا ان کا مقصد پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ سے تھا - نہ کہ ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ سے - اگر کہیں corruption یا ایسی کوئی بات ہے تو وہ ٹریفک چیکنگ سٹاف میں ہے اور ٹریفک چیکنگ سٹاف کا تعلق محکمہ پولیس سے ہے - ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ سے اس کا تعلق نہیں - چونکہ یہ لکھا ہوا تھا کہ گورنر پنجاب نے محکمہ ٹرانسپورٹ کے بارے میں یہ فرمایا ہے ، اس لیے میں نے یہ مودبانہ عرض آپ سے کی ہے -

دوسری گذارش یہ ہے - میں سب سے پہلے دینی مدارس کے بارے میں عرض کر دوں - دینی مدارس کے بارے میں میں نے پچھلے اجلاس میں بھی عرض کی تھی کہ انہیں حکومت اپنی تحویل میں لے - کیونکہ وہاں پڑھنے والے بچے اس احساس کم تری کا شکار ہوتے ہیں کہ انہیں زکوٰۃ ، خیرات یا صدقات سے تعلیم دی جا رہی ہے چونکہ حکومت کے اقدامات ماشاء اللہ اسلام کے قوانین نافذ کرنے کے متعلق ہیں ، اس لیے میری مودبانہ عرض یہ ہے کہ دینی مدارس کو کالج کی شکل میں تبدیل کر دیا جائے - مرکزی حکومت نے حال ہی میں اس بات کی اجازت دی ہے کہ دینی مدارس کی اسناد کو پی - ایچ - ڈی ، ایم اے (اسلامیات) ، ایم - اے (عربی) وغیرہ کے برابر درجہ دیا جائے - اس کے متعلق صوبہ سرحد میں اقدامات ہو رہے ہیں ، لیکن پنجاب یونیورسٹی میں اس پر لیت و لعل ہو رہی ہے - آپ چونکہ اس کے چانسلر ہیں اس لیے میری آپ سے یہ مودبانہ گذارش ہے -

جناب والا ، اب میں مختصراً عرض کروں گا - قصور کے متعلق کہا تھا - بجلی کی شکایت تھی - کل بھی ایک وفد واپڈا کے چیرمین صاحب کے پیش ہونے کے لیے آیا ہوا تھا - اس میں کارخانہ داروں کے لوگ بھی تھے - پاور لوبز کی وہاں اتنی انڈ سٹری ہے جس کا میرے خیال میں آپ اندازہ نہیں کر سکتے - بجلی کی رپورٹنگ کی گئی تھی ، وہ بالکل غلط کی گئی تھی - واپڈا کے نمائندے بیٹھے ہیں - انہوں نے تصدیق بھی کروا لیا ہے - میرے ساتھ بھی بات ہوئی ہے - تو شکایت موجود ہے- دن میں کم از کم دس مرتبہ بجلی بند ہوتی ہے - وولٹیج کم آ رہی ہے - ان کی مشینری کو نقصان ہو رہا ہے - اس کے متعلق کوئی اقدامات کیے جائیں - فیروز لیول کراسنگ پر پل کے متعلق پچھلی میٹنگ میں کہا تھا - وہاں دن میں ۳۰ مرتبہ ٹریفک بند ہوتی ہے - ۲۴ گھنٹے میں ، یعنی ہر گھنٹے کے بعد بند ہو جاتی ہے - ٹریفک blockage ہو جاتا ہے ، وہاں ہسپتال ہیں ، ایمرجنسی کیمپ ہیں ، ہماری ٹرانسپورٹ کی frequency اتنی ہے کہ ہر تین چار منٹ کے بعد

ایک بس چلتی ہے ، ویگن چلتی ہے تو ایک لمبی لائن لگ جاتی ہے۔ لیولی کراسنگ پر اوور ہیڈ برج کے متعلق عرض کیا تھا۔ تیسرا ٹریفک چیکنگ کے متعلق تھا۔ آپ سے پہلے بھی جناب گورنر نے فیصلہ کیا تھا۔ ہائی وے پر غیر قانونی ٹریفک چیکنگ کے بارے میں پچھلی میٹنگ میں فیصلہ کیا تھا کہ اس پر سختی سے عمل درآمد کرایا جائے۔ اس پر ڈپٹی سیکرٹری ٹرانسپورٹ نے فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ جناب گورنر صاحب پنجاب نے جو چیکنگ کے لیے ہدایات جاری کی تھیں ، ان کے خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہوئے ، لہذا یہ مسئلہ دوبارہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کے پاس جائے گا کہ وہ گورنر صاحب کے حکم کی سختی سے تعمیل کروائیں تا کہ ہائی وے ایجنسی کی چیکنگ سے جو بددیانتی اور غیر قانونی اقدامات ہو رہے ہیں ، ان کا خاتمہ ہو سکے۔ لیکن یہ آج تک نہیں ہوا۔ اس کو تقریباً دو سال ہو گئے ہیں ، معاملہ وہیں کا وہیں ہے۔ اس کے متعلق سیکرٹری محکمہ ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ نے سرکار جاری کیا ، ۔ وہاں انہوں نے واضح طور پر کہا کہ جیسے آپ نے احکام جاری کیے تھے کہ کوئی آدمی ہائی ویز پر اکیلا چیکنگ نہیں کر سکتا جب تک اس کے ساتھ کوئی مجسٹریٹ نہ ہو ، کوئی لوکل کونسل کا نمائندہ نہ ہو یا کوئی ٹرانسپورٹ فیڈریشن کا نمائندہ نہ ہو۔ یا کوئی ورکرز کا نمائندہ نہ ہو۔ مگر اس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ میں یہ دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ کوئی بھی بس والا ، الا ماشاء اللہ دو فی صد یا تین فی صد کہہ لیں ، یا زیادہ سے زیادہ ۵ فی صد کہہ لیں ، تو کوئی ٹیکس دیے بغیر نہیں رہتا۔ کوئی آدمی روٹ پرمٹ کے بغیر نہیں رہتا۔ کوئی آدمی اپنی گاڑی کی موقع پر فیٹنس کے بغیر نہیں رہتا۔ تو اس کے متعلق واضح ہدایات ہیں اصل مقصد حادثات کی روک تھام کے لیے تھا حالانکہ موبائل سٹاف موجود ہے لیکن پھر بھی wreckless driving ، اوور ٹیکنگ ، اور دوسرے مسائل کی طرف توجہ نہیں دی جاتی۔ بسوں کے پرمٹ لے لیے جاتے ہیں۔ اور رجسٹریشن لے لی جاتی ہے اور اس طرح ۸۰ سے ۸۵ فی صد بسوں کے کاغذات

ھوتے ہی نہیں - حالانکہ روٹ پرمٹ ایک سال میں ایک دفعہ ملتا ہے ، اور ٹوکن ٹیکس ہر تیسرے ماہ دیا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ تو اس کے متعلق میری عرض یہ ہے کہ آپ کے احکامات کی **implementation** ھونی چاھیے -

ٹول ٹیکس کے متعلق بڑی ضروری بات کرنی ہے - بلدیات کے وزیر صاحب نے ابھی فرمایا تھا کہ ٹول ٹیکس بند کر دیا ہے - کوئی تین چار سال ہوئے ، جب ہم ٹوکن ٹیکس دیا کرتے تھے تو ٹول ٹیکس کی **recovery** یہ لوگ کرتے تھے - وہ ٹوکن ٹیکس سے منہا ہو جایا کرتی تھیں - اب یہ حالت ہے کہ ہر بس رات کو تیس سے چالیس روپے تک ٹول ٹیکس دے رھی ہے اس کے علاوہ ٹول ٹیکس لینے پر ھی اکتفا نہیں کرتے ، بلکہ ٹول ٹیکس آگے کنٹریکٹ پر دیے جاتے ہیں -

یہ کنٹریکٹر صاحبان ٹول ٹیکس لیتے ھیں - اور یہ ٹیکس اس طرح لیتے ھیں جس طرح جگا ٹیکس لیتے ہیں - اسی طرح بس سٹینڈ کی بھی حالت ہے اور وھاں اس قدر غنڈہ گردی ھو رھی ہے - جو بیان سے باھر ہے - اسکے برعکس وھاں کسی قسم کی سہولت نہیں ہے -

میونسپلیٹیز نے اڈے سنبھال رکھے ھیں - وہ ھر بس سے آتے ہوئے بھی اور جاتے ہوئے بھی ٹول ٹیکس وصول کرتے ہیں حالانکہ لوکل باڈیز کے واضع احکام ھیں -

ایک معزز رکن - یہ واقعی بہت اچھا کام کر رہے ھیں - اور خاص طور پر یہ فیملی پلاننگ کے اصولوں پر چل رہے ھیں - کیونکہ 60/50 آدمی روزانہ حادثات کا شکار ھو جاتے ھیں - انہیں تو یونیسف کی طرف سے کوئی میڈل ملنا چاھئے -

الحاج چوھدری محمد حیات - جناب میں اسی طرف آ رہا ھوں - حادثات ھو رہے ہیں - یہ ٹھیک ہے - یہ کیوں ھو رہے ھیں اس ضمن میں ھم نے بار بار اپنی تجاویز دی ھیں - مثال کے طور پر کوئی مسافر فوت ھو جاتا ہے اسکو آٹھ ھزار

روپے دے دیتے ھیں - ھم نے ایک ادارہ بنایا ہوا ہے جسکو انشورنس کمپنی کہتے ہیں - جس نے کروڑھا روپیہ کھایا ہے - انہوں نے آج تک کسی کو کچھ نہیں دیا - لوگ سول کورٹس میں جاتے ہیں لیکن وھاں بھی کچھ نہیں ملتا ھمارا یہ پروگرام ہے کہ ھم نے ایک کواپریٹو سوسائٹی بنائی ہے اس نے ایک کروڑ اور دس لاکھ روپے ڈی - سی صاحب کے ذریعے ادا کئے ہیں - آپ یہ بھی غور فرمائیں کہ کس مالک کا یہ جی نہیں چاھتا کہ اسکا چار لاکھ روپیہ لگا ھوا ھو اور اسکی بس حادثے کا شکار ھو جائے - اسلئے میری مودبانہ گزارش ہے - کہ ڈرائیونگ لائسینس کے لئے آپ واضع احکام دیں - کہ ڈرائیونگ لائسینس کھول دیں - وہ لوگ جو ڈرائیونگ جانتے ھیں انکو لائسینس دیئے جائیں -

میاں غلام محمد ماںوکا (وائس چیئرمین ضلع کونسل بہاولنگر)۔ جناب والا میں وائس چیئرمین ضلع کونسل بہاولنگر ھوں ، میری چھوٹی سی گذارش ہے محکمہ زراعت نے کیڑے مار دوائیوں کی فروخت بند کر دی ہے - اس وقت کسان پرائیویٹ کمپنیوں اور ایجنسیوں کو دگنی قیمت ادا کر رھا ہے - اگر ہم محکمہ زراعت کے افسران سے دریافت کرتے ھیں تو وہ صرف انگلی کا اشارہ کر دیتے ھیں - یا سر ھلا دیتے ھیں - لیکن وہ زبان سے کچھ نہیں کہتے - حالانکہ محکمہ کے پاس اچھی دوائیاں موجود ہیں - اگر یہ اس طرح چلتا رھا تو اس کا انجام پرائیویٹ ایجنسیوں کو کروڑ پتی بنانے پر ختم ھو گا یا فصل کے برباد ھونے پر - کیڑے مار دوائیوں کا موسم ختم ھو رھا ہے -

جناب گورنر - آپ یہاں لکھا ھوا نہیں پڑھ سکتے ہیں -

میاں غلام محمد ماںوکا - جناب والا صرف ایک گذارش کرونگا کہ براہ کرم اسکے متعلق واضع احکام صادر فرمائے جائیں - دوسری عرض منصوبہ بندی کے متعلق ہے جناب نے کل حکم دیا ہے - لیکن اس سے ضلع بہاولنگر کو بہت نقصان ھو گا منصوبہ بندی میں ھماری پانچ سڑکیں آئیں تھی - اس مالی

سال میں ان سڑکوں کے 23 تاریخ کو ٹنڈر ہونے تھے دو یوم قبل تین سڑکیں کینسل ہو گئیں وہ عوام جو ان سڑکوں کی امید لگائے ہوئے تھے کہ آج یا کل ہماری سڑک بننا شروع ہو جائیگی وہ مایوس ہو گئے ہیں میں جناب کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ ان تین سڑکوں کو بھی بحال فرمایا جائے تاکہ وہاں کی عوام مایوسی کا شکار نہ ہوں ۔ ہمارا علاقہ دریائی علاقہ ہے دریا کے کٹاؤ سے جو رقبہ بچا ہوا ہے وہ پیداواری لحاظ سے بہت اچھا ہے ٹیوب ویل لگائے ہوئے ہیں لیکن یہ ٹیوب ویل بند پڑے ہیں ۔ کیونکہ ڈیزل کی قیمتیں بہت ہو گئیں ہیں ۔ اسلئے گذارش ہے کہ اس علاقے میں بجلی پہنچانے کے متعلق احکام صادر فرمائے جائیں ۔ کیونکہ یہ علاقہ بھی پاکستان میں ہے ۔ اس طرف توجہ دی جائے ۔

راجہ افضل کریم (ڈپٹی میئر راولپنڈی میونسپل کارپوریشن) : جناب صاحب صدر میں آپکا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے اپنے قیمتی وقت میں سے مجھے بھی کچھ وقت دیا ۔ سردار صاحب نے اپنی رپورٹ پیش کی مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ انہوں نے بڑی محنت کی لیکن میں یہ اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اگر میں راولپنڈی کے محکمہ آباد کاری کے متعلق کچھ عرض نہ کروں ۔ وہ یہ ہے کہ لوگ ان ججوں کے دستخطوں سے کاغذات تیار کرتے ہیں جو جج صاحبان مر چکے ہیں اسکے متعلق انکوائری کرائی جائے ۔ یہ لوگ ناجائز رجسٹریاں کراتے ہیں ۔ انکا سدباب کیا جائے ۔ میں تو اس محکمے کا نام آباد کاری نہیں بلکہ برباد کاری کہوں تو بہتر ہے ۔ میں آپ کو دو لطیفے سناؤں گا ۔ وہ اس طرح ہے کہ ایک غریب آدمی بکری چرا رہا تھا ادھر سے کوئی پولیس کا ٹاوٹ آ گیا اور کہنے لگا کہ بکری تو میری ہے اس نے کہا کہ میری ہے ابھی یہی تکرار ہو رہی تھی کہ ادھر سے محافظ پہنچ گیا محافظ نے جب تمام بات سنی تو اس نے کہا کہ تم دونوں تھانے اور بکری بھی تھانے لے چلو چنانچہ جب وہ تھانے گئے تو تھانیدار صاحب نے کہا کہ اس کی آنکھیں چوروں والی ہیں یہ تو پکا چور ہے تو اس شخص

نے کہا کہ جناب میں نے یہ بکری منڈی سے خریدی ہے اور اس کی رسید بھی میرے پاس ہے تو اس پر تھانیدار صاحب نے کہا کہ اچھا رسید بھی تمہارے پاس ہے تو جاؤ رسید بھی ساتھ لے کر آؤ ایک شناختی آدمی ساتھ لاؤ - چنانچہ وہ آدمی رسید بھی ساتھ لے کر آیا اور ایک آدمی جو انہی کا ٹاوٹ تھا اسکو لے آیا جب تھانیدار صاحب کو رسید دکھائی تو انہوں نے وہ رسید بھی رکھ لی اور اس ٹاوٹ نے تھانیدار صاحب کو دو سو روپیہ بھی دلوایا اور گالیاں ملیں وہ اسکو ثواب میں ملیں - دوسرے دن اس شخص نے مجھے بتایا - میں نے جا کر تھانیدار صاحب سے کہا کہ یہ غریب آدمی ہے اسکے ساتھ ظلم نہ کرو انہوں نے مہربانی کی اور اسکو بکری واپس کر دی - اس وقت میں حیران ہوں کہ آپ نے پولیس کو اتنے اختیارات دئے ہوئے ہیں کہ وہ جس کو چاہے پکڑ کر اندر کر دے - پولیس کا کام ہمارا تحفظ کرنا ہے لیکن وہ اسکے برعکس کرتے ہیں - میں جناب آج چار بجے جب اجلاس میں شرکت کے لئے آیا ہوں تو میں نے اپنی موٹر کار سامنے کھڑی کر دی ، میں غریب آدمی ہوں میرے پاس ڈرائیور نہیں ہے -

(قہقہہ)

میرے دوستو آپ ہنس دئے ہیں - میں جناب پٹھوں کا مریض ہوں اور ڈاکٹر نے ہدایت کی ہے کہ میں بیڈ پر آرام کروں -

تو جب واپس گیا تو گاڑی نہیں تھی میں نے پولیس والے سے پوچھا کہ میری گاڑی کدھر چلی گئی تو اس نے کہا کہ ڈرائیور لے گیا میں نے کہا کہ بھئی میرے پاس تو ڈرائیور نہیں ہے -

(اس مرحلہ پر مغرب کی نماز کی آذان سنائی دینے لگی)

جناب گورنر - نماز مغرب کے لئے ہاؤس کی کارروائی ملتوی کی جاتی ہے اور سوا سات بجے کارروائی دوبارہ شروع ہو گی -

(ہاؤس کی کارروائی ملتوی ہو گئی)

(سوا سات بجے شام ، مغرب کی نماز کے وقفے کے بعد اجلاس
کی کارروائی دوبارہ شروع ہوئی)

اناؤنسر ۔ جناب چیرمین کی اجازت سے اجلاس کی کارروائی باقاعدہ طور پر شروع کی جاتی ہے ۔

جناب گورنر ۔ میں اجلاس کی کارروائی شروع ہونے سے پہلے دو تین چیزیں کہنا چاہتا ہوں ۔ جن صاحبان تک مجھے پہنچنے میں کچھ دیر ہوئی ہے میں اس کی معافی چاہتا ہوں ۔ لیکن اس کا قطعاً یہ مطلب نہیں ہے کہ میں آپ کو نظرانداز کروں گا ۔ اس میں ہر کوئی بولے گا ۔ مگر آپ کو تھوڑا سا احساس ہونا چاہیے کہ میں نے سب سے آخر میں بولنا ہے ۔ تو یہ کہ میں کسی کو نظرانداز نہیں کر رہا ہوں ۔ آپ یہ دل سے نکال دیجیے ۔ اگر ذرا سی تاخیر ہو جائے تو میں آپ سے معافی چاہوں گا ۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے راجہ فضل کریم ۔

عام بحث (جاری)

راجہ فضل کریم (راولپنڈی) ۔ تو جناب والا ، ہوا یہ کہ انھوں نے مجھے کہا کہ آپ نے اپنی گاڑی یہاں نہیں کھڑی کی ہوگی ، کہیں اور کھڑی کی ہو گی ۔ میں نے کہا کہ جی ، میں خود کھڑی کر کے گیا ہوں ۔ چابی میرے پاس ہے ۔ اور میں سامنے کھڑی کر کے گیا ہوں ۔ میں نے یہ بھی ریفرنس دیا کہ اس وقت تین موٹریں یہاں کھڑی تھیں اور چوتھی موٹر میں نے یہاں کھڑی کی تھی ۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک اے ۔ ایس ۔ آئی صاحب آئے اور انھوں نے آ کر مجھے کہا کہ جی آپ کی گاڑی تو وہ کھڑی ہے ۔ میں نے انھیں بار بار یہ الفاظ کہے کہ میں نے گاڑی یہاں ہی کھڑی کی تھی ، مگر انھوں نے میری ایک نہیں سنی ۔ اور اپنی ہی منوائی ۔ اور انھوں نے کہا کہ جی آپ بھول رہے ہیں ۔ آپ جائیں اور کوئی خیر خیرات کریں ۔ جناب میں نے اتنی ہی گذارش کرنی تھی ۔

آخر میں میں اس ہاؤس سے یہ التماس کروں گا کہ ہم لوگ پنجاب کی تقدیر کے مالک یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ۔ اگر ہم ٹھیک ہو جائیں تو دنیا کی ہر چیز پنجاب میں ٹھیک ہو سکتی ہے ۔ صرف ہم خود ٹھیک نہیں تو میری یہ درخواست ہے کہ کل آپ لوگوں نے اور میں نے خدا تعالیٰ کے سامنے جا کر جواب دینا ہے ۔ ہمارا باپ دادا ، پڑ دادا کہاں گیا ؟ جناح صاحب جنھوں نے یہ پاکستان بنایا تھا , وہ کہاں گئے ؟ اس لیے میری ان بھائیوں سے درخواست ہے کہ خلوص دل سے اور ایمان داری سے اگر کام کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ دنیا کی ہر چیز درست نہ ہو جائے ۔ آخر میں میرے دوستوں نے شعر سنائے ہیں ، میں بھی ایک شعر جناب کی اجازت سے سنانا چاہتا ہوں :-

گنج بخشی ، فیض عالم ، مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

غریباً نواز ، میرے مولا کریم

گنج بخش ہے تیری مشہور ہم پر کر کرم
کر کرم کرواکرم دونوں جہاں میں رکھ کرم

پاکستان پائندہ باد ، (نعرہ تحسین)

میاں غلام حیدر ۔ (چیئرمین میونسپل کمیٹی ۔ میانوالی) ۔ جناب والا چشمہ بیراج بننے کی وجہ سے میانوالی شہر کا زیر زمین پانی ناقابل استعمال ہو گیا ہے ۔ جس کی وجہ سے موجودہ حکومت نے میانوالی شہر کے لئے واٹر سپلائی اور سیوریج سکیم ان آبادیوں کے تین چوتھائی حصہ کے لئے منظور فرمائی ہے ۔ جناب والا یہ سکیم اختتام پر ہے ۔ براہ مہربانی شہر کی باقی آبادی کو بھی پانی دینے کے لئے اس میں توسیع فرمائی جائے ۔ اس کے علاوہ جناب کو ایک وعدہ یاد دلانا چاہتا ہوں ۔ جب پچھلے دسمبر میں میانوالی کے دورے پر گئے تھے تو جناب نے فرمایا تھا کہ ایک کارخانہ لگانے کے لئے میانوالی شہر کے ارد گرد زمین خریدی جا رہی ہے جو میں بتانا

نہیں چاہتا - جناب والا اس وقت جو میرے علم میں آیا ہے کہ حکومت پنجاب ایک کاغذ کا کارخانہ لگانا چاہتی ہے - اس سلسلہ میں میری گذارش ہے کہ اس کے لیے چشمہ بیراج کی جھیل کے ایریا میں میٹیریل کافی ہے - براہ مہربانی وہ کارخانہ میانوالی شہر کے ساتھ لگایا جائے -

جناب والا اس کے علاوہ آپ نے میرے ساتھ پچھلے اجلاس کی میٹنگ میں کمپوری ہینسو ہائی سکول کی بلڈنگ کے لئے ایک وعدہ فرمایا تھا - اس کے لئے زمین کافی عرصہ سے خریدی جا چکی ہے مگر ابھی تک اس پر کام شروع نہیں ہوا - اس کے علاوہ ہماری میونسپل کمیٹی کا ایک پرانا ہسپتال ہے جوکہ پراونشلائز ہو گیا تھا مگر جس مقصد کے لئے حکومت نے علیحدہ ہسپتال بنا لیا ہے - براہ مہربانی وہ ہمیں واپس کیا جائے - وہ بالکل ضائع ہو رہا ہے - گورنمنٹ کالج میانوالی کا ہال نہیں ہے - براہ مہربانی وہ بھی تعمیر کرکے دیا جائے - شکریہ -

چودھری عبدالرشید - (وائس چیئرمین ضلع کونسل ، بہاولپور) - جناب میں براہ راست اپنے ان نکات کی طرف آؤں گا جو میں یہاں پیش کرنے چاہتا ہوں - ایک بات میں محکمہ ہائی ویز کی خدمت میں عرض کروں گا اور دوسری محکمہ مال سے متعلق عرض کروں گا - تیسری بات جو میں کہوں گا وہ محکمہ آبپاشی کے سلسلہ میں ہے -

جناب والا محکمہ ہائی ویز کے با اختیار حضرات کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ جب اپنی priority fix کرتے ہیں اور اے - ڈی - پی کا فیصلہ کرتے ہیں تو ان کے پیش نظر یہ بات بھی ہونی چاہئے کہ اس سے قبل جو سڑکیں بنانی شروع کی تھیں ان کو پہلے پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے ایک سڑک جس کو انہوں نے شروع کیا اس کا کچھ حصہ مکمل کر دینے کے بعد دوسری سڑک کو شروع کر دینے سے پہلا پیسہ یا جو پہلے رقم لگی ہوئی ہے وہ ضیاع کے مترادف ہے - اس ضمن میں میں جناب والا کی خدمت میں حاضر ہو کر دو سڑکوں کا حوالے دے چکا ہوں لیکن ایک سڑک جو اس وقت

مجھے یاد نہیں رہی تھی میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کا بھی یہاں ذکر کر دوں وہ یزمان سے فورٹ عباس ایک لنک سڑک ہے جس کا کافی حصہ بن چکا ہے اور بقایا حصہ ابھی تعمیر ہونا باقی ہے ۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس سڑک کو سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کر لیا جائے یا اس کی جو بھی صورت ممکن ہو نکالی جائے تاکہ جو سڑک پہلے سے بنی ہوئی ہے اس کا بھی کوئی فائدہ حاصل ہو سکے ۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ بہاولپور سول ڈویژن کے لئے 82-1981 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں محکمہ ہائی ویز کی طرف سے کوئی رقم کسی نئی سڑک کے لئے نہیں رکھی گئی تو اس طرح سے ظاہر ہے کہ اس محکمہ کے حصہ میں خاطر خواہ رقم آئی ہوگی اور یقینی طور پر انہوں نے کسی نہ کسی منصوبہ پر یہ رقم لگانے کے لیے تجویز بھی کی ہوگی ۔ یہ غیر مناسب لگتا ہے کہ ملک کا ایک حصہ سرے سے نظر انداز کر دیا جائے اور اس ساری رقم کو کسی ایک جگہ پر مختص کر دیا جائے ۔

دوسری گزارش میں محکمہ مال کی خدمت میں عرض کروں گا ۔ کل سے پٹواری کے سلسلے میں اور ریکارڈ کے بارے میں باتیں ہوتی رہی ہیں اور اس بات کا خدشہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اگر یہ ریکارڈ یونین کونسل کے دفتر میں رکھا جائے پھر اس کا اختیار بھی یونین کونسل کے لوگوں کو دے دیا جائے ۔ سیکرٹری یونین کونسل یا کسی اور فرد کو کہ وہ اس کی نقول جاری کرے ۔ چونکہ وہ مال کے ماہر نہیں ہوتے اس لئے وہ ریکارڈ کی نقول بھی صحیح طریقے سے نہیں دے سکیں گے ۔ اس حد تک یہ بات بالکل درست ہے ۔ لیکن اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ یہ شک و شبہ کی بات نہیں ہے بلکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ پٹواری کی اگر نیت خراب ہو تو اس ریکارڈ میں تمام تر tamper کرکے وہ اپنے مفاد کے لیے جو ساز باز کرنی ہوتی ہے اس سلسلے میں وہ پوری کوشش کرتا ہے تو میری اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ جہاں تک ریکارڈ کے جاری کرنے کا تعلق ہے وہ یقیناً وہ فرد جاری کرے

جو اس کو جانتا ہو اور وہ پٹواری ہی ہے ۔ لیکن tamper سے بچنے کے لئے کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ وہ ریکارڈ جو پٹواری تیار کرتا ہے اس کی ایک کاپی یونین کونسل کے دفتر میں بھی رکھی جائے تاکہ اگر کسی بات کا شبہ ہو کہ اس میں tamper ہوئی ہے تو اصل ریکارڈ جو یونین کونسل کے دفتر میں پڑا ہوگا اس سے اس بات کی تصدیق ہو جائے گی کہ یہ tampered شدہ ریکارڈ ہے یا اصل ریکارڈ ہے ۔

ایک آخری بات جو میں بطور گزارش پیش کرنی چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ چولستان کی آبادی کی خاطر نہروں کی توسیع کے سلسلہ میں غالباً کبھی کوئی پروگرام بنا تھا ۔ اس کے لئے میری معلومات کے مطابق پچھلے سال کچھ پیسہ lapse ہو کر واپس آ گیا ۔ اس کی کیا وجوہات ہیں ۔ میں اس میں نہیں جانا چاہتا لیکن اتنی میں گزارش ضرور کروں گا کہ جب ایک علاقہ کے لیے پیسہ مختص کر دیا جاتا ہے تو کسی نا اہلی کی بنا پر کسی سستی کی بنا پر یا کسی اور وجہ سے اس سے اس علاقے کی ترقی میں یہ چیزیں حائل نہیں ہونی چاہئیں ۔ وہ پروگرام جو ترتیب دیا جا چکا ہے اس کا جو پیسہ واپس آیا ہے اس پیسے کو اسی پروگرام پر لگانا چاہئے ۔ اس پروگرام کو expedite کرنا چاہئے ۔ اس علاقے کو اگر زراعت کے سلسلے میں آپ open کرتے ہیں تو یقینی طور پر یہ ملک کی معیشت میں بہترین اثر مرتب کرے گا ۔

جناب والا ! ایک تجویز مجھے میرے ایک فاضل دوست نے دی ہے ۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کو پڑھ کر سنا دیتا ہوں ۔ وہ تجویز یہ ہے ۔

"جناب صدر پاکستان کے حکم کے مطابق دفتروں میں نماز کا انتظام کیا گیا ہے لیکن دفتروں میں باقاعدہ نماز پڑھی نہیں جاتی ۔ تمام چیئرمین نماز پڑھیں اور تمام عملہ کو بھی نمازیں پڑھائیں ۔

یہ تجویز مجھے میرے ایک فاضل دوست نے مجھ تک پہنچائی ہے جو میں نے من و عن پڑھ کر آپ کو سنا دی ہے ۔

جناب جاوید اقبال وانا (چیئرمین میونسپل کمیٹی بہاول نگر) - جناب والا ! میں اپنے شہر کے دو تین مسائل کی نشاندہی کروں گا - ایک مسئلہ تو براہ راست آپ کی توجہ کا محتاج ہے اور اس کو آپ ہی حل کر سکتے ہیں - اس کا تعلق ایک وفاقی محکمہ سے ہے - مسئلہ یہ ہے کہ بہاول نگر ریلوے اسٹیشن جو کسی زمانہ میں تقسیم سے پہلے بہت بڑا جنکشن تھا یہاں پر ریلوے کے اڑھائی تین سو کوارٹرز موجود ہیں جن پر اب ریلوے کے ملازمین نہیں رہ رہے ہیں - اب ان میں غریب اور 1947 کے مہاجر لوگ آباد ہیں - اب ہر سال ریلوے والے ان لوگوں کو بے دخلی کے نوٹس بھیج دیتے ہیں اور جبراً بے دخل کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں - ریلوے والوں کو کسی طور پر ان کوارٹروں کی ضرورت نہیں ہے - وہ لوگ خود اپنی گرہ سے ان کی مرمت کرتے ہیں اور ان کو maintain کیا ہوا ہے - باقاعدہ ریلوے کو کرایہ ادا کرتے ہیں - اس سلسلے میں محکمہ ریلوے سے ہم نے بھی گفتگو کی ہے - ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ سے بھی ملے ہیں - ایک ہزار خاندان کا ہمارے لیے ہر سال لا اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے -

جناب والا ، دوسرا میں یہ عرض کروں گا کہ میونسپلٹیز کے کچھ واجبات محکمہ جات کے ذمے ہیں - تیسرا سیشن ہے - میں ہمیشہ سے یہ گذارش کر رہا ہوں کہ بلدیہ بہاول نگر کے آٹھ لاکھ روپے محکمہ پولیس کے ذمے ہیں - انھوں نے ہمارا رقبہ خریدا ہوا ہے - پیسے نہیں دے رہے - ایک لاکھ کے قریب محکمہ زراعت کے ذمے ہے - ہمارے پاس ان کے خطوط موجود ہیں کہ ہم آپ کو بہت جلد پیسے دے رہے ہیں - میں جناب والا کی وساطت سے عرض کروں گا کہ اب تو ریٹ بھی بڑھ چکے ہیں - دس سال پہلے کی قیمت پر یہ واجبات ادا کریں ، ورنہ ہم بمع سود ان سے وصول کریں گے -

جناب گورنر - کب سے آپ کو دینے ہیں ؟

مسٹر جاوید اقبال وانا - یہ سر ، گذشتہ بارہ سال کے قریب سے -

جناب گورنر - حاجی صاحب ہیں ؟

مسٹر جاوید اقبال رانا - پر سیشن میں میں عرض کرتا ہوں -

جناب گورنر - یہ اگر ان کی ملکیت ہے ، اور ان کو دینا ہے تو ان کو دیں -

سیکرٹری بلدیات - 45 ہزار روپے ادا کر چکے ہیں -

مسٹر جاوید اقبال رانا - کبھی نہیں سر -

جناب گورنر - آپ بھی چیک کر لیں اور آپ بھی اور آئی جی صاحب ! آپ کے پاس ذرا زیادہ پیسے ہیں -

If you owe it then please give it to them.

مسٹر جاوید اقبال رانا - ایک میں یہ عرض کروں گا جس کا کہ وزیر لوکل باڈیز کو بھی علم ہے ، ان ایل - سی - ایس - ملازمین کے تبادلے کے بارے میں ہم سب حضرات نے متفقہ طور پر عرض کیا تھا کہ ہمارا یہ مسئلہ ہے کہ نان اہل - سی ایس ملازمین ٹرانسفرایبل نہیں ہیں - ان کی پوسٹ ٹرانسفرایبل ہونی چاہیے تو وزیر بلدیات نے فرمایا تھا کہ اس میں وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے - کہ قانونی دشواریاں ہیں - تو میں نے انھیں اب عرض کیا ہے - براہ کرم ان کی پوسٹ ٹرانسفرایبل ہونی چاہیے -

ایک سر میں یہ عرض کرونگا کہ دو محکمے یہاں پر (touch) ٹچ نہیں ہوئے - ایک سول ڈیفینس کا اور ایک سوشل ویلفیئر کا - گزشتہ بارشوں میں ہمیں تجربہ یہ ہوا ہے کہ یہ محکمے جو پبلک کی ویلفیئر کے لیے ہیں ، انھوں نے بارشوں میں ہماری کوئی امداد نہیں کی - بلکہ مقامی انتظامیہ اور لوکل باڈیز کے ارکان نے خود ہی سب کام کیے ہیں - تو آئندہ کے لیے ان لوگوں کو بھی تنبیہ فرمائی جائے کہ ان کے کام کے لیے ایسے مواقع ہوتے ہیں -

ایک میں یہ عرض کروں گا کہ جس طرح ہمارے واجبات جو ہم نے لینے ہوتے ہیں ، جس طرح آپ نے کواپریٹو سوسائٹیز کے رجسٹرار کو اختیارات دیے ہوئے ہیں تو چیرمین حضرات کو بھی کلکٹر کے اختیارات دیں

تاکہ وہ اپنے واجبات لینڈ ریونیو ایکٹ کے تحت خود وصول کر سکیں ۔ شکریہ ۔

جناب گورنر ۔ شیخ صاحب ، آپ نے تو تقریر کر لی ہے ناں ؟

شیخ غلام حسین ۔ (راولپنڈی) جناب والا ، میں تقریر نہیں کرنا چاہتا ۔ میں سارے ایوان کے لیے ایک بات کرنا چاہتا ہوں ۔ اگر اجازت ہو ۔ صرف ایک منٹ کی بات ہے ۔ گذارش یہ ہے کہ پہلے یہ تھا کہ جوالیکشن ہوا تھا ، اس میں میئر اور چیئرمین تک تو موجود تھے ۔ تو درمیان میں یہ خلا محسوس کیا جاتا تھا کہ لوگوں کی رسائی صرف میئر اور چیرمینوں تک ہے اور درمیان میں ایک خلا ہے جس کو جناب نے وزراء حضرات مقرر کرکے پورا کر دیا ۔ مقصد یہ ہے کہ رابطہ عوام کا ان کے ذریعے قائم رہے ایک تو میری ان تمام وزراء حضرات سے درخواست ہے جیسا کہ کل ھاؤس میں ایک بیان آیا تھا کہ ھمارے کوئی چیرمین کسی وزیر صاحب سے ملنے کے لیے گئے تو تین چار گھنٹے ، بلکہ بعد میں بتایا کہ پانچ گھنٹے ملاقات نہ ہو سکی ۔ جہاں تک کاروبار حکومت کا تعلق ہے ، وہ اصل میں سیکریٹریوں کے ذریعے پہلے ھی چل رہا تھا ۔ ایسی بات نہیں ۔ انہیں مقرر کرنے کا حکومت کا مقصد یہ ہے کہ جو لوگ منتخب ہو کر آئے ہیں، ان کا عوام کے ساتھ رابطہ رہے اور انکے ذریعے آگے آپ تک بات پہنچے ۔ ایک تو میں ان سے مودبانہ درخواست کروں گا کہ حکومت کے اس مقصد کو ہر حالت میں پیش نظر رکھا جائے ۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ آج کل لاھور میں ہوٹلوں کے کرایے بہت بڑھ گئے ہیں ۔ موجودہ پیپلز ھاؤس اسی غرض کے لئے بنا ہوا ہے کہ اسمبلی کے ممبران اس میں ٹھہریں ۔ اب ظاہر ہے کہ ھمارے وزراء حضرات مقرر ہو گئے ہیں ۔ علاقے کے لوگ ان کے پاس آئیں گے ۔ ان کے پاس ٹھہرنے کے لیے جگہ نہیں ہو گی ۔ ہوٹلوں میں جا کر رہیں گے تو وہاں بہت زیادہ کرایے ہیں ۔ میری یہ درخواست ہے کہ کونسل کے تمام ممبران کے لیے ، پورے ہاؤس کے لیے ، اگر وہ اپنے کام کاج کے لیے آئیں تو **nominal** چارجز پر

پبلز ہاؤس میں رہنے کی سہولت مہیا کی جائے ۔ یہ میری دو درخواستیں ہیں ۔

جناب گورنر ۔ اس کی مرمت وغیرہ کراکے ، میرا خیال ہے آپ کی یہ تجویز ہے ۔

شیخ غلام حسین ۔ جی ہاں ۔

ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ ۔ (خاتون ممبر ضلع کونسل میانوالی) جناب والا ، میری گذارش ہے کہ ایک تو میانوالی کے لیے سوئی گیس دی جائے کیونکہ بائیس میل کے فاصلے پر داود خیل میں موجود ہے وہاں سے آنی بھی آسان ہے ۔

دوسرے گورنمنٹ گرلز ھائی سکول کے متعلق میں پہلے بھی آپ کو لکھ چکی ہوں کہ اس کی عمارت بری طرح damage ہو چکی ہے ۔ اس میں ہزاروں جانوں کے لیے خطرہ ہے ۔

جناب گورنر ۔ کیا چیز damage ہو چکی ہے ؟

ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ ۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کے کمرے بالکل ٹوٹے پھوٹے ہوئے ہیں ؟

جناب گورنر ۔ یہ عمارت کب کی بنی ہوئی ہے ؟

ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ ۔ کوئی ساٹھ ستر سال کی بنی ہوئی ہے ۔ ہم بھی وہیں پر پڑھے ہیں ۔ اس کی مرمت بھی نہیں ہوئی ۔

Governor. Then you please note this. If you need a special grant, something must be done.

Minister for Education. We have already allocated over five lacs.

جناب گورنر ۔ اس سال آپ کو پانچ لاکھ دیا گیا ہے ۔ لیکن مطلب یہ ہے کہ اب اس کا کام شروع کرانا ہے ۔

ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ ۔ بہت شکریہ ۔

تیسرے میرے پورے ضلع میں دو ہی گرلز ہائی سکول ہیں - ایک بھکر تحصیل میں ہے اور ایک میانوالی میں - لڑکیوں کی تعداد کافی ہے - جس سے انہیں پرابلم ہوتا ہے - یا تو وہاں پر ڈبل شفٹ کی جائے - یا ایک اور سکول دیا جائے -

جناب گورنر - میانوالی کی آبادی کیا ہے ؟

ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ - ستر اسی ہزار کے قریب ہے -

جناب گورنر - نہیں ، نہیں - زیادہ ہو گی -

ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ - یہ شہر کی آبادی ہے - لیکن مسئلہ یہ ہے کہ وہاں داخلہ نہیں ملتا - یا تو ڈبل شفٹ ہو جائے یا ایک سکول دے دیا جائے -

ملک امان اللہ - (میانوالی) ستر ہزار کے قریب آبادی ہے -

ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ - لڑکیوں کا ایک ہائی سکول ہے -

Governor. We can go into this.

ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ - پورے ضلع کی دس بارہ لاکھ کے قریب آبادی ہو گی - چوتھا جناب ہمارا مسئلہ تو اس طرح کا ہی ہے -

جناب گورنر - بندوقیں توپیں - (قہقہے) -

ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ - نہیں جی ، بندوقیں توپیں نہیں - وہ ریلوے کا ہے وہاں پر ہماری جو گاڑیاں آتی ہیں ، ان میں سے کوئی بھی ایکسپریس نہیں ہے - اگر لاہور آنا ہو تو وہاں سے ہم کوئی آٹھ بجے بیٹھتے ہیں اور یہاں بارہ بجے پہنچتے ہیں - اگر پنڈی جانا ہو تو رات بارہ بجے بیٹھیں گے تو صبح بارہ بجے پہنچیں گے - دوسرے بہت ناقص گاڑیاں وہاں چلائی جاتی ہیں - نہ ان میں بجلی کا انتظام ہے ، نہ کوئی چٹخنی ہے ، نہ کچھ حفاظتی انتظام اور رات کا عالم ہوتا ہے - مہربانی - السلام علیکم -

مسٹر رشید صدیقی ۔ (صدر پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹ) جناب چیئرمین ۔ یہ وقت تقریر کرنے کا تو نہیں رہا ۔ کیونکہ صبح سے لوگ تقریریں سنتے سنتے تنگ آگئے ہیں اور آپ کی تقریر سننے کے لیے بے تاب بھی ہیں ۔ چند گزار شات میں کروں گا ۔ آج جو بحث ہم نے سنی ہے اور 1947ء اور 1981ء سے پورے ملک کی ترقیات کے بارے میں اعداد و شمار سنے ہیں ، اس کی روشنی میں یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ پنجاب ملک کا پسماندہ علاقہ ہے اور لاہور اس پسماندہ صوبے کا پس ماندہ ترین شہر ہے ۔ جناب والا ، اگر آپ 1947ء کے اعداد و شمار لیں اور اس وقت کی یہاں کی ترقی کو لیں اور پورے صوبے کی ترقی کو لیں تو مجموعی طور پر آپ یہ محسوس کریں گے کہ یہاں وہ ترقی نہیں ہوئی جس نسبت سے هم نے پنجاب میں قربانیاں دی تھیں یہاں کے جتنے لوگ سروسز میں تھے ۔ اس وقت یہاں لاہور میں آپ کو نہ سکول میں داخلہ ملتا ہے ، نہ کالج میں اور نہ هسپتال میں ۔ لاهور میں کالجوں کی تعداد میں اضافہ هوا ، اور هسپتال صرف ایک بنا ہے ۔ میو هسپتال پر لاهور کا هی نہیں ، پورے پنجاب کا بوجھ ہے ۔

دوسری گذارش یہ ہے کہ یہاں عوام اور سرکاری افسروں کے مابین جو بعد محسوس کیا جاتا ہے اگر اس کو دور کرنے کی کوشش کی جائے تو میں سمجھوں گا کہ یہ بات صوبے کی ترقی کے لیے ضروری ہے اور ملک کی ترقی کے لیے بھی اہم ہے ۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے افسران اور عوام کے درمیان 1947 سے پہلے کے بنے ہوئے قوانین حائل ہیں جو نو آبادیاتی دور کی یادگار ہے ۔ ان قوانین میں وہی اختیارات ہیں جو نو آبادیات کے حکام کو حاصل تھے ۔ ہم ان قوانین سے نجات حاصل کرنے کی کوشش نہیں کر رہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ غیر ملکی حکمران اور ایک غلام قوم کے مابین جو فاصلہ تھا وہ ابھی تک برقرار ہے ۔

جناب والا آپ نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ ہمارے تعلیمی نصاب میں ایسی باتیں داخل ہیں جن کا ہمارے معاشرے سے کوئی تعلق نہیں اس

کی وجہ یہی ہے کہ پچھلے دنوں تک اس صوبے میں ایجوکیشن کوڈ 1926 کی لاگو تھی جس میں وکٹوریہ وغالف موجود تھے ہم نے نام تک تبدیل نہ کئے تھے جب ہم اپنی کوڈ نہیں بنا سکتے تو قومی تقاضوں کے مطابق کورس نصاب کیسے بنا سکتے ہیں۔

میری دوسری گذارش یہ ہے کہ یہ موجودہ حکومت یا اس سے اور پہلے کی حکومتیں قلیل المعاد بنیادوں پر منصوبہ بندی کرتی رہی ہیں جس کی وجہ سے ایک چیز کی قلت ہوتی ہے تو اس کو دور کرنے کے لئے جب توجہ دیتے ہیں تو دوسری طرف دوسری چیزوں کی قلت پیدا ہو جاتی ہے۔ لاہور اور دوسرے شہروں میں ایک جو صورت پیدا ہوئی ہے وہ آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ لاہور اور دوسرے شہروں میں جو صورت حال پیدا ہوتی ہے وہ کبھی گوشت کی گرانی ، کبھی سبزی کی قلت اور کبھی دالوں کی نایابی ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ شہروں کے اردگرد لائیو سٹاک کی گرین belt بنانے کی جو تجاویز یہاں دی ہیں۔ ان کو عملی جامہ پہنانا چاہئے۔ ورنہ آج دالوں کی کمی ہے توکل کسی اور چیز کی قلت ہوگی۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جس طرح ترقیاتی اداروں کے ذریعے شہر کے ارد گرد زرعی اراضی کو aequire کرنے کا سلسلہ جاری ہے اگرچہ یہ سلسلہ چند سال اور جاری رہا تو میں آپکو دعوےٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ شہریوں اور دوسرے لوگوں کو سبزی مہیا نہ ہو گی لہذا ترقیاتی اداروں کو یہ ہدایات کی جائے کہ وہ اپنا دائرہ کارکو زیادہ دور تک بڑھانے کی بجائے ہاؤسنگ کی پلاننگ اس طرح سے کریں کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو وہ اپنی حدود کے اندر لے سکیں۔

جناب والا لاہور ایک پسماندہ علاقہ ہے اور یہ دارالحکومت ہے ، یعنی چراغ تلے اندھیرا ہے۔ اسی طرح سے یہ اسمبلی یا یہ ایوان جو پورے صوبے کے مسائل حل کرنے کے لئے غور کر رہا ہے اس کے اہلکار اور ملازمین صبح سے شام تک کام مسلسل کرتے ہیں۔ سابقہ دور میں اوور ٹائم ملتا تھا یا اس کے لئے کچھ compensation ہوتی تھی جس سے کھانے پینے کی یا دوسری ضروریات پوری ہو جاتی تھیں آج کل وہ نہیں ہو رہا لہذا میری گذارش

یہ ہے کہ اگر اس قسم کی ماضی میں روایت تھی تو اسمبلی کے عملے کو اس کے مطابق اگر ادائیگی کر دی جائے تو کوئی حرج نہیں ۔

جناب والا ! ایک مسئلہ میرے پیشے کے متعلق ہے میں آپ کی وساطت سے رحیم یار خان کے چیئرمین سے گزارش کروں گا کہ دس سال پہلے انہوں نے پریس کلب کے لئے جو زمین یا عمارت دی تھی ، براہ کرم اس کو اب واپس نہ لیں ۔ کیونکہ دی ہوئی کوئی چیز واپس لینا میں نہیں سمجھتا کہ کوئی اچھی بات انہوں نے اگرچہ ان کو متبادل جگہ دینے کی بات کی ہے لیکن وہ اتنی ناکافی ہوگی کہ نہ وہ بلدیہ کے معیار کے مطابق ہوگی اور نہ ہی وہ پریس کلب کے معیار کے مطابق ہوگی یہ چیز جس خیر سگالی کے جذبے کے تحت انہوں نے اس وقت دی تھی اس جذبے کو برقرار رکھا جائے۔ بہت بہت شکریہ ۔

بیگم سلمیٰ تصدق حسین ۔ جناب والا ایک خاتون کی وقف بلڈنگ ہے محکمہ تعلیم نے اس کا کچھ حصہ لے لیا ہے ان کو انتہائی تکلیف ہے اور وہ اس بلڈنگ میں ہسپتال کھولنا چاہتی ہیں مناسب ہوگا کہ محکمہ تعلیم ان کا حصہ ان کو واپس کر دیں تاکہ وہ ہسپتال شروع کر سکیں جو زیادہ موزوں کام ہے ۔

جناب گورنر ۔ محکمہ تعلیم نے کس کی بلڈنگ لی ہے ۔

بیگم سلمیٰ تصدق حسین ۔ ایک وقف بلڈنگ ہے اس کو واپس کر دیں تو بڑی مہربانی ہوگی ۔

وزیر تعلیم ۔ ٹھیک ہے دیکھیں گے ۔

میاں محمد حیات بخش ۔ (وائس پریذیڈنٹ پنجاب سوشل ویلفئیر کونسل) صدر محترم ! برادران ملت تقاریر بہت ہوئیں ۔ مجھے تقریر کرنے کی نہ کوئی حسرت ہے نہ خواہش کیونکہ چالیس پچاس سال تک میں تقاریر کر چکا ہوں بہر حال جو کچھ یہاں ہوا ہے ، اس کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں ۔

جناب والا ! جو لوگ کام کرتے ہیں ، ان کی طرح میں بھی ہر جگہ جاتا ہوں مجھے ہر قسم کے لوگ نظر آتے ہیں بعض اوقات مایوسی ہوتی ہے کہ یہ لوگ اچھا کام نہیں کرتے - لیکن مایوسی کبھی کبھی امید میں بدل جاتی ہے - ایک واقعہ 14 - اگست کا سناتا ہوں اور میں نے یہ واقعہ صدر صاحب کو بھی سنایا تھا - میں نے راولپنڈی میں دیکھا کہ بارہ تیرہ سال کا ایک لڑکا تھا - اس نے بس سے چھلانگ لگائی اور سڑک پر آ گیا - سڑک پر پاکستان کا ایک جھنڈا پڑا ہوا تھا - ہو سکتا ہے کسی شخص کا گر گیا ہو - تو اس نے وہ جھنڈا اٹھایا اور اس کو آنکھوں سے لگایا ، چوما اور اس کے بعد وہ بس میں سوار ہو گیا - جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے کہا کہ یہ قوم کبھی ختم نہیں ہو سکتی (نعرہ ھائے تحسین -) گذشتہ جو اسمبلیاں تھیں ، ایم پی اے یا ایم این اے تھے انہوں نے اچھا ثبوت نہ دیا - جس سے قوم مایوس ہو گئی لیکن یہ تین چار دن کی کارروائی جو یہاں اسمبلی میں ہوئی ہے ، اس سے مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے اور میری مایوسی امید میں بدل گئی ہے - اس لئے کہ میں نے یہ دیکھا ہے کہ جو لوگ یہاں تشریف لائے ہیں جو یہاں کے کونسلر ہیں ، وہ بڑی تیاری کرکے آئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کام میں دلچسپی لی ہے ، ذوق و شوق سے کارروائی میں حصہ لیا ہے پھر میں نے دیکھا کہ ذاتی اغراض کے سوالات نہیں ہوئے بلکہ قومی اور ملی سوالات پیش ہوئے ہیں - میں اسے ایک خوش آیند نشانی سمجھتا ہوں یہ ہماری قوم کے لیے ایک نیک فال ہے میں امید کرتا ہوں کہ ان چار دن کی میٹنگ کے نتائج بہت اچھے نکلیں گے -

جناب والا ! یہاں ایک بات میں نے دیکھی ہے - میں وزراء اور سیکرٹری صاحبان سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اپنی رپورٹیں پڑھی ہیں ان میں قریباً 50 فی صد گا، گے، گی، ہر ایک کے الفاظ تھے ، یعنی مستقبل میں کریں گے - یہ ایوان سننا چاہتا ہے کہ آپ نے کیا کیا ہے یہ ماضی اور حال کے بارے میں سننا چاہتے ہیں مستقبل سے انہیں اتنا لگاؤ نہیں جتنا ماضی اور حال

سے ہے وہ چاہتے ہیں جب یہاں آئیں تو آپ انہیں خوش خبری سنائیں کہ آپ کا فلاں کام ہو گیا ہے ۔ میرا مطلب یہ کہ مستقبل کی بات کم استعمال کریں ماضی اور حال کی بات زیادہ کریں ۔

جناب والا ۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے جس نے ہمیں یہ ملک دیا اور پھر اس ملک میں یہ رتبے اور منصب عطا کیے اور دولت بخشی ۔ کوٹھیاں اور کاریں دیں اس کے بعد ان لوگوں کا شکریہ ادا کرنا چاہیے اور ہر وقت انہیں نیک نام سے یاد کرنا چاہیے جنہوں نے قربانیاں دیں اس کے بعد دوسری کوشش یہ کرنی چاہیے کہ جہاں جہاں بھی ہم ہیں ، اپنی پوری لگن سے ٹھیک کام کریں ۔ اپنے فرائض ایمانداری سے ادا کریں ہمارا دوسرا کام ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے ۔

لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید

(ترجمہ) اگر تم شکر ادا کروگے تو ہم تمہیں اور زیادہ دیں گے اگر ناشکری کروگے تو بلاشبہ میرا عذاب بڑا سخت ہے اس لئے اللہ سے ڈرنا چاہیے اور اللہ کی طرف توجہ کرنی چاہیے ۔

اس کے بعد جو ضروری بات ہے میں سمجھتا ہوں کہ زندگی رہے یا نہ رہے ۔ ملاقات ہو یا نہ ہو لیکن میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ ہم جتنی مصیبتیں یا تکالیف اٹھا رہے ہیں ان کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم دین سے ، خدا سے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ، کتاب اللہ اور سنت رسولؐ سے ہٹ گئے ہیں ۔ ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہم اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئیں ۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم آج بھی دنیا میں زندہ ہیں جس طرح وہ چودہ سو سال پہلے زندہ تھے ۔ اور آپ کی زندگی کہاں ہے ؟ آپ کی زندگی قرآن کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہے ۔ یہ قرآن ہی ہے جس کے ذریعے ہم دوبارہ وہ چیزیں حاصل کر سکتے ہیں جو آج سے تیرہ چودہ سو سال یا بارہ سو سال یا ایک ہزار سال

پہلے تھیں ۔ علامہ اقبال رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

گر تو می خواہی مسلمان زیستن
نیست ممکن جزبہ قرآن زیستن

قرآن کے بغیر ہم زندہ نہیں رہ سکتے ۔ اور میرا یہ ایمان ہے کہ قرآن اگر خاموش رہے تو خدا کی کتاب ہے اگر بولنے لگے تو رسالت مآب ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

یہ اللہ کی کتاب ایسی چیز ہے کہ اس سے آپ آسمان پر پہنچ سکتے ہیں ۔ اس کتاب کو ماننے والوں نے دنیا پر حکومت کی ۔ اس کتاب کو چھوڑ کر ہم ذلیل ہو گئے ۔ ہم ہزار کوشش کرتے ہیں لیکن وہ اس لئے بار آور نہیں ہوتیں کہ ہم نے اس کتاب کو چھوڑ دیا ۔ تو میرا یہ ایمان ہے اور آپ بھی اس پر ایمان رکھیں کہ اگر خاموش رہے تو خدا کی کتاب ہے ۔ اگر بولنے لگے تو رسالت مآب ہے ۔ قرآن کا تقاضا یہ نہیں کہ آپ صرف اس کو لپیٹ کر رکھ دیں یا پھر آپ اس کو زبانی طوطے کی طرح پڑھ لیں حکم یہ ہے اور قرآن کا تقاضا یہ ہے کہ آپ اس پر غور و فکر کریں ۔ یہ نہیں کہ صرف پڑھ لیں ۔ بلکہ اس کے معنی کو سمجھیں اور اس پر غور و فکر کریں ۔ قرآن کا معجزہ میں آپ کو بتاتا ہوں ۔ اگر قرآن کے معنی آپ ایک دفعہ پڑھ جاتے ہیں تو جتنی دفعہ آپ اور پڑھیں گے آپ پر نئے سے نئے انکشاف ہوں گے ۔ اس کے لئے تدبر چاہیے ۔ غور و فکر کی ضرورت ہے ۔ جب غور و فکر کر لیا تو حکم یہ ہے کہ اس پر عمل کریں ۔ اگر تینوں چیزیں آپ نے کر لی ہیں اور عمل نہیں کیا تو کوئی فائدہ نہیں ! پھر آپ نے فرمایا اگر عمل بھی کر لیا پھر بھی کام ختم نہیں ہوتا ۔ اسلام کی ایک دوسرے کو تبلیغ کرو ۔ اسلام ایک دوسرے کو سکھائیں ۔ تو یوں جب قرآن پر عمل ہو گا تو اس وقت آپ سمجھیں گے کہ ہماری حالت دن بدن بدلتی جا رہی ہے ۔ جیسا کہ آپ نے دیکھا ۔ میں

تو خوش ہوں اور میں سمجھتا ہوں :۔

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

میں سمجھتا ہوں کہ یہ وہ لوگ ہیں جن میں سے خبر نہیں کل کوئی مسٹر جناح نکل آئے گا ۔ محمد علی جوہر نکل آئے گا ۔ کل کوئی مولانا ظفر خان نکل آئے گا یا کوئی اور جوہر نایاب نکل آئے گا ۔ ہمارے لئے اور کہاں سے آدمی آئیں گے ؟ یہی آدمی ہیں ۔ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ قوم کس طرف جا رہی ہے اور خاص طور پر جب سے یہ موجودہ حکومت آئی ہے ۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزا دے بہر حال جنرل ضیاء الحق ایک مومن آدمی ہے ۔ مخلص آدمی ہے ۔ ایک دین دار آدمی ہے ۔ ایسا دین دار آدمی ہے جو اللہ اللہ کرتا ہے ۔ تہجد گزار ہے ۔ اس کو کوئی زک نہیں ۔ اب اگر کوئی کام نہیں ہوتا تو حالات ایسے ہیں ۔ مشکلات اتنی ہیں ۔ پریشانیاں اتنی ہیں ۔ ہو سکتا ہے کہ ان کی مشینری اتنی efficient نہ ہو جیسے وہ چاہتے ہیں ۔ اس لئے کچھ دیر ہے ۔ مگر آپ نے دیکھا کہ قوم کا رخ بدل گیا ہے ۔ یہ بہت بڑی بات ہے ۔ جب پاکستان بنا تو ہم یہ کہہ کر آئے ۔ "پاکستان کا مطلب کیا ؟ لا الہ الا اللہ" ۔ ہم ایک سیدھی لائن پر چل رہے تھے ۔ وہ سیدھی لائن تھوڑی سی ٹیڑھی ہو گئی ۔ تو جو لوگ جیومیٹری پڑھے ہوئے ہیں وہ جانتے ہیں کہ سیدھی لائن دور ہو جائے تو جتنی جتنی آگے جائے گی وہ اس سے دور ہوتی جائے گی یعنی اس کا اگلا فاصلہ زیادہ ہو جائے گا ۔ تو یہی ہمارے ساتھ ہوا کہ تیس سال غلط روش پر چلتے رہے ۔ اب انہوں نے صرف اتنا کیا ہے کہ اس لائن کو صحیح سمت میں موڑا ہے ۔ دعا کیجئے کہ وہ لائن منزل مقصود تک پہنچ جائے ۔

اسی طرح میں محکموں کے متعلق کہہ رہا تھا ۔ ان محکموں کا میں نے تجربہ کیا ہے ۔ میں نے یہ دیکھا ہے کہ یہ محکمہ بہت اچھے اچھے کام بھی کر رہا ہے لیکن کاموں میں efficiency نہیں ۔ کام ہو جاتے ہیں مگر efficiency نہیں ہوتی سڑکیں جو ایک دفعہ بنتی ہیں میرا خیال ہے کہ پانچ سال تک رہنی چاہیں

لیکن بجائے پانچ سال کے وہ پالچ مہینے بھی نہیں رہتیں - جو سڑکیں آپ نے یہاں دیکھی ہیں - ان پر جو patch پڑے ہوئے ہیں ان کو اگر آپ دیکھیں تو نیچے روڑی اس طرح پڑی ہوئی ہے - کہ اس کو آپ جھاڑو سے بھی اکھٹا کر سکتے ہیں - اسی طرح اور بھی جو کام ہو رہے ہیں ان کی نگرانی صحیح نہیں ہوتی - سیورج والے یا دوسرے جو پائپ بچھا رہے ہیں وہ سب غلط طریقے سے کر رہے ہیں - نیچے لائینیں سیدھی نہیں ، جوڑ صحیح نہیں لگ رہے اور وہ جلدی leak کر جاتے ہیں - پھر وہ یہ بھی تماشا کرتے ہیں کہ ایک تو سیوریج کی لائن جا رہی ہے اور ساتھ ہی واٹر سپلائی کی لائن جا رہی ہے یہ لائن اگر leak کرتی ہے تو سیوریج کی لائن میں گھس جاتی ہے اور اگر سیوریج کی لائن leak کرتی ہے تو وہ واٹر سپلائی کی لائن میں گھس جاتی ہے - بہر حال یہ ساری چیزیں جو ہو رہی ہیں یہ lack of supervision کی وجہ سے ہو رہی ہیں - افسر تکلیف نہیں کرتے - افسروں کو تکلیف کرنی چاہیے - افسروں کو کام کرنے والوں کے سر پر کھڑا ہونا چاہیے مجھے یاد ہے کہ میں نے ستر میل لمبی لائن برطانیہ کے زمانے میں لگوائی تھی اسے پچاس سال ہو گئے ہیں لیکن آج تک وہ خراب نہیں ہوئی - میں نے کئی لوگوں سے اس لائن کے متعلق پوچھا تو وہ کہنے لگے کہ آج تک وہ لائن leak نہیں ہوئی - تو یہ لائینیں جو آج لگتی ہیں وہ تیسرے روز leak ہو جاتی ہیں - مجھے یاد ہے کہ راولپنڈی میں انہوں نے ایک لائن بچھائی وہ leak ہو گئی اور اس کی وجہ سے مکان گر گئے - بہر حال میں یہ کہہ رہا تھا کہ جتنے بھی کام ہو رہے ہیں ان میں efficiency اور نگرانی کی ضرورت ہے - تاکہ وہ لوگ properly کام کریں -

میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہنا چاہتا - اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں یہاں بیٹھنا نصیب کیا - خدا جانے پھر یہ زندگی میں بیٹھنا نصیب بھی ہو یا نہ ہو - اللہ تعالیٰ سب کو خوش رکھے اور اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح محبت عطا کرے

جس کا وعدہ ہم نے اس دن کیا تھا جس دن ہم نے پاکستان بنایا تھا ۔ آپ میں سے بہت لوگوں کو یہ پتا نہیں کہ پاکستان کیوں بنا ، کس طرح بنا ۔ پاکستان بنانے کی کیا ضرورت تھی ۔ 1930ء میں ہم نے ایک آل انڈیا مسلم لیگ بنائی ۔ دلی میں اس کا ایک جلسہ ہوا جس میں میں بھی گیا ۔ نو پائیس صفحات پر مشتمل ایک یاد داشت گورنمنٹ کو بھیجی ۔ اس میں ہم نے بتایا کہ تمام مسلمان ملازمین کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے ۔ سی ایم اے کے دفتر میں 81 افسران میں سے صرف تین افسر مسلمان تھے ۔ اسی طرح ریلوے میں آٹے میں نمک کے برابر بھی نہ تھا میں کہتا ہوں کہ ملازمین نے پاکستان بنانے میں بڑا حصہ لیا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ملازمین ہی وہ لوگ تھے جن کے ذہن میں سب سے پہلے یہ خیال پیدا ہوا کہ ہم ہندو ماتحت نہیں رہ سکتے کیونکہ وہ ان کے ساتھ رہتے تھے انہیں پتا تھا کہ ان کا کیا حشر ہوتا ہے میں نے خود تجربہ کیا ۔ ہندو ایک ملائکہ کی حیثیت سے بڑا بھلا مانس ، بڑا تابعدار اور بڑا ورکر تھا ۔ لیکن جب وہ ہندو افسر بن جاتا تھا تو وہ اتنا ظالم بن جاتا تھا کہ مسلمان کا ستیا ناس کر دیتا تھا ۔ ان حالات میں یہ سب کچھ ہوا ۔ تو جب پاکستان بن گیا اور جس طرح ہم لوگ خون کے سمندر سے گزر کر آئے وہ بھی آپ لوگوں میں سے بعض کو پتا ہوگا اور بعض کو نہیں ہوگا ۔ ہمیں پتا ہے ۔ ایک بیگم صاحبہ تھیں وہ بیچاری فوت ہو گئی ہیں ۔ ان کے ساتھ مل کر وہاں سے عورتوں کو لاتے رہے جو بیچاری وہاں اغوا کرلی گئیں ۔ کئی سر گئیں کئی رہ گئیں بہر حال یہ حالات تھے جن میں پاکستان بنا ۔ تو اس صورت میں ہمیں ہر وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ہے ۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنا ہے ۔ اپنے کاموں کو صحیح کرنا ہے اپنی ڈیوٹی صحیح طریقے سے کرنی ہے ۔ ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنی ہے ہمیں ایک دوسرے سے محبت ہونی چاہیے ۔ نفرتوں کے بیج نہیں بونے چاہییں ۔ چاہے وہ نفرت مذہبی ہو ، فرقہ داری کی ہو ۔ شہر یا دیہاتی کی ہو کسی اور ذات پات کی ہو ۔ کسی قسم

کی نفرت ہو ۔ یہ نفرتوں کا بیج بونے کا وقت نہیں ۔ ہم پر بڑا نازک وقت ہے ۔ ہم چاروں طرف سے گھرے ہوئے ہیں ۔ آپ کو پتا ہے ؟ میں آپ کو بتاؤں گا :-

تجھے اب بلبل نوا سوجھی ہے گانے کی
مجھے تو فکر ہے ظالم تیرے آشیانے کی
یہ آڑے ترچھے تنکے کیا تیرے آشیانے کے
کبھی سے آندھیاں ہیں تاک میں انکو اڑانے کے
اور یہ گلچیں باغبان صیاد یہ تیرے کرم فرما
کبھی سے کرچکے ہیں سازشیں تیرے مٹانے کی

ایسی حالت میں ہمارے لئے یہ بالکل موزوں نہیں کہ ہم آپس میں لڑیں چھوٹی چھوٹی باتوں پر ڈنڈا لیے ہوئے ایک دوسرے کے پیچھے پھریں ۔ نفرتوں کے بیج بوئیں ۔ ہمیں نفرتوں کی بجائے محبت کے بیج بونے چاہئیں تاکہ ہم آپس میں ایک جان ہو جائیں ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ مسلمان ایک جسم ہیں ۔ اس لئے ہمیں ایک جسم ہو کر رہنا چاہیے ۔

جناب والا ۔ یہ بات یونہی نکل آئی جس کا اس بات سے تعلق نہ تھا بہر حال میں امید کرتا ہوں کہ آپ مجھے معاف فرمائیں گے اور ان باتوں کو اپنے دماغ میں جگہ دیں گے اور یاد رکھیں گے ۔

و آخر دعوٰی نا عن الحمد للہ رب العالمین

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب گورنر ۔ اب منسٹر صاحبان تقریر کریں گے ۔ ہر وزیر 3 سے پانچ منٹ تک اپنے خیالات کا اظہار کرے گا ۔ آئیے ۔ آپ پہلے آئیے ۔ میاں صاحب ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات اور ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کا خطاب

میاں صلاح الدین (وزیر مواصلات و تعمیرات) - جناب والا ، اس ایوان میں شعر بہت سے پڑھے گئے - علامہ اقبال کو بہت خراج تحسین پیش کیا گیا - ایک سردار تھے ان کی چھ سات لڑکیاں تھیں اور ان لڑکیوں کی شادی نہ ہوتی تھی - تو وہ ایک مسلمان کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ یار علامہ اقبال بہت بڑا ولی تھا - بہت بڑا پیغمبر تھا کہ آج سے کئی سال پہلے کہہ گیا ہے :-

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے جہاں میں "دھی دا ور" پیدا -

(قہقہے)

یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا - در اصل ہماری بھی یہ خواہش تھی :-

یہ حسرت رہ گئی کیا کیا مزے کی زندگی کٹتی
اگر ہوتا چمن اپنا ، گل اپنا ، باغباں اپنا

اور ایک وقت وہ بھی تھا کہ جب علامہ اقبال نے کہا تھا :

لیکن مجھے اس قوم میں پیدا کیا تو نے
جس قوم کے بندے ہیں غلامی پہ رضا مند

پھر بھی وہ نا امید نہ ہوئے اور انہوں نے ارشاد فرمایا :-

نا امید نہ ہو ان سے اے رہبر فرزانہ
کم کوش تو ہیں لیکن بے ذوق نہیں راہی

ہوا یہ جناب والا کہ آزادی ہمیں بہت جلدی مل گئی - (مداخلت)

آپ نے جو سوال مجھے بھیجا تھا - اس کا تحریری جواب آپ کو مل جائے گا and you will be satisfied by that answer اگر میں یہاں پر جواب دینا شروع کروں تو آپ لوگ گیارہ بجے سے پہلے کھانا نہیں کھا سکیں گے - میں نے تو دو تین منٹ اس لئے لئے ہیں کہ آپ کی بوریت ختم کر دوں -

جناب والا ، میں یہ عرض کر رہا تھا کہ 1940ء میں ہم نے فیصلہ کیا اور 1947ء میں ہمیں پاکستان مل گیا ۔ پاکستان ہمیں بہت جلد مل گیا ۔ اتنی جلدی کہ کسی کو یقین نہ تھا ۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اتنی مال و دولت دی جس میں ہم کھو گئے ۔ ہم سے غلطیاں بھی ہوئیں جن کا خمیازہ بھی ہمیں بھگتنا پڑا کہ آدھا پاکستان کٹ گیا ۔ مگر باوجود ہر چیز کے میں ایک وقت نا امید ہو گیا لیکن وہ جذبہ ابھی باقی ہے ۔ ہم بڑے با ہمت ، بڑے کام کرنے والے اور بڑے بہادر لوگ ہیں ۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت کچھ دیا ہے ۔ اگر میں آج سے پینتیس ، چالیس سال پہلے کا اپنا چہرہ دیکھوں تو ہمارے چہروں پر اتنی رونق نہ تھی ۔ ہمارے کپڑے اتنے اچھے نہ تھے ۔ ہندو کی غلامی تھی ، غریبی تھی اور جہاں تک مجھے یاد ہے 1946ء کے الیکشن میں میاں صاحب نے مسلمانوں کو قرضہ دیا تھا اور اس سے مسلمانوں کو کچھ سیٹیں ملیں اور وہ جیتے ۔ یہ میں وثوق سے کہتا ہوں ۔ اب خدا وند تعالیٰ نے ہمیں بہت کچھ دیا ۔ اس پر ہمیں ایک دھکا لگا اور ہم الجھ گئے ۔ پھر ہم نے روٹی ، کپڑا اور مکان کا جو چکر دیا ۔ اس پر خدا وند تعالیٰ نے ہمیں سزا دی ۔ پھر بھی خداوند تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں بچا لیا ۔ اللہ تعالیٰ کو ہماری حالت پر رحم آ گیا ۔ نعوذ باللہ ، اللہ تعالیٰ کو شرم آ گئی کہ یہ ملک تو میں نے انہیں دیا تھا ، پھر میں نے ہی ان سے چھین لیا ۔ تو یہ بہت بری بات ہے ۔

جناب والا ، ہم میں خرابیاں بھی ہیں ۔ افسروں میں خرابیاں ہیں ۔ میں تو یہ کہوں گا کہ ہم نے اپنے بزرگوں سے ایک چیز سیکھی ہے ۔ میں تو گناہ گار آدمی ہوں ۔ ایک نماز پڑھتا ہوں ۔ اور بعض دفعہ اور بھی پڑھ لیتا ہوں مگر دن میں ایک دفعہ خدا وند تعالیٰ سے ضرور دعا کرتا ہوں ۔ کہ خدا وند تعالیٰ تو نے ہی ہمیں یہ ملک عطا کیا ہے ہم بڑے گناہ گار ہیں ۔ تیرے رحم و کرم کی بات ہے اور تو نے

ہی اسے قائم رکھنا ہے ۔ آپ بھی اگر ایک دفعہ نماز پڑھ کر دعا مانگا کریں آپ کو خود بخود اس ملک کی بہبودی کا خیال آ جائے گا ۔ کچھ اپنے ذاتی مفاد سے ہٹ کر پھر آپ اپنے ملک کے متعلق سوچیں گے ۔ پھر میں علامہ کا ایک شعر سناؤں گا :-

بدل کے بھیس زمانے میں پھر سے آتے ہیں
اگرچہ پیر ہے آدم ، جواں ہیں لات و منات
وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

آپ ایک چیز یاد رکھیں ۔ یہ ملک مضبوط ہے ۔ مضبوط رہے گا ۔ یہ ملک کہیں نہیں جاتا ۔ مضبوط تر ہوگا ۔ چودہ اگست کو لوگوں کو ہم نے دیکھ لیا ۔ اس قوم میں بہت سپرٹ دیکھی ۔ اس لئے میرا یہ پختہ یقین ہے کہ ہم آگے بڑھیں گے ۔ مضبوط ہوں گے ۔ ہمیں کوئی نہیں چھوڑ سکتا ۔ یہ آپس کی چھوٹی بڑی لغزشیں اور رنجشیں ہیں انہیں بھولنا چاہئیے اور ہم سب کو ایک بن کر رہنا چاہئیے ۔

وزیر خوراک کا خطاب

جناب وزیر خوراک ۔ (سردار رفیق حیدر خان لغاری) ۔ جناب گورنر صاحب آج کی اس جنرل بحث میں محکمہ خوراک کے بارے میں زیادہ سوالات فاضل ممبران کی طرف سے نہیں کئے گئے اور مجھے یہ خوشی ہے کہ آپ ہماری کارکردگی سے شاید مطمئن ہیں ۔ اس وجہ سے زیادہ سوالات اس بارے میں نہیں ہوئے ہیں ۔ پھر بھی یہ توقع رکھتا ہوں کہ آپ ہماری رہبری کرتے رہیں گے اور ہمارے نقائص سے ہمیں آگاہ کرتے رہیں گے ۔

صرف ایک سوال تھا کہ شوگر سیس بورڈ میں صوبائی ممبران کو شامل کیا جائے ۔ اس سلسلہ میں یہ عرض کروں گا کہ صوبائی بورڈ میں ہم نے کوشش یہ کی ہوئی ہے کہ شوگر زون میں جتنی ملیں ہیں وہاں کے چیئرمین

حضرات کو اس میں شامل کر لیا جائے جو کہ کونسل کے ممبر ہیں ۔ کمیٹی میں ہم نے زمینداروں کو بھی رکھا ہے تاکہ وہ بھی رائے دے سکیں ۔

دوسرا سوال گندم کی قیمت کے بارے میں ہوا ہے ۔ محکمہ خوراک اور محکمہ زراعت صوبائی سطح پر ہمیشہ کسان کے حق میں لڑتا رہا ہے اور ہم ہمیشہ کسان کے حق کی خاطر لڑتے رہیں گے ہم کہتے ہیں کہ کسان کو اس کی محنت کا پورا حق ملے لیکن قیمت کا تعین وفاقی حکومت کرتی ہے ان کی بھی کچھ مجبوریاں ہیں ۔ ہر چیز پر اثر پڑتا ہے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اگلی فصل پر کوشش کریں گے کہ آپ کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر سکیں اور میں توقع رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ اگلی فصل پر ہم آپ کی زیادہ بہتر خدمت کر سکیں گے ۔

جیسا کہ کل گورنر صاحب نے فرمایا تھا ، صارفین کی تکلیف کو مدنظر رکھتے ہوئے اور بازار میں تیزی کے رجحان کو ختم کرنے کے لئے آج پاسکو کو اس بات کا حکم دے دیا گیا ہے کہ پاسکو کل سے اپنے پرانے ریٹوں پر دالیں فروخت کرے اور اس کی قیمت نہیں بڑھائیں گے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) وہی ریٹ وصول کئے جائیں گے جو آج سے پندرہ بیس روز یا ایک مہینہ پہلے تھے ۔ انشاء اللہ اسی ریٹ پر آپ کو وافر مقدار میں چھوٹے بازاروں میں دالیں مہیا کی جائیں گی ۔

آخر میں ، میں چیئرمین میونسپلٹی اور چیئرمین ضلع کونسل کا بے حد شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہماری کارکردگی پر ہمیں شاباش دی ہے ، بہت سے خطوط بھی بھیجے ہیں اور ہمارے سٹاف کی کارکردگی کو بھی سراہا ہے میں توقع رکھتا ہوں کہ اس کے ساتھ ساتھ آئندہ ہمیں ہماری کارکردگی کے بارے میں وقتاً فوقتاً بتاتے رہیں گے ۔ شکریہ ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر اوقاف اور سماجی بہبود و زکواۃ کا خطاب۔

میاں محمد ذاکر قریشی : جناب چیئرمین صاحب بیگم صاحبہ نے یہ الزام لگایا ہے کہ قبرستانوں اور مزاروں کی بے حرمتی ہو رہی ہے اور وہاں کس قسم کی کوئی کارروائی نہیں ہو رہی ۔

بیگم زبیدہ جعفری (خاتون ممبر میونسپل کارپوریشن ملتان) معاف کیجئے گا میں نے مزاروں کے بارے میں نہیں قبرستانوں کے بارے میں کہا ہے ۔

وزیر اوقاف ۔ ٹھیک ہے تو اس سلسلے میں میں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ ۔ ۔

جناب گورنر ۔ نہیں الزام تو نہیں یہ ان کی تجویز تھی ۔

وزیر اوقاف ۔ جناب والا ! آپ کو علم ہوگا کہ محکمہ اوقاف بننے سے پہلے قبرستانوں اور مزاروں کی کیا حالت تھی ۔ اس وقت ہم نے شاہی مسجد ، مسجد وزیر خان ، داتا صاحب کی درگاہ ، شاہ رکن عالم کی خانقاہ اور بہاوالدین زکریا کی خانقاہ پر لاکھوں روپے خرچ کئے ہیں اور ان میں اتنی ترقی ہوئی ہے کہ ان سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا ۔

ایک آواز ۔ بات تو قبرستان کی تھی ۔

وزیر اوقاف ۔ میں یہ مانتا ہوں کہ کچھ قبرستانوں میں ناجائز تجاوزات ہیں اور خاص طور پر ملتان شہر میں ۔ اس میں ایک مارشل لاء ٹیم مقرر کی گئی اور اس میں کہا گیا ہے کہ کچھ تجاوزات ایک سو سال پہلے سے ہیں اور کچھ پاکستان بننے سے پہلے کی ہیں اور جو اس وقت بنی ہیں اور کمرشل ہیں ان کو ہم نے نوٹس دے رکھا ہے کہ ان کو وہاں سے ہٹا دیا جائے ۔

جناب گورنر ۔ انہوں نے ایک اصول کی بات کی تھی ۔ میرے خیال میں یہ آپ کی بڑی اچھی تجویز ہے ۔ یہ ہمیں دیکھنا چاہیے ہم اسے قبول کرتے ہیں اور ہر جگہ پر ہدایات دیں گے ۔ لاہور میں ہم کئی جگہوں پر درست بھی کر رہے ہیں جیسے جیسے آبادی بڑھتی ہے ان قبرستانوں کی بھی ضرورت

ہے ہم اس کو کریں گے اور جہاں جہاں پر غلط چیزیں ہیں ہم ان کو درست کرنے کی کوشش کریں گے ۔

بیگم زبیدہ جعفری ۔ جناب والا ، میں نے کہا ہے کہ ناجائز تجاوزات کو ختم کیا جائے ۔

وزیر اوقاف ۔ وہ ہم کر رہے ہیں ۔ ان کو ہٹا رہے ہیں ۔

بیگم زبیدہ جعفری ۔ جناب والا اس کے لئے کوئی آرڈی نینس نافذ کیا جائے ۔

وزیر اوقاف ۔ آرڈی نینس تو نہیں ہوگا ہم کوشش کر رہے ہیں ۔

جناب گورنر ۔ بیگم صاحبہ ہم کوشش کریں گے آپ کی تجویز نہایت اچھی ہے ۔

وزیر اوقاف ۔ جناب والا انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ مزارات پر چڑھاوے چڑھتے ہیں ۔ وہ لوگوں کو نہیں ملتے خاص طور پر کپڑے وغیرہ جناب والا ۔ وہ سب کپڑے غریب لوگوں کے بچوں کی شادیوں میں دے دیے جاتے ہیں ۔

بیگم زبیدہ جعفری ۔ جناب والا میں خود اپنی کمیٹی کی ممبر ہوں ایسا نہیں ہوتا ۔

جناب گورنر ۔ جیسا کہ میں عرض کر رہا ہوں ہو رہا ہو گا البتہ آپ نے کہی ہیں ہم نے ان کو دیکھنا ہے ۔

وزیر اوقاف ۔ جناب والا یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ چوکیدار وغیرہ مقرر کئے جائیں تو ہم نے بی بی پاکدامن کے مزار پر دو چوکیدار مقرر کر دیے ہیں تاکہ وہاں آئندہ کوئی ناجائز تجاوزات نہ ہوں ۔ نئے قبرستانوں کے متعلق کہا گیا ہے اور وزیر مال کل یہ فرما چکے ہیں کہ محکمہ اشتمال والوں کو حکم دے دیا گیا ہے کہ جہاں نئے اشتمال ہوں وہاں نئے قبرستانوں کے لئے جگہ رکھی جائے ۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ درخت وغیرہ بھی لگائے جائیں وہ بھی

ہم نے حکم دے رکھا ہے کہ جہاں جہاں خالی جگہ پڑی ہے وہاں سایہ دار درخت لگائے جائیں ۔ اس کے علاوہ آپ کو علم ہے کہ محکمہ اوقاف جس وقت بنا ہے اس وقت تقریباً ایک کروڑ روپے کی آمدنی تھی اس وقت اوقاف کی آمدنی 4 کروڑ روپے سے اوپر ہو چکی ہے ۔ داتا صاحب پر اس وقت چالیس لاکھ روپے سالانہ خرچ ہو رہا ہے ۔ جس میں ایک فری ڈسپنسری ہے ہر آدمی کا تقریباً مفت علاج کیا جائے گا اور یہ سب کچھ اس اوقاف کی وجہ سے ہو رہا ہے ۔ میرے ایک معزز ممبر نے یہاں فرمایا ہے کہ وہاں پر وقف شدہ مکانات ہیں جو کرایہ پر نہیں دئیے گئے۔ اس بات کا مجھے علم نہیں معلوم کرکے بتادوں گا ۔ چیئرمین بہاولپور نے فرمایا ہے کہ بہاولپور ضلع میں جتنا خرچ اور آمدنی ہے اس کی تفصیل بتائی جائے۔ وہ بھی ایک ہفتے کے اندر انہیں بتا دیا جائے گا ۔

جناب گورنر ۔ یہ جو بیواؤں کا پوائنٹ ہے اس پر میں خود بھی وضاحت چاہوں گا ۔

وزیر خزانہ، آبکاری و محصولات کا خطاب

وزیر خزانہ (جناب محمد نواز شریف) ۔ جناب والا ، جائیداد ٹیکس کے بارے میں چند ایک سوالات ہوئے تھے ، اس سلسلے میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جائیداد ٹیکس کی ہم نے جو نئی پالیسی بنائی ہے اس کے تحت جو تشخیص ہے اس کے تفاوت کو دور کرنے کے لئے اور اس کو at par کرنے کے لئے اور Disparity کو دور کرنے کے لیے ہم چاہتے ہیں کہ جو کرایہ کے مکانات ہیں یا جس میں خود مالکان رہتے ہیں ان کی تشخیص اس طرح سے کی جائے کہ تفاوت دور ہو جائے ۔ آپ سمجھتے ہیں کہ اس نئے فارمولے میں اگر کچھ کمی ہے تو میں اس کو دوبارہ چیک کر لوں گا ۔ ہم اسے دیکھ لیں گے اور مجھے امید ہے کہ اس سے بہتر نتائج برآمد ہوں گے ۔ آپ انارکلی کی مثال لے لیں وہاں بعض دکانیں ایسی ہیں جن کی سیل ایک ماہ میں لاکھوں روپے

ہوتی ہے ۔ لیکن اگر ان کی جائیداد ٹیکس کی وصولی دیکھی جائے تو ٹیکس صرف سو روپیہ یا پچاس روپیہ یا ایک سو پچاس روپیہ ادا کرتے ہیں تو اس لئے فارمولے کے تحت وہ لوگ کم از کم مناسب ٹیکس ادا کریں گے ۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں آپ لوگوں کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ ایسے مکانات جن میں لوگ خود رہتے ہیں اور مالک مکان ہیں ان کے کرایہ میں کوئی خاطر خواہ کمی واقع نہیں ہوگی ۔ وہ جتنا ٹیکس ادا کر رہے ہیں اسی طریقہ سے ادا کرتے رہیں گے اس میں کسی قسم کے اضافہ کی توقع نہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

جہاں تک بیواؤں ، معذوروں اور یتیم افراد کا تعلق ہے ، بعض معزز اراکین نے اس سلسلے میں سوال اٹھایا تھا تو قطع نظر اس کے کہ بیواؤں ، یتیم یا معذور حضرات کے مکان کی کیا قیمت ہے ہم نے ان کو چھوٹ دی ہے تو اس پر کوئی ٹیکس نہیں ہوگا جیسا کہ میں نے بجٹ میں اعلان کیا تھا ۔ اس اعلان سے پچھلی رعائتوں کو ختم کیا جاتا ہے یا ان رعایتوں کا کوئی وجود نہیں رہتا تو میں یہ بات آپ لوگوں کے سامنے دوبارہ دہراتا ہوں کہ ممکن ہے کبھی کوئی اس قسم کی غلط فہمی پیدا ہو وہ اس کو دیکھ لیں گے ۔ اگر اس میں کوئی غلط فہمی ہے تو انشاء اللہ دور کر دیں گے ۔

ممبر گوجرانوالہ نے ایک سوال اٹھایا تھا کہ بنکوں سے اوور ڈرافٹ نہیں ملتا ۔ قرضے بنک سے نہیں ملتے ۔ تو اس میں گزارش یہ ہے کہ ہم پہلے ہی اس معاملے کو دیکھ رہے ہیں اور اس پر کام کر رہے ہیں آپ لوگوں کی تکلیف ہم جائز سمجھتے ہیں اس کو انشاء اللہ بہت جلد دور کر دیا جائے گا ۔

دوسرے انہوں نے کراچی سٹیل ملز کے بارے میں ذکر کیا تھا ۔ چونکہ اس بارے میں میں جانتا ہوں اس لیے میں ان کی بات کا جواب دے رہا ہوں ۔ یہ ٹھیک ہے کہ کراچی سٹیل ملز کے سٹیل کی depreciation اور interest کی اتنی قیمت بنتی ہے جتنی کہ آج کل سٹیل کی بازار میں قیمت ہے کیونکہ جب اس میں لیبر ، بجلی یا raw material اور اس کے دوسرے

اخراجات کی کاسٹ اس میں شامل کی جائے گی ۔ تو یقیناً اس کی قیمت زیادہ ہو گی ، تو ظاہر ہے کہ حکومت اس سے پوری طرح آگاہ ہے اور اس کے حل کے لیے کوشش کر رہی ہے ۔ مجھے معلوم ہے کہ سٹیل انڈسٹری کے لیے ایک بنیادی چیز ہے اس لئے اس کی قیمت حکومت کسی طور پر بھی زیادہ نہ ہونے دے گی ۔

دوسرے خورشید صاحب نے فرمایا تھا کہ سرمایہ ملک سے باہر جا رہا ہے تو میں ان سے یہ عرض کروں کہ اس وقت سرمایہ مک سے باہر نہیں جا رہا بلکہ ملک کے اندر واپس آ رہا ہے اور جولوگ ملک سے باہر چلے گئے تھے ، ان کے تجربات وہاں پر کچھ اچھے نہیں ہوئے اور وہ سرمایہ باہر لے کر گئے تھے ۔ اور اس کے بارے میں آپ سب لوگوں کو معلوم ہے اب یہ وقت ہے کہ جب وہ لوگ سرمایہ باہر سے ملک میں لا رہے ہیں اور اس ملک میں سرمایہ کاری کر رہے ہیں ۔ اب اس ملک کے حالات سرمایہ کاری کے لئے سازگار ہیں وہ پورے زوروں کے ساتھ سرمایہ کاری کر رہے ہیں اور یہ زور اور بھی بڑھ رہا ہے مجھے امید ہے کہ سرمایہ کاری اور بڑھے گی ۔ میں خورشید صاحب کی بڑی عزت کرتا ہوں اور میرے دل میں ان کا بڑا احترام ہے ۔ وہ لیبر لیڈر ہیں۔ اس لئے ان سے درخواست ہے کہ وہ مزدوروں کے دماغ میں کم از کم اتنی بات ضرور ڈالیں کہ جہاں وہ **rights** کی بات کہ رہے ہیں وہاں انہیں **obligations** بھی سمجھ لینی چاہیں ۔ جہاں وہ اپنے حقوق کی بات کرتے ہیں وہاں انھیں اپنے فرائض بھی سمجھنے چاہیں ۔ انہوں نے پی آئی اے کی بات کرتے ہوئے کہا کہ ان کے خیالات جناب جنرل ضیاء صاحب تک پہنچا دیں تو میں ان سے عرض کرتا ہوں کہ پی آئی اے کی یونین کو جو **ban** کیا , یہ اس وقت کا تقاضا تھا ۔ اور یہ حکومت کا انتہائی احسن فیصلہ ہے ۔ قوم کے کسی فرد کو یا طبقے کو اس کے بارے میں کوئی اعتراض نہیں بلکہ سب لوگ خوش ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) تو ان سے میری گذارش ہے کہ وہ اپنے مزدور بھائیوں کے دماغ میں یہ چیز ڈالیں کہ وہ موجودہ حالات کے

تقاضے کو سمجھیں ۔ اور ملک میں سرمایہ کاری کے فروغ میں مدد دیں تا کہ وہ اس سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کریں ۔ تو میں ان ہی گذارشات کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں اور مجھے اسید ہے کہ انشاء اللہ سرمایہ کاری بہتر ہو گی ۔

اس کے ساتھ ساتھ میں آپ لوگوں کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ میں نے آپ سب کو مدعو کیا ہوا ہے ۔اس لیے میری درخواست ہے کہ آپ سب انٹر کانٹی نینٹل ہوٹل میں تشریف لائیں ۔ شکریہ ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

مسٹر خورشید احمد (نامزد رکن) ۔ جناب چیئرمین۔ میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ہم مزدور لوگ اپنے قومی تقاضے کے پیش نظر اپنے فرائض سر انجام دیتے ہیں اور انشاء اللہ العزیز مزید دل لگی , محنت اور جانفشانی سے سر انجام دیتے رہیں گے (نعرہ تحسین) ۔

جناب گورنر ۔ وزیر آب پاشی ۔

وزیر زراعت ، آبپاشی ، لائیوسٹاک و ٹرانسپورٹ کا خطاب

وزیر آب پاشی (بریگیڈیر ریٹائرڈ) غضنفر محمد خان ۔ جناب صدر , چند سوالوں کے مختصر جواب دے کر میں بیٹھ جاؤں گا ۔

ایک تو یہ ہے کہ چودھری سلطان علی صاحب نے سوال اٹھایا تھا کہ پیداوار میں کمی ہو گئی ہے اور اس ضمن میں انہوں نے 1971-72 ء کی ایک مثال دی تھی ۔ انہوں نے کہا تھا کہ رقبہ بڑھا ہے مگر پیداوار کم ہو گئی ہے میرے پاس 1976 ء کے ریکارڈ ہیں 1976 کے بعد سے اب تک گندم کے رقبے میں گیارہ فیصد اضافہ ہوا ہے اور پیداوار میں 25 فیصد ۔ کپاس کا رقبہ 22 فی صد بڑھا ہے اور پیداوار 35 فی صد ۔ایک بھائی نے دوائیوں کے بارے میں بتایا تھا کہ یہ دوائیاں روک دی گئی ہیں ۔ تو اس کے بارے میں میرے پاس اطلاع ہے کہ یہ صرف آپ لوگوں کے فائدے کے لئے روک دی گئی ہیں ، کیونکہ ان میں ملاوٹ تھی ۔ اور یہ میرا فیصلہ ہے اور میں

نے گورنر صاحب سے اسکے بارے میں بات کر لی تھی اور انشاءاللہ اگلے ہفتے تک مارشل لاء کی ٹیمیں کسی ایک ضلع میں جا کر پوری طرح چیکنگ کر لیں گی تا کہ ہمیں حقیقت کا پتہ چلے کہ اس میں کیا ہے - ابھی جو ملتان اور بہاولپور کی فہرست ملی ہے اس کی قیمت اندازے کے مطابق گیارہ کروڑ اور تریسٹھ لاکھ روپے ہے - تو میں کم از کم یہ ظلم آپ پر یا قوم پر کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں کہ ملاوٹ شدہ ، پانی ملی ہوئی اور بے کار دواؤں کو آپ کے ہاتھوں پہنچا دوں - حکومت یہ نقصان برداشت کر سکتی ہے ، لیکن قوم 70 ، 80 کروڑروپے کی کپاس کا نقصان برداشت نہیں کر سکتی - یہ حکومت پر کئی سالوں سے الزام تھا - اب جو میرے پاس چٹھیاں آ رہی ہیں وہ دو طریقے کی ہیں کہ جناب، اگر آپ نے تحقیقات کی تو آپ کا پورا کا پورا محکمہ اس میں ملوث پایا جائے گا - جناب ، مجھے اس سے قطعاً ڈر نہیں - دوسرا یہ زور ڈالا جا رہا ہے کہ نقصان ہو رہا ہے مرے جا رہے ہیں - اس سے پہلے حکومت پر یہ زور پڑتا تھا کہ جناب دوائیاں مت بیچیے - یہ خراب ہیں - موثر نہیں اور میرے چاول کے کاشتکار وزیر بھائی بیٹھے ہیں اور وہ کہہ رہے تھے کہ دوائیاں خراب اور بے کار ہیں - تو اس لیے یہ فیصلہ سوچ سمجھ کر کیا گیا ہے اور آپ کسان بھائیوں کے فائدے میں کیا گیا ہے اس لیے بخدا میری درخواست ہے کہ آپ ان دوائیوں پر اصرار نہ کریں - جو دوائیاں ٹیسٹ ہو گئی ہیں ، چاول کے علاقے کے لیے بھی ، ان کی فہرست اخباروں کے ذریعے شائع کر دی ہے - اس وقت وہ سستی مل رہی ہیں -

دوسری بات میں چاول کے کاشتکاروں سے کہہ رہا ہوں کہ میرے پاس ہر ہفتے رپورٹ آتی ہے - جو آخری رپورٹ آئی ہے اس سے یہ **indication** مل رہی ہے کہ **motir activity** بڑھ رہی ہے اور اگلے دس بارہ دن میں شاید حملہ شدید ہو جائے - لہذا یہ وقت ہے کہ جب **granuals** سستے مل رہے ہیں اور جو ٹیسٹ ہو گئے ہیں اور جن کا ہم نے اخباروں میں اشتہار دے دیا ہے ، ان کو استعمال کریں - ایک بھائی نے دو لاکھ ایکڑ پر سپرے کے

بارے میں مجھ سے پوچھا تھا ۔ تو ایسے شدید ایمرجنسی کی صورت میں کو کے دیکھیں گے ۔ بظاہر یہ ایمرجنسی نظر نہیں آ رہی ۔ کیونکہ ایک دفعہ granules ڈالنا اور چھ سات دفعہ سپرے کرنا برابر ہوتا ہے ۔ تو ہم نے یہ ایمرجنسی cover رکھا ہوا ہے اگر خدا نخواستہ ایمرجنسی ہو گئی تو پھر ہمارے پاس پوری دوائیاں تیار ہیں ۔ ہوائی جہاز تیار ہیں ۔ لیکن اب ہمیں بار بار کرنا پڑے گا ۔ اس میں آپ کا چارہ بھی آئے گا ۔ ہر چیز آئے گی جیسا کہ آپ نے کہا تھا ۔ اس لیے میری التجا ہے کہ آپ کے ذریعے کسانوں تک میری آواز پہنچے ۔ میں ڈائریکٹر ایگریکلچر ملتان کو ایک directive بھیج چکا ہوں کہ چاول کے علاقے میں جائیں اور لوگوں کو جمع کریں اور انہیں جگہ جگہ جا کر اپنے سٹاف کے ذریعے کہیں کہ اب دوائیاں استعمال کر لیجیے ۔ granules سستے مل رہے ہیں ۔ ٹیسٹ ہو چکے ہیں اور اس کی ہم پوری ذمہ داری لیتے ہیں ۔ جو دوائیاں ٹیسٹ نہیں ہوئیں ان کو بھی بیچنے کے لیے تیار نہیں ۔

کچھ بھائیوں نے تھل کینال اور سیالکوٹ میں پانی کی کمی کا ذکر کیا تھا اور فرمایا کہ وہاں پانی بڑھایا جائے ۔ اس سلسلے میں میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ یہ مسئلہ Indus water dispute کے ساتھ ہے ۔ اگر ہماری سکیم منظور ہو گئی تو پانی بڑھایا جائے گا ۔ میں ستمبر میں اسلام آباد جا رہا ہوں اور گورنر صاحب بھی لکھ چکے ہیں ۔ میں وزیر صاحب سے بات کروں گا ۔ 100 دن کے لیے ہم پانی مانگ رہے ہیں ۔ اگر مل گیا تو آپ کو بھی تھوڑا پانی مل جائے گا ۔

ایک محترمہ نے یہ سوال اٹھایا تھا کہ عورتوں کو زراعت کی ٹریننگ دی جائے ۔ تو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں اور شاید آپ کو معلوم بھی ہو کہ عورتوں کی فیلڈ اسسٹنٹ کی ٹریننگ شروع ہو گئی ہے ۔ کچھ ٹرینڈ بھی ہو گئی ہیں اور اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ ٹرینڈ سٹاف ہمارے پاس آ جائے

جو خواتین فارمنگ یا اس کی الائیڈ انڈسٹری میں حصہ لینا چاہتی ہیں ان کی ٹریننگ بھی ہم کروائیں گے۔

ٹرانسپورٹ کے ضمن میں ڈرائیونگ سکول پر کافی بات چیت ہوئی ہے۔ ڈرائیونگ سکول اس لیے نہیں کھولے جا رہے کہ موٹر وہیکل آرڈیننس میں اس کے لیے equipment کی ایک لمبی چوڑی لسٹ دی ہوئی ہے۔ ایک نیا آرڈیننس آ رہا ہے۔ ہم نے اس کے لیے سفارش کی ہے کہ اس کو مختصر کیا جائے اور صرف ضروری سامان مہیا کیا جائے۔ امید ہے کہ وہ دسمبر تک منظور ہو کر آ جائے گا۔ میں چونکہ فوجی ہوں اور میری ساری عمر ٹریننگ میں ہی گزری ہے اس لیے مجھے یقین ہے کہ ٹرینڈ ڈرائیوروں کے ذریعے ہی اس نظام کو بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ جہاں تک شہر میں پرائیویٹ آپریٹرز کا تعلق ہے، میں اچھے دنوں میں اس محکمہ میں چار سال کام کر چکا ہوں۔ کراچی سے بھی واقف ہوں۔ وہاں گورنمنٹ ٹرانسپورٹ بھی چلتی ہے اور پرائیویٹ ٹرانسپورٹ بھی۔ تو مجھے کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ لاہور، جس کی آبادی اب 30 لاکھ ہو گئی ہے، ہم اس کو سیکٹروں میں، یعنی پرائیویٹ سیکٹر اور سرکاری سیکٹر میں کیوں نہیں تقسیم کر سکتے۔ مگر چونکہ یہ مرکز کے ساتھ منسلک ہے، اور گورنر صاحب نے اس کے متعلق کہا ہے، ہم مرکز سے ڈسکس کر کے لاہور کے شہریوں کے لیے یہ کوشش کریں گے اور اسی طرح ہم نے کراچی میں کیا تھا کہ چند مخصوص روٹوں پر گورنمنٹ ٹرانسپورٹ چلتی تھی اور کچھ پر پبلک ٹرانسپورٹ۔ وہاں گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کم تھی اور پبلک ٹرانسپورٹ زیادہ تو وہی طریقہ یہاں بھی اپنایا جا سکتا ہے۔ جو کراچی میں ہو سکتا ہے، وہی لاہور میں بھی ہو سکتا ہے۔ تو یہ تو موٹی موٹی چیزیں ٹرانسپورٹ کے متعلق تھیں۔

اس کے بعد ایک focal point کے متعلق agro-based industry پر سوال آیا تھا۔ گورنر صاحب نے مجھے یہ چارٹر دیا ہوا ہے اور یہ بڑا طویل کام ہے۔ ان focal points پر جہاں بجلی بھی ہو۔ چھوٹی انڈسٹری بھی ہو۔

اس کے متعلق گورنر صاحب نے کہا ہے کہ اس کی **feasibility** بنائیں ۔ کسانوں کو سمجھائیں ۔ اس سلسلہ میں جاپان کی ایک ٹیم آئی تھی ۔ کل ان کے صدر بھی آ رہے ہیں وہ صبح مجھ سے مل رہے ہیں ۔ ان سے تفصیلی بات چیت ہوگی ۔ اس میں شارٹ ٹرم کریڈٹ بھی ہے ۔ لانگ ٹرم کریڈٹ بھی ہے ۔ **Grant-in-Aid** بھی ہے ۔ وہ شام کو گورنر صاحب سے ملاقات کر رہے ہیں ۔ ولیج الیکٹریفکیشن ۔ اریگیشن ۔ ڈرینیج وغیرہ اور نہروں کی کھدائی اور دیگر ایکوپمنٹ کی بابت کافی لمبی چوڑی فہرست ہے ۔ انہوں نے اس کو سٹڈی بھی کروایا ہے ۔ امید ہے کوئی اور فگرز بھی آ جائیں گی ۔

آخری چیز یہ تھی کہ مارکیٹ کمیٹیاں باہر سے کیوں فیس وصول کرتی ہیں ۔ بادی النظر میں مجھے سمجھ نہیں آئی کہ مارکیٹ کمیٹیاں اپنی مارکیٹ سے باہر کیوں فیس وصول کرتی ہیں ؟ اس کا جائزہ لے کر مناسب احکامات جاری کر دیئے جائیں گے ۔ یہ میرا سبجیکٹ تو نہیں لیکن چیف سیکرٹری صاحب نے کہا ہے کہ میں اس کو **cover** کر لوں کہ جمعہ بازار ہر چھوٹے شہر اور قصبہ میں لگنا چاہئے تو متعلقہ محکمہ کو حکم دے دیا گیا ہے کہ کوشش کر کے زیادہ سے زیادہ چھوٹے شہروں اور قصبوں میں اس کو لگائیں تاکہ لوگوں کو آسانی ہو ۔ شکریہ ۔

وزیر تعلیم و صحت کا خطاب

وزیر تعلیم (چودھری حامد ناصر چٹھہ) : جناب چیئرمین ! ایجوکیشن اور ہیلتھ کے بارے میں کافی سوال ہوئے ہیں ۔ میں کوشش کروں گا کہ اس تھوڑے سے وقت میں ان سب کا جواب دوں ۔ سب سے پہلا سوال چودھری محمد صدیق سالار صاحب نے کیا تھا ۔ انہوں نے حکم دیا ہے کہ فیصل آباد میں ایم ۔ اے اسلامیات کی کلاسیں شروع کی جائیں ۔ اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ محکمہ تعلیم کے پاس اس وقت تقریباً ڈیڑھ سو حضرات ایم ۔ اے

(اسلامیات) موجود ہیں جنھیں نوکری چاہئے - ان کو ہم کہیں adjust نہیں کر سکتے - ان حالات میں میرے خیال میں فوری طور پر ایم - اے (اسلامیات) کی کلاس فیصل آباد میں شروع کرنے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا کیونکہ ہم انھیں ملازمتیں نہیں دے سکتے - بہرحال چونکہ آپ کا حکم ہے ہم معائنہ کریں گے - اگر feasible ہوا تو ضرور آپ کے حکم کی تعمیل کی جائے گی -

جناب گورنر - کیا وہاں سہولت ہے ؟

وزیر تعلیم - وہ تو examine کرنا پڑے گا - ابھی تو انہوں نے سوال کیا ہے -

جناب گورنر - اب آپ ملازمتوں کے لئے تو نہیں سوچ رہے ؟

وزیر تعلیم - انہوں نے تو ملازمت کے لئے ہی کہا تھا -

چودھری محمد صدیق سالار (فیصل آباد) - ملازمت کے لئے نہیں - ہم نے کہا ہے کہ وہاں ڈگری کلاسیں کھولیں -

وزیر تعلیم - چاہے ایم - اے (اسلامیات) کرکے لوگ بھوکے مریں ؟

جناب گورنر - نہیں پوائنٹ یہ ہے - It is a subject اس کو آپ ذرا examine کر لیں -

وزیر تعلیم - ٹھیک ہے جناب -

جناب گورنر - آپ examine کر لیں -

By the Ist of September, please let them know.

وزیر تعلیم - ٹھیک ہے جناب - بیگم نسیم ماجد صاحبہ نے دیہاتی سکولوں کے بارے میں کہا ہے کہ وہ بند ہیں - بالخصوص لڑکیوں کے سکول - اس سلسلے میں عرض ہے کہ ہم پہلے ہی ہنگامی بنیادوں پر اس کو tackle کر رہے ہیں اور اس مسئلے کو جلد از جلد حل کریں گے -

حافظ محمد یونس صاحب نے قرآنی تعلیمات کے بارے میں کہا ہے ۔ یہ تو پرائمری کی سطح پر پہلے ہی سے لازمی ہے ۔ جہاں تک قاریوں کے تقرر کا سوال ہے اس کا جائزہ لیا جائے گا ۔ اگر ہو سکا تو اس پر عمل کیا جائے گا ۔

جناب والا ، سرگودھا کے وائس چیئرمین انور چیمہ صاحب نے فنی تعلیم کے بارے میں کہا ہے ۔ اس سلسلے میں گزارش ہے کہ ملتان تک لڑکوں کے لیے اوز ہوم اکنامکس لڑکیوں کے agro-technical subjects لئے introduce کئے جا چکے ہیں ۔ ان کا مزید جائزہ لیا جائے گا ۔ اگر کوئی اور ٹیکنیکل سبجیکٹ ہم introduce کر سکے تو ضرور کریں گے ۔

لاہور کارپوریشن کے میئر صاحب نے فرمایا تھا کہ ایڈھاک لیکچراروں کو ان کی تنخواہوں میں دقت نہیں ہونی چاہئے ۔ جیسا کہ میں نے کل بھی عرض کیا تھا اس سال کے آخر تک ان کی تنخواہیں پہلے ھی clear ہو چکی ہیں اور اب ہم وقت سے بہت پہلے ان کا process شروع کر دیا کریں گے تاکہ انھیں تکلیف نہ ہو ۔

گجرات سے مظفر علی خان صاحب نے گلہ کیا تھا کہ وہاں ان کے ہائی سکول کاٹے گئے ہیں ۔ اس سلسلے میں گزارش ہے کہ وسائل کی کمی کا علاج کسی کے پاس نہیں ۔ جونہی وسائل ہمارے پاس ہوں گے ۔ ہائی سکول اور مڈل سکول سب آپ کو ملیں گے ۔ انھوں نے ایک اور بھی شکوہ کیا تھا کہ ان کے پرائمری سکولوں کے لیے اور سامان کے لیے کوئی پیسے نہیں رکھے گئے ۔ ان کی یہ اطلاع غلط ہے ۔ 269 پرائمری سکولوں کے لئے 10 لاکھ 76 ہزار روپے ضلع گجرات کے لیے اس مالیاتی سال میں رکھے گئے ہیں

نوابزادہ مظفر علی خان (گجرات) ۔ سکولوں کی مرمت کے لئے بھی پیسے رکھے گئے ہیں ؟

وزیر تعلیم ۔ مرمت کے لئے بھی پیسے رکھے گئے ہیں ۔ میں اس کے اعداد و شمار اس وقت نہیں دے سکتا کیونکہ میں جو سمجھ پایا تھا

وہ سامان کے متعلق تھا ورنہ میں وہ اعداد و شمار بھی منگوا لیتا ۔

نوابزادہ مظفر علی خان ۔ مرمت کے لیے پیسے نہیں رکھے جاتے ۔

وزیر تعلیم ۔ پرائمری سکولوں کے لیے پیسے رکھے نہیں جاتے ہوں گے ؟

نوابزادہ مظفر علی خان ۔ یہ جنرل بات تھی ۔ پرائمری سکولوں کی مرمت کے لئے فنڈز نہیں ہوتے ۔

جناب گورنر ۔ اس میں جو بڑی بات ہے وہ آپ کے ڈیپارٹمنٹ اور ہمارے پلاننگ ڈیپارٹمنٹ کی ہے ۔ یہ جو آپ کو **weightage** کا اصول دیا ہے ، اس کے تحت تمام سکول جب آپ بناتے ہیں اس میں **weightage** آنی چاہیے ۔ یہ بڑی لازمی بات ہے ۔ کہاں ایجوکیشن ہے ، کہاں نہیں ۔ کہاں سکول ہے کہاں نہیں ۔ اس کے اوپر **weightage** دیں ۔ اس میں آپ ایک **plan** لائیں ۔ اسی طرح آپ **Repairs** کا **balance** بنائیں ۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے ، ان تمام چیزوں کو دیکھنا ہوگا ۔ میں اس مسئلے کو بہت جلد **take up** کر رہا ہوں ۔ بہت خرابیاں ہیں ۔ لیکن انشاء اللہ ان **balances** کے ساتھ آگے جائیں گے ۔ اگر کوئی یہ کہے کہ ہم ایک ہی وقت میں سب خرابیاں ٹھیک کر دیں ، تو یہ ناممکن ہے ۔ ہم نے **worst** میں سے **worse** کو چننا ہے ۔ اس پر پھر **concentrate** کریں گے ۔ ایک چھوٹے ایریا کے اوپر ہم **concentrate** کریں گے اور پھر وہ کرتے ہی چلے جائیں گے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ پیسے کہاں سے آئیں گے ؟

جناب گورنر ۔ فکر نہ کریں ۔ پیسے بہت ہوتے ہیں ۔

وزیر تعلیم ۔جناب والا ، نوابزادہ مظفر علی خان صاحب نے شکوہ کیا تھا کہ گجرات کے پولی ٹیکنیک انسٹیٹوٹ کا کوئی کوٹہ نہیں ۔گزارش یہ ہے کہ **Poly-technic** میں کوٹہ **division-wise** ہوتا ہے۔ **District-wise** کوٹہ ہوتا ہی نہیں ۔

صحت کے متعلق سوال تھا کہ سپیلسٹ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر اور تحصیل

ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں نہیں جاتے ۔ اس سلسلے میں یہ گزارش ہے کہ ایک سکیم تیار کرکے ہم نے گورنمنٹ کو submit کی ہوئی ہے ۔ جونہی منظوری ہوگی یہ لوگ باہر آئیں گے ۔ اس کے علاوہ پوسٹ گریجوایٹ میڈیکل انسٹی ٹیوٹ میں داخلوں کے ریٹ بہت زیادہ بڑھا دیے ہیں تاکہ سپیشلسٹس کی کمی دور ہو جائے ۔

صحت کے بارے میں آئی ہسپتال کا سوال راولپنڈی سے تھا ۔ جونہی آپ سکیم scrutinize کریں گے ہم انشاء اللہ آپ کی پوری مدد کریں گے ۔ جتنی بھی ہم مدد کر سکتے ہیں کریں گے ۔ راولپنڈی جنرل ہسپتال کے بارے میں مجھے افسوس ہے کہ پروانشلائزیشن کے بعد اس کا سٹینڈرڈ نیچے چلا گیا ہے ۔ میں خود visit and supervise کروں گا اور دیکھوں گا کہ کیا حالات ہیں ۔

ہیلتھ کے بارے ہیں ایک اور سوال گلوکوز کی کمی کا تھا ۔ بالخصوص بہاولپور کے متعلق تھا ۔ فون کے ذریعہ معلوم کیا ، وہاں ہسپتال میں ایک ہزار بوتل reserve میں ہے ۔ لاہور میں بھی تین ہزار بوتلیں ہمارے پاس موجود ہیں ۔ اگر دوکانوں پر بلیک ہو رہی ہے تو پولیس اور مارشل لاء سے ہم گزارش کریں گے کہ وہ اس چیک کریں ۔

آوازیں ۔ یہ بہت مشکل ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ محکمہ ہیلتھ سے پرائیویٹ دکانداروں کا کوئی تعلق نہیں ۔

سردار فضل احمد خان لنگاہ (بہاولپور) ۔ اخبارات میں بھی آیا ہے کہ ہسپتالوں میں گلوکوز کی شدید کمی ہے ۔

ڈاکٹر بیگم گلشن حقیق مرزا (جہلم) ۔ تین چار روز ہوئے ہسپتالوں کے بارے میں ہماری سبجیکٹ کمیٹی میں بھی ڈسکشن ہوئی تھی ۔

جناب گورنر ۔ ڈاکٹر صاحب ، یہ میں نے آپ کو بڑا سپیشل task دیا تھا ۔

سیکرٹری ہیلتھ ۔ میں نے ڈائریکٹر ہیلتھ سے رپورٹ لی ہے ۔ انھوں

نے بتایا ہے کہ ہسپتال کے کسی میڈیکل سپرنٹنڈنٹ نے گلوکوز کی کمی کی کوئی شکایت نہیں کی ۔

جناب گورنر ۔ انہوں نے تو نہیں کی ۔ ہم سب شکایت کر رہے ہیں ۔

سیکرٹری ہیلتھ ۔ بات یہ ہے کہ چند دن ہوئے ، یہاں کے جو صوبائی سینوفیکچررز ہیں فضل‌الدین اینڈ کو سے میں نے میٹنگ کی ۔ ان کی جو پیداوار پہلے تھی وہ اڑھائی ہزار تھی ۔ پھر ہم نے ان کو کہا کہ پیداوار زیادہ کرو انہوں نے پانچ ہزار کی ۔ میں نے ان کو دوبارہ کہا کہ پیداوار کو اور زیادہ کریں اور آپ مارکیٹ کو فلڈ کیجیے ۔ انہوں نے کہا کہ ہم ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو گلوکوز دیں ؟ میں نے کہا کہ ہمیں ضرورت نہیں ۔ کیونکہ میرے پاس گلوکوز ٹھیک طریقے سے آ رہا ہے ۔ شفاء والے ، جن کے ساتھ محکمہ انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کی negotiations ہوئی ہیں ، ان کے ذریعے ہمیں گلوکوز اپنا آ رہا ہے ۔ آپ مارکیٹ کو فلڈ کریں ۔ آج ہی میں نے "فضل دین" کو کہا ۔ وہ کہتا ہے کہ میں تو مارکیٹ کو فلڈ کر رہا ہوں ۔ میں گورنمنٹ کو نہیں دے رہا ۔ اگر ایسی کوئی اکا دکا کہیں تکلیف ہے تو میں پھر سے تحقیق کرتا ہوں ۔

جناب گورنر ۔ ڈاکٹر صاحب ، آپ بتائیں ، آپ کے ہاں کیا صورت حال ہے ؟

ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا ۔ بہت زیادہ کمی رہی ہے ۔

جناب گورنر ۔ وہ تو رہی ہے ناں ۔ اس کا مجھے علم ہے ۔

ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا ۔ پانچ دن پہلے تک تو شدید کمی تھی ۔

جناب گورنر ۔ یہ تو مجھے تقریباً ایک ماہ پہلے سے کہہ بیٹھے ہیں کہ سب ٹھیک ہے ۔

ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا ۔ ایک ہفتہ پہلے تو بازار میں کوئی نہ ملتی تھی ۔

جناب گورنر ۔ ڈاکٹر صاحب ، صحیح صورت حال کیا ہے ؟ وہ جسے کہتے ہیں ، "بھید کی بات" ۔ وہ بتائیں ۔

سیکرٹری ہیلتھ ۔ صحیح صورت حال یہ ہے سر ، کہ 6900 بوتل کی لاہور سے پروڈکشن ہو رہی ہے ۔ انھیں میں نے ذاتی طور پر بلایا اور کہا کہ آپ مارکیٹ کو فلڈ کریں ۔ ہمارے گورنمنٹ ہسپتالوں کو نہ دیں ۔ کیونکہ ہمارے اپنے محکمے انڈسٹریز کے ذریعے جو تعداد مل رہی ہے ہسپتالوں کے لیے بخوبی پوری ہے میرے پاس اس وقت اپنے وہ ہمارے ہسپتالوں میں تو گلوکوز ہے ۔

ڈاکٹر ایم ۔ سعید احمد (سابق صدر پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن) ۔ جناب والا ، راولپنڈی میں ادویات سے تعلق رکھتا ہوں ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ کوئی کمی نہیں ، مطلقاً کوئی کمی نہیں ۔ اس کی وجہ صرف یہ ہوئی تھی کہ ایک انڈنٹر نے کراچی میں چین سے ۔ ۔ ۔ ۔

جناب گورنر ۔ وہ تو پرانی بات ہے ۔

ڈاکٹر ایم ۔ سعید احمد ۔ تو وہ ختم ہو گئی ہے ۔ اس کے بعد فلڈ ہوا ہے ۔ مارکیٹ میں کوئی شارٹیج نہیں ۔

جناب گورنر ۔ تو پھر یہ کیوں کہہ رہے ہیں کہ شارٹیج ہے ؟

ڈاکٹر ایم ۔ سعید احمد ۔ پتا نہیں ، کس طرح ان کے ہسپتال میں نہیں ۔

I am hundred percent sure, it is available in the market.

جناب گورنر ۔ ڈاکٹر صاحب ، بات سنئے ۔ یہ بہاولپور کا علاقہ ہو گیا ، یہ ہو گیا جہلم ، گجرات ۔ ۔ ۔ ۔

ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ (خاتون ممبر ضلع کونسل ، میانوالی) ۔ سرگودھا میں 80 روپے اور میانوالی میں سو روپے کی بوتل بکی ہے ۔

ڈاکٹر ایم سعید احمد ۔ بکی ہے نا ۔ اس وقت تو دستیاب ہے ۔

(قطع کلامیاں)

جناب گورنر ۔ دیکھئے ، اس وقت سب بول رہے ہیں—سالار صاحب ۔

چودھری محمد صدیق سالار ۔ میرے نوجوان بیٹے کو رمضان شریف میں ہیضہ ہوا تھا ۔ میں ایک پرائیویٹ ڈاکٹر صاحب کے پاس گیا تو انھوں نے کہا کہ مجھے بوتل نہیں ملے گی ، آپ کوشش کریں ۔ رات کا وقت تھا بہرحال ، کچھ خدا کے بندے بھی ہوتے ہیں ۔ ایک ہسپتال میں پہنچا ۔ وہاں دو بوتلیں تھیں ۔ انھوں نے کہا کہ آپ یہ لے لیں ، آپ کی رات نکل جائے گی ۔ دو تین دن کے بعد جب میں نے بازار میں کوشش کی تو اس کے بعد بوتل ملنی شروع ہو گئی ۔ رمضان کے پہلے پندرہ دن بہت ہی کمی تھی ، رمضان کے آخر میں جا کر بوتلیں ملنی شروع ہو گئیں ۔ پھر پندرہ روپے کی کچہری بازار سے ملتی رہیں ۔

جناب گورنر ۔ یہ تو اپنی ذاتی مثال بتا رہے ہیں ۔ آپ کل ڈاکٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیے گا ۔

(قطع کلامیاں)

وزیر مواصلات و تعمیرات (میاں صلاح الدین) ۔ جب یہ شکایت پیدا ہوئی ، میں اسی دن صبح اٹھا ، ان کی فیکٹری گیا ۔ They were manufacturiug five thousand bags a day. میں نے کہا ، یہ تم کیا ظلم کر رہے ہو ؟ انھوں نے کہا کہ ہم تو دینے کو تیار ہیں ، ہسپتال والوں کے پاس پیسے نہیں اور جو مال سنٹر نے منگوایا تھا وہ دوکان داروں نے بلیک کر دیا ۔ دیکھیے ، میں سیدھی سیدھی بات کر رہا ہوں ۔ میں نے میٹنگ کروائی ہے ۔ Secretary will bear me out. انھیں میں نے اسی دن بلوایا تھا ۔ ان کی میٹنگ ہوئی ۔ انھوں نے کہا کہ ہم مارکیٹ کو فلڈ کر دیتے ہیں ۔ مگر دو مینوفیکچرز نے اپنا سارا مال کراچی میں بلیک کر دیا تھا ۔ اب وہ آنا شروع ہوا ہے ۔ But their production is now five thousand bags a day. اس سے پوزیشن کچھ ease out ہوئی ہے ۔ پندرہ بیس روز پہلے لاہور میں 115 روپے کا بیگ ملتا تھا ۔ میں نے صبح اٹھتے ہی اس

کو چیک کر لیا تھا - تو بریگیڈیر صاحب کیوں نہیں بولتے کہ بات کیا ہوئی تھی ؟

جناب گورنر - نہیں ، نہیں - وہ تو ہوئی تھی - لیکن ڈاکٹر صاحب ، You should keep us informed. یہ تو ہم نے آپ کو بڑا سپیشل سبجیکٹ دیا تھا - Any way, you are all going to sit down tomorrow and let me know. اور اگر بایک ہو رہی ہے ، اس کو بھی دیکھیں - اگر شارٹیج ہے تو اس کو آپ ختم کیجیے -

وزیر مواصلات و تعمیرات - اب لاہور میں کوئی کمی نہیں -

جناب گورنر - لیکن یہ قیمتوں کی بات اور یہ بوتلیں چھپائے ہوئے ہیں یہ دیکھیں - اب آپ آئیے -

وزیر تعلیم - جناب والا ! عارفہ طوسی صاحبہ نے ٹیچرز کے پے سکیلز کے بارے میں بات کی تھی - اس سلسے میں یہ گزارش ہے کہ انہیں نیشنل پے سکیلز کے مطابق تنخواہ ملتی ہے - اس میں تبدیلی مرکزی حکومت ہی کر سکتی ہے - تو مہربانی فرما کر ان کی طرف رجوع کیجئے -

بہاول پور کے چیئرمین نے اپنے کالج میں سپشلسٹ کی کمی کے بارے میں کہا ہے - تو وہاں پر ڈیپارٹمینٹ کا ہیڈ سپشلسٹ ہے - انھوں نے غالباً کوئی سب سپیشلٹی میں سپشلسٹ مانگے ہیں - سیکرٹری ہیلتھ سے انھوں نے بات کی ہے - تو جیسے بھی کوئی انتظام بنے گا ، انھیں دیں گے - نصرت مقبول الٰہی صاحبہ نے یہ کہا تھا polytechnic سکول ہر ضلع میں کیوں نہیں ہوتے - تو گزارش یہ ہے کہ ہر ضلع میں ضرور ہوں گے - لیکن باری باری وسائل کی وجہ سے آہستہ آہستہ -

آخر میں آپ سب کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں -

مسٹر محمد وائق خان - (وائس چیئرمین ضلع کونسل (اٹک) حضرو کالج کے بارے میں جو رپورٹ تھی اس کا کیا ہوا ؟

وزیر تعلیم - جب ادھر سے فارغ ہوں گے تو ہم رپورٹ پڑھیں گے - سارا دن ادہر بیٹھ کے تو نہیں پڑھ سکتے -

جناب گورنر - نہیں ، ایسی بات نہیں - **You have got the thing** او - کے - تھینک یو -

سیکرٹری تعلیم - جناب گورنر صاحب ، حضرو کالج کی جو پوزیشن ہے ، تین مرتبہ یہ کیس ایگزامن ہو چکا ہے - پی اینڈ ڈی بورڈ میں بھی یہ ایگزامن ہو چکا ہے - تو کالج کے لیے فیڈر سکول ناکافی ہیں - اور طلبہ جنہیں کالج میں آنا ہے وہ اتنے نہیں کہ کالج **justified** ہو - تین مرتبہ غور ہو چکا ہے - بلکہ آپ کی بھی ہدایت ہوئی تھی کہ اس کو غور سے دیکھا جائے - اور اس کو تمام ہمدردی کے ساتھ دیکھا گیا - لیکن وہ کوئی کیس نہیں بنتا - ڈسٹرکٹ سے اس کی جو **feasibility** آئی تھی ، وہ غلط تھی اور اس لیے یہ کیس مسترد ہو گیا تھا -

جناب گورنر - میں فاضل رکن کے **behalf** پر کہہ رہا ہوں - ان کا یہ مطلب ہے کہ آپ ایک دفعہ اسے پھر دیکھیے اور جو رپورٹ آئی ہے ، وہ غلط ہے انہیں اس میں آپ **involve** کریں - تو ان کی تسلی کے لیے

Kindly do it again.

اور انہیں آپ اپنے ساتھ بٹھا کر کریں - او - کے - نیکسٹ -

وزیر مال ، صنعت و معدنی ترقی اور محنت کا خطاب

وزیر مال - (ملک اللہ یار خان) صدر محترم - بہاول پور کے ایک معزز رکن نے مال کے بارے میں ایک دو سوال پوچھے تھے - انہوں نے اس خیال کا اظہار کیا تھا کہ یونین کونسل کے دفاتر میں پٹواری صاحبان چہار سالہ نقول رکھ دیا کریں تا کہ لوگوں کو سہولت میسر آ سکے - انہوں نے اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ انہیں یہ اندیشہ ہے کہ چار سال کی تکمیل کے

بعد اس میں کوئی tampering نہ ہو ، اس کے اندراجات میں کوئی ردو بدل نہ کیا جائے ۔ میں نے ان کی اطلاع کے لئے یہ عرض کر دی ہے کہ چہار سالہ نقول جس وقت تیار کی جاتی ہیں تو اس وقت ان کی ایک نقل صدر دفتر میں بھیج دی جاتی ہے ۔ تو اس لیے اس بات کا امکان قطعی طور پر نہیں ہو سکتا کہ چار سال کی تکمیل کے بعد اس میں پٹواری کوئی رد و بدل کر سکے گا کیونکہ اس کی ایک نقل صدر دفتر میں اسی وقت چلی جاتی ہے ۔ اس لیے یہ ممکن نہیں ۔

ایک خاتون معزز رکن نے اس خدشے کا اظہار کیا تھا کہ پٹواری صاحبان کے لیے دیہاتوں میں رہائش کی جو تجویز پیش کر رہے ہیں ، یہ کیسے ممکن ہوگا ۔ تو یہ کوئی نئی بات نہیں ۔ اس سے بہت پہلے اور چند سال پہلے تک یہی دستور اور رواج تھا ۔ دیہی آبادی میں دیہی سوسائٹی اور معاشرے میں ، دیہی خاندان میں پٹواری کو ایک رکن کی حیثیت حاصل ہے ۔

چونکہ پٹواری دیہی آبادی میں رہتا ہے اور اس سے اس قدر قریب کا واسطہ رہتا ہے کہ ہر آدمی اسے اپنے خاندان کا فرد سمجھتا ہے ۔ تو یہ کوئی معیوب بات نہیں ۔ اگر دیہی آبادی کی طرف سے یہ سہولت فراہم کی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں اس کے پاس کوئی جوڈیشل اختیارات نہیں ہوتے اور نہ ہی اس کا وہاں مستقل رہنے کا امکان ہوتا ہے ۔ اس لیے یہ مشکل ہو جاتا ہے کہ وہ ان کے غلط اندراجات کرے ۔

انڈسٹری کے بارے میں نشان دھی کی گئی تھی ۔ اسلم صاحب نے اس خدشے کا اظہار کیا تھا کہ گوجرانوالہ میں جو صنعتی علاقہ قائم ہونے والا ہے اس میں مشینری کو درآمد کرنے کے لیے آسے درآمدی ڈیوٹی سے مستثنیٰ قرار دیا جائے ۔ اس ضمن میں شاید انھیں علم نہ ہو میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کیے دیتا ہوں ۔ عام صنعتی علاقوں میں جہاں صنعتی States لگائی جا رہی ہیں یا لگائی جائیں گی ، پچاس فیصد ڈیوٹی حکومت کی طرف سے معاف کر دی گئی ہے ان کو صرف 50 فیصد ڈیوٹی دینی پڑتی ہے ۔

حاجی محمد اسلم بٹ (میئر میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ) ۔ یہ پچاس فیصد پہلے سے معاف ہے ۔

وزیر مال ۔ جو آپ فرما رہے ہیں وہ تو پسماندہ علاقوں میں مکمل معاف ہے اور یہ مرکزی حکومت ڈیکلئیر کرتی ہے پنجاب میں تین ایسی جگہیں ہیں ۔ ڈیرہ غازی خان ، خوشاب اور بھکر ۔

بنکوں کے قرضے کے بارے میں تشویش کا اظہار کیا گیا ہے ۔ عام طور پر لوگوں کو بہت تکلیف ہوتی ہے ۔ اس کے حصول کے لیے اسلام آباد کراچی جانا پڑتا ہے ۔ اس ضمن میں حکومت نے بڑا اہم اور مفید فیصلہ کیا ہے کہ جن صنعتوں میں ڈیڑھ کروڑ یا دو کروڑ تک کی سرمایہ کاری ہوتی ہے وہ ایک کروڑ روپے کی مشینری خود درآمد کر سکتے ہیں ۔ اس کے لیے کسی اجازت کی ضرورت نہیں ۔ یہ سہولت فراہم کر دی گئی ہے ۔

حاجی محمد اسلم بٹ ۔ بات تو قرضے کی ہے ۔

وزیر مال ۔ میں اس پر آ رہا ہوں ۔ یہ ایک سہولت اس لیے دی ہے کہ عام لوگوں کو یہ شکایت تھی کہ منظوری دیر سے ہوتی ہے ۔ جہاں تک قرضوں کے حصول کا تعلق ہے اس ضمن میں علاقائی بنکوں کی علاقائی برانچوں کو اگست 1980ء میں مزید اختیارات دے دئیے گئے ہیں اور تمام تجارتی بنکوں کے نمائندوں کو بتا دیا گیا ہے ۔ اس اقدام سے یہ فائدہ ہوا ہے کہ تقریباً 90 فیصد درخواستیں مقامی سطح پر نمٹائی جا رہی ہیں ۔ بہر حال محکمہ خزانہ کی طرف سے تمام بنکوں کے کوائف جمع کئے جا رہے ہیں تا کہ اس بارے میں صحیح اندازہ کیا جا سکے کہ کہاں تک ان کے اعداد و شمار صحیح ہیں ۔

ایک صاحب نے سٹیل مل لگانے کے سلسلے میں کہا ہے ۔

حاجی محمد اسلم بٹ ۔ اس سلسلے میں میں نے کہا تھا ۔ ۔ ۔

وزیر مال ۔ سٹیل مل لگانے کے سلسلے میں حکومت کی طرف سے پابندی

علاقہ ہے ۔ نجی شعبے میں سٹیل مل نہیں لگائی جا سکتی ۔ لیکن گورنر صاحب کی کوشش سے حکومت نے حال ہی میں نجی شعبے میں سٹیل مل لگانے کی اجازت دی ہے ۔ یہ سٹیل مل غیر ملکی کمپنیوں کے تعاون سے کالا باغ کے مقام پر لگائی جا رہی ہے ۔ اس کی استطاعت تقریباً ڈیڑھ لن ہو گی اس میں جو فولاد استعمال ہو گا وہ بھی مقامی ہو گا ۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

ٹریکٹروں کے بارے میں بھی فرمایا گیا تھا ۔ دو دو کارخانے نجی شعبے میں اور دو دو کارخانے پبلک سیکٹر میں لگانے کی اجازت دے دی گئی ہے ۔ اس میں آپ کا یہ اندیشہ کہ وہ اسمبل کریں گے ، درست نہیں ۔ نجی شعبے میں اور سرکاری شعبے میں یہ علیحدہ علیحدہ منظور ہیں ۔ ان کا مقصد پرزے جوڑ کر کا ٹریکٹر بنانا نہیں ، بلکہ ٹریکٹر کی نئے سرے سے ساخت مقصود ہے ۔ ہماری کوشش یہ ہے کہ ہم خود اپنے طور پر ٹریکٹر بنا سکیں ۔ وہ پرزے جو اس وقت باہر بن رہے ہیں ۔ ہم خود بنائیں ، انہیں خود تیار کریں اور ٹریکٹروں میں استعمال کریں ۔ شکریہ ۔

وزیر قانون کا خطاب

چودھری عبدالغفور (وزیر قانون) ۔ جناب چیئرمین ، وزرا صاحبان ، ارکان کونسل ، سربراہان محکمہ جات صوبائی حکومت و معزز ممبران ۔ ویسے تو میں ایک ضلع کونسل کا چیئرمین بھی ہوں ۔ مجھے یہاں دو چار دن بیٹھنے کا اتفاق ہوا ہے اور گورنر صاحب نے جس خندہ پیشانی کے ساتھ آپ کو سنا اور میں بھی تقاریر کو سنتا رہا ہوں تو مجھ پر بھی یہ پابندی عائد ہوتی ہے کہ میں بھی آپ کے احساسات میں شامل ہوں ۔ اور میں بھی آپ کی طرح چیئرمین بھائی ہوں ۔ تاہم ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک محکمہ قانون کا تعلق ہے ، اس کے بارے میں عوامی نوعیت کے بہت زیادہ سوالات نہیں ہوئے ۔ لیکن ایک بات ہے جس کی میں نشان دہی کرنا چاہتا ہوں ۔ کسی بھی حکومت یا ادارے کی اولین ذمہ داری اپنے معاشرے

کو انصاف مہیا کرتا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی حکومت اس میں کامیاب ہو جاتی ہے تو معاشرے کے استحکام کے لیے یہ بہت بڑا کام ہے - یہ حکومت کا اولین فرض اور بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کو انصاف مہیا کرے - اس سلسلے میں ایک بات آپ کے سامنے آ چکی ہے کہ نہ صرف صوبائی حکومت بلکہ وفاقی حکومت، نظریاتی کونسل اور مرکز کا محکمہ قانون کام کر رہے ہیں - جس طرح کر ہمارے چیف سیکرٹری صاحب نے آپ کی اطلاع کے لیے فرمایا ہے - میری گذارش ہے جناب گورنر صاحب احکامات جاری کریں کہ موجودہ قوانین کو ، خاص طور پر زمین کے متعلق قوانین کو آسان بنایا جائے - جہاں تک میں سمجھتا ہوں ، اس طرح مقدمہ بازی ختم ہو ہو سکتی ہے - عام آدمی اور دیہاتی غریب آدمی کے بہت سے مسائل اس طرح ختم ہو سکتے ہیں کہ قانون کو سہل بنا دیا جائے - اس ضمن میں انشا اللہ کوشش کی جا رہی ہے -

چند باتیں اراکین بھائیوں کے لیے عرض کروں گا - ان کی تقاریر کے معیار کو دیکھ کر حقیقت میں مجھے خوشی ہوئی ہے - اس نمائندہ ایوان میں جہاں دیہاتوں، شہروں، ٹرانسپورٹروں اور دیگر تمام مکاتیب فکر کے نمائندے موجود ہیں - ان کی طرف سے جو بھی آرا دی گئی ہیں ، ان میں زندہ دلی ، جوش اور جذبہ کار فرما تھا - اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ انہوں نے کس قدر کاموں میں دلچسپی لی ہے اور دلچسپی رکھتے ہیں - میں جناب گورنر صاحب کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کو مبارکباد دیتا ہوں - ان بلدیاتی اداروں کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے متعلق میں صرف ایک ہی بات عرض کرنا چاہتا ہوں - ان کو ذمہ داریاں سونپنے سے قبل بجٹ دیکھا جائے کارکردگی دیکھی جائے اور عوامی کام دیکھے جائیں اور جو کام ہوا ہے اس کو دیکھا جائے - یوں واضح طور پر پتہ چل جائے گا کہ انہوں نے کاموں میں کتنی دلچسپی لی ہے - کتنی ہمت اور کتنی محنت سے انہوں نے کام کیا ہے - میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ ہماری طرف سے کوتاہیاں ہو سکتی ہیں اور

ہوئی ہیں ۔ جناب صدر نے جن توقعات کا اظہار ان چیرمین حضرات سے کیا میں یہ دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ ان توقعات پر پورے اترے ہیں ۔ جن غیر سیاسی بنیادوں پر اس سیاسی خلا کو پر کرنے اور مستقبل کی لیڈر شپ پیدا کرنے کے لیے یہ نمائندے میدان عمل میں لائے گئے ہیں ۔ انشا اللہ آپ ان سے مایوس نہیں ہوں گے ۔ ان کی تقاریر صوبائی کونسل کے اجلاس میں آپ نے سنی ہیں جو معیار ان تقاریر کا ہے میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ اس سے بہتر تقاریر ممکن نہیں ۔

جناب چیئرمین ! یہ حقیقت ہے کہ میں آپ کی بردباری اور خندہ پیشانی کا برسر عام اعتراف کرتا ہوں کہ آپ نے معزز اراکین کو اپنے خیالات کے اظہار کا پورا پورا موقع دیا ۔ وقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے جس طرح آپ نے ان کو سنا اور جس طرح ان کا نوٹس لیا میں کہتا ہوں کہ آپ کا یہ جذبہ اور بردباری قابل تحسین ہے اور اس کے لئے میں آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں سمجھتا ہوں کہ جس عہدے پر آپ فائز ہیں اس کے پیش نظر ایک عوامی آدمی کو بھی میں نے اتنی بردباری کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا ۔ ایک بات جس کی طرف میں نشاندہی کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ چند تقاریر میں محکمہ جات کی کارکردگی کے متعلق اور ان کی خامیوں کے متعلق جو نشاندہی کی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ نیک نیتی سے کی گئی ہے ۔ اس کو برا منانے اور محسوس کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ جس جذبے کے ساتھ یہ تنقید کی گئی ہے اسی جذبے کے ساتھ ہمیں اس کو درست کرنے کی کوشش کرنی چاہیے ۔ اس کے لیے میں آپ کا ممنون ہوں ۔

ایک بات میں عرض کرتا چلوں کہ دو تین سوالات میرے محکمے کے متعلق کئے گئے اور یہ بھی پوچھا گیا کہ پراسیکیوٹنگ ایجینسی کی علیدگی کے لئے کیا کچھ کیا جا رہا ہے ؟ جناب صدر نے نہ صرف اصولی طور پر اس کی علیدگی کا فیصلہ کر رکھا ہے اور جناب گورنر کی ہدایت کے مطابق اس پر

کام ہو رہا ہے ۔ اس میں کچھ انتظامی قسم کی پیچیدگیاں اور مشکلات تھیں جو محکمہ پولیس کی طرف سے منظر عام پر لائی گئیں ۔ سیکرٹریز کی کانفرنس میں اس کا جائزہ لیا گیا اور اسے لاء ڈیپارٹمنٹ کو refer کیا گیا جناب گورنر کی موجودگی میں وہ رپورٹ سامنے آئے گی اور انشاء اللہ اسے حل کرنے کی کوشش کی جائے گی (نعرہ ہائے تحسین) ۔

جناب والا ۔ انصاف کو سستا اور جلد مہیا کرنے کے لئے جہاں تک موجودہ حکومت نے کام کیا ہے اس کے لئے میں صرف ایک ہی مثال دوں گا اس سلسلے میں حکومت نے اتنا بڑا کام کیا ہے جو اس سے قبل گذشتہ بتیس تینتیس سال میں ممکن نہیں ہو سکا ۔ وہ ہے ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر سستا ، جلد اور موثر انصاف کا مہیا کرنا ۔ ہائی کورٹ کے بنچ آپ کے گھروں تک پہنچا دئے گئے ہیں اور انشاء اللہ ان کو موثر ثابت کرنے کے لئے مزید اقدامات کئے جائیں گے ۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ تھوڑی بہت جو بے اعتمادی کی فضا ہماری ایڈمنسٹریشن اور عوامی نمائندوں میں موجود ہے اس کو بھی انشاء اللہ کم کرنے کی کوشش کی جائے گی ۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس جد و جہد کو جاری رکھیں گے اور انشاء اللہ اس میں گورنر صاحب کی شفقت بھی برقرار رہے گی ۔ آپ کا بہت بہت شکریہ ۔

اناؤنسر ۔ اب آخر میں وزیر بلدیات و دیہی ترقی جناب میاں غلام محمد احمد خاں مانیکا صاحب اپنی اختتامی تقریر کریں گے ۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی کا خطاب

وزیر بلدیات و دیہی ترقی ۔ (میاں غلام محمد احمد خاں مانیکا) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب گورنر و معزز اراکین صوبائی کونسل ۔ تین چار پوائنٹ جن کا تعلق براہ راست میرے محکمہ سے ہے وہ میں فوری طور پر عرض کر دینا چاہتا ہوں ۔ جناب والا ۔ صدیق سالار صاحب نے bitumen کے متعلق ایک سوال اٹھایا تھا کہ سال شروع ہو چکا ہے تو ان کی اطلاع

کے لئے عرض کر دوں کہ 30 جولائی سے ہم نے ڈویژن وائز release کر دی ہے - میرا خیال ہے کہ اس کی آپ کو اطلاع نہیں ہو سکی - شیخ صاحب نے تجاوزات کے متعلق سوال اٹھایا ہے - اس کے متعلق گزارش یہ ہے کہ میرا خود اس ڈویژن سے تعلق ہے میں نے آتے ہی ایک directive ڈپٹی کمشنر صاحبان اور اے سی صاحبان کو جاری کیا تھا کہ تجاوزات کے سلسلے میں ہمارے چیئرمین حضرات کی امداد کریں اور تجاوزات ہٹوائیں اور ہمیں اس کی ماہوار پراگریس رپورٹ دیں - اس directive پر کسی حد تک عملدرآمد شروع ہو چکا ہے اور اس پر عمل درآمد جس وقت پورا ہو جائے گا تو انشاء اللہ یہ تکلیف بھی رفع ہو جائے گی - اس کے قانونی پہلو کے متعلق گزارش یہ ہے اور وزیر قانون صاحب بھی سن رہے ہیں اور جناب گورنر بھی تشریف فرما ہیں ہم اس کے متعلق جو علاج کر سکتے ہیں وہ کریں گے -

قصور سے ایک معزز ممبر نے ٹول ٹیکس کے متعلق فرمایا تھا - تو میں یہ عرض کروں گا کہ ہائی ویز کی سڑکوں پر ٹول ٹیکس بالکل نہیں ہے اور لوکل کونسلوں کو ٹول ٹیکس لگانے کا قطعاً کوئی اختیار نہیں ہے - صرف لوکل کونسل کی جو اپنی سڑکیں ہیں ان پر وہ ٹول ٹیکس لگا سکتی ہیں - اے - سی - آر اور ایل سی ایس لکھنے کے متعلق ذکر فرمایا گیا ہے - اس کے متعلق گزارش یہ ہے کہ اے سی آر جتنی ہیں وہ چیئرمین حضرات لکھتے ہیں - اس میں کسی اور کا کوئی دخل نہیں ہے -

اس کے علاوہ یہ اجلاس اس لحاظ سے بھی نمایاں رہا کہ معزز اراکین کو بحث میں دل کھول کر حصہ لینے کا موقع ملا - جناب گورنر نے آپ کو فراخدلی سے اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا - اس سے ہماری کچھ رہنمائی بھی ہوئی - آپ نے تنقید بھی کی - تنقید سے بھی ہماری رہنمائی ہوئی - ہمارے محکمہ کے سربراہان نے بھی اس بات کو نوٹ کیا - انشاء اللہ اصلاح احوال کی توقع رکھنی چاہیے کہ انہیں دنوں ہم نے تین چار اہم فیصلے کئے ہیں جن کی

گورنر صاحب نے نہایت مہربانی سے منظوری دے دی ہے - اگر آپ اجازت دیں تو میں مختصراً بتا دوں -

ایک ممبر - وہ کس کے متعلق ہے -

وزیر بلدیات و دیہی ترقی - جناب والا وہ لوکل کونسل کے متعلق ہے - میاں صاحب کے متعلق نہیں ہے - چونکہ میاں صاحب الیکٹیڈ نہیں ہیں - آپ کو وہ effect کرتے ہیں - اس لئے آپ کو میں عرض کر دوں پہلا یہ کہ جس کی مجھے بھی تکلیف ہوئی ہے اور میں بھی محسوس کرتا تھا وہ Schedule of establishment سے متعلق ہے اس کے اختیارات پہلے صوبائی گورنمنٹ کے پاس تھے - آپ جب کیس بھیجتے تھے ، وہ چھ چھ مہینے پڑے رہتے تھے اب لوکل کونسل کی آسامیاں گھٹانی بڑھانی یا رکھنی کمشنر اور ڈپٹی کمشنر کو بھیج دی ہیں -

میلہ مویشیاں ، محصول چونگی ، ٹانگہ اڈا ، بس ٹول ٹیکس اور میلوں کے ٹھیکہ جات کی کنفرمیشن صوبائی سطح پر ہوتی تھی اب اس کی کنفرمیشن کے اختیارات کمشنر اور ڈپٹی کمشنر کو دے دیے ہیں -

لوکل کونسلوں کی حدود میں ردوبدل کا اختیارات بھی صوبائی گورنمنٹ کی بجائے کمشنرز کو دے دئے ہیں اس کے علاوہ ایک اور اہم مسئلہ تھا جس کی تفصیل میں پڑھ دیتا ہوں -

یہ محسوس کیا گیا تھا کہ ماتحت افسران لوکل کونسلوں کی قراردادیں معطل کرکے منسوخی کے بارے میں حکومت کو تحریر نہیں کرتے یا پھر اس عمل میں غیر ضروری تاخیر سے کام لیتے ہیں - اس بارے میں لوکل کونسلوں کو اپنا نکتہ نظر پیش کرنے کا موقع بھی نہیں دیتے - اب یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اگر قرارداد ملنے کے 15 دن کے اندر افسر مجاز معطلی کا حکم صادر نہیں کرتا تو اس کے بعد اسے یہ اختیار نہیں ہوگا کہ وہ کسی لوکل کونسل کی قرارداد کو معطل کر سکے - یہ بھی

فیصلہ کیا گیا کہ افسران مجاز قرارداد کو معطل کرنے کے ساتھ ہی متعلقہ کونسل کو نوٹس دیں گے کہ وہ اپنا نکتہ نظر ایک ہفتہ کے اندر بیان کریں ۔ ان کا نقطہ نظر معلوم کرنے کے بعد 15 دن کے اندر اپنا حتمی فیصلہ کریں گے کہ آیا معطلی کا حکم جائز ہے ۔ اگر ایسا نہیں تو فوراً وہ اپنا حکم واپس لے لیں گے ۔ اگر وہ اس نتیجہ پر پہنچیں کہ معطلی کا حکم جائز ہے تو زیر اطلاع متعلقہ لوکل کونسل قرارداد کی منسوخی کے لئے فوراً حکومت کو تحریک کریں گے کہ ایسا کرتے وقت وہ لوکل کونسل کا نکتہ نظر بھی اپنی رائے کے ساتھ بیان کریں ۔ اپنی سفارش کی ایک کاپی وہ اپنے متعلقہ اعلیٰ افسر کو بھی بھیجیں گے جو ایک ہفتہ کے اندر اپنی رائے کے ساتھ سفارش حکومت کو بھجوائے ۔ اگر افسر مجاز 15 دن کے اندر اپنا فیصلہ نہیں کرتا کہ آیا معطلی کا حکم واپس لینا ہے یا اس کی منسوخی کے لئے حکومت کو سفارش کرنی ہے تو معطلی کا حکم خود بخود غیر موثر ہو جائے گا ۔ یہ چار فیصلے فوری طور پر کئے گئے ہیں ۔

آخر میں میں جناب والا ۔ اپنی طرف سے ، اپنے رفقاء کار کی طرف سے اور جملہ ارکان کونسل کی طرف سے جناب گورنر صاحب کا تہ دل سے ممنون ہوں کہ انھوں نے اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود پنجاب کونسل کے اجلاس کی صدارت کی ۔ تمام ارکان اسمبلی کے خیالات اور ان کے مسائل کمال صبر اور مہربانی سے سنے اور رات گئے تک بہ نفس نفیس تشریف فرما رہے اور اپنے خیالات عالیہ سے اس ایوان کو مستفید فرماتے رہے ۔ کونسل کی کارروائی میں باقاعدہ شمولیت کے علاوہ انھوں نے کونسل کے ارکان کے مختلف وفود سے بھی ملاقات کی ۔

میں آخر میں گزارش کرتا ہوں کہ اگر کسی فاضل ممبر کی رہائش کے دوران ہم سے کسی قسم کی کوتاہی سرزد ہوئی ہو تو ہم اس کے لیے معذرت خواہ ہیں ۔ انشاء اللہ ہم ہر طرح سے حاضر ہیں اور اس کی کوشش کریں گے اور جب وہ آئندہ اجلاس کے لئے تشریف لائیں تو انھیں کوئی شکایت کا موقع نہیں ملے گا ۔ بہت بہت شکریہ ۔

اناؤنسر ۔ خواتین و حضرات ! اب جناب گورنر پنجاب و چیئرمین صوبائی کونسل پنجاب آپ سے اختتامی کلمات ارشاد فرمائیں گے ۔ ان کے خطاب سے پہلے چند ایک ضروری اعلان سن لیں ۔ اجلاس کے اختتام پر تمام ارکان کونسل کو لائبریری میں قرآن حکیم کی جلدیں پیش کی جائیں گی ۔ یہاں پر یہ نسخہ جات قرآن حکیم اس وجہ سے پیش نہیں کئے گئے کہ کچھ لوگ اوپر گیلری میں بیٹھے ہوئے ہیں اور قرآن حکیم کا احترام اس بات کی اجازت نہیں دیتا تھا ۔ یہ نسخہ جات سیکریٹریز ۔ حکومت پنجاب کے لئے بھی ہیں ۔ ان سب سے بھی التماس ہے کہ وہ اس اجلاس کے اختتام کے فوراً بعد یہ نسخہ جات اسمبلی لائبریری سے حاصل کر لیں ۔

اس کے علاوہ دوسرا اعلان یہ ہے کہ **Khairabad Bridge** کی رسم بسم اللہ کی تقریب جو کہ 27 اگست 1981 کو ہونی ہے اس کا وقت نصف گھنٹہ پہلے ہو گیا ہے ۔ جن وزراء کرام یا سیکرٹری صاحبان یا دیگر حضرات کو اس تقریب میں مدعو کیا گیا ہے ان سے التماس ہے کہ وقت کی یہ تبدیلی نوٹ کر لیں ۔

اب گورنر پنجاب و چیئرمین صوبائی کونسل پنجاب کی تقریر کے بعد اجلاس کا اختتام دعائیہ کلمات پر ہوگا اور میاں حیات بخش صاحب اجتماعی دعا کی خطابت کے فرائض سر انجام دیں گے ۔ شکریہ ۔ جناب گورنر پنجاب ، جنرل غلام جیلانی خان صاحب ۔

گورنر/چیئرمین صوبائی کونسل پنجاب کا اختتامی خطاب

جناب گورنر ۔ یہاں اس ایوان میں بہت سی تقاریر ہوئی ہیں ۔ آپ کی تقاریر ہوئیں ۔ بیگم سلمیٰ تصدق کی تقریر ہوئی ۔ اس کے بعد میاں صاحب کی تقریر ہوئی اور دیگر حضرات کی تقاریر ہوئیں ۔ تو میرے لئے اب کچھ بھی کہنے کو باقی نہیں رہا ۔ میں آپ سب کا مشکور ہوں ۔ آپ کا شکر گزار ہوں

کہ آپ یہاں آئے۔ آپ نے اس اجلاس میں حصہ لیا۔ comment کیا۔ یہ ایک اچھا ادارہ ہے۔ اچھی صحت کا حامل ہے۔ یہ آپس کی باتیں ہیں ایک دوسرے کے ساتھ یہ ہوتا رہتا ہے۔ یہ صحت مند طریقہ سے ہوتا ہے۔ یہ ادارہ صحت مند ہے۔ اس کو آپ مضبوط کیجیے اور اس کے لئے ہم آپ کو full backing دیں گے۔ آپ اس میں اعتماد کے ساتھ کام کریں۔ یہ ادارے اس قسم کے ادارے ہیں جو کہ دس بارہ سال کی تاخیر کے بعد خداوند تعالٰی کے فضل و کرم سے پھر سے وجود میں آئے ہیں۔ پھر سے یہ جڑیں لگی ہیں پھر سے یہ پودا سر سبز ہوا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ دو سال میں اس کی صحت ٹھیک رہی۔ اس میں آپ ذمہ داری اور محنت سے کام کیجئے گا اور بتدریج آہستہ آہستہ ہم آپ کو زیادہ سے زیادہ اختیارات دیتے چلے جائیں گے۔

اب میں تقاریر کی طرف آتا ہوں۔ یہ بھی آپ نے ٹھیک یاد کرایا ہے یہاں پر آپ کی responsibilty ہے یہ چیز ریکارڈ بھی ہوئی ہے۔ اس لیے Historic sense سے آپ لوگ یہاں آئے۔ پلی کی بات ہے۔ پلی بھی بہت ضروری ہے۔ اس کے بغیر گزارا نہیں ہے اور وہ پلی بھی ہم نے آپ کو دینی ہے۔ وہ پلی آپ خود بنائیں گے۔ جہاں ہم نہیں دیں گے وہاں پر آپ خود بنائیں گے اور میں تو ہمیشہ یہی کہتا رہا ہوں کہ اپنی مدد آپ کیجیے۔

آپ اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی خود کوشش کریں۔ ہر وقت گورنمنٹ کی طرف مت دیکھیں خود کام کریں اور یہ ادارے خود اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں اور ان کو مضبوط کیا جائے اور میں جو یہاں پر کہہ رہا ہوں sense of responsibility ہے ذمہ داریاں ہیں اور Historic sense کو دیکھیں تا کہ آنے والی نسلیں کل یا مہینہ بعد، سال بعد، دس سال بعد، بیس سال بعد ہمیں کیا کہتی ہیں۔ میں جو کہہ رہا ہوں وہ تھوڑا ھی ہے یہ کیوں slips ہوئی ہیں۔ slips نہیں ہونا چاہیے۔ اس کے لیے بڑی ذمہ داریاں ہیں۔

sense of humour اور leg pulling یہ سب ٹھیک ہیں لیکن slips کو قابو کریں اور slip نہیں ہونی چاہیے - یہاں پر ہم تم کی بات ہوئی ہے یہاں کوئی ہم تم نہیں ہے - اگر صنعت کار یہ سمجھتا ہے کہ وہ مزدور کے بغیر رہ سکتا ہے اور مزدور سمجھتا ہے کہ وہ بغیر صنعت کار کے رہ سکتا ہے تو یہ بات غلط ہے - ہم سب ایک ہی چیز ہیں - اس میں کوئی ہم تم نہیں ہے - اس ملک کے اندر ہم سب ایک ہیں ، پاکستان کا ہر انچ ایک ہے - کوئی اس میں علیحدگی اور slip کی بات نہیں ہے - یہ سب ایک ہیں - یہ تو سب Administrative units ہیں تو اس میں slips کو آپ قابو کریں - دوسرے آدمی کے احساسات کا بھی آپ خیال کریں - یہ بھی دیکھیں کہ آپ کی بات دوسرے آدمی کو تکلیف تو نہیں دے رہی یا غلط تو نہیں سمجھی جائے گی - تو اس میں sense of responsibilities کی ضرورت ہے - کوئی ہم تم کی بات نہیں ہے - سب بھائی ہیں - ہر ایک کا اپنا اپنا حصہ ہے اور حصہ بنا ہوا ہے - تو ہم نے سب کے لیے کام کرنا ہے اور historic sense سے کام کرنا ہے تنقید کو ہم خوش آمدید کہتے ہیں - ایسی کوئی بات نہیں - آخر گورنمنٹ ہے - اس میں خرابیاں بھی ہیں - جب تک انہیں سنیں گے نہیں یہ خرابیاں کیسے دور ہوں گی - ہم تو اپنا منہ آئینے میں دیکھ رہے ہیں - اس کے لیے تو میں آپ کا مشکور ہوں - آپ نے ہمیں چیزیں بتائی ہیں - میں ان صاحبان کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے ہماری باتیں سنیں - انشا اللہ ہم بیٹھیں گے اور ان کو درست کریں گے -

میں جیسے کہہ چکا ہوں آپ کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں خصوصاً یونین کونسل کے ارکان کا جو میرے مہمان بن کر آئے ہیں اور یہاں پر آبزرور ہیں - آپ یہاں آئے - حصہ لیا - حصہ کیا لیا آپ نے دیکھا کہ یہاں ہوتا کیا ہے تو انشا اللہ آپ کو پھر بلائیں گے اور جو تھوڑی بہت آپس میں ناراضگیاں تھیں ، غلط فہمیاں تھیں ، وہ دور ہوگئیں - اس لیے میں نے پچھلا اجلاس منسوخ کر دیا تھا تا کہ آپ کی غلط فہمیاں دور ہو سکیں - خدا

کے فضل و کرم سے آپ لوگوں کا کنونشن ہوا ۔ آپ لوگ آئے ۔ چالیس رکنی کمیٹی بیٹھی اور آپ لوگوں نے تجاویز دیں تھوڑا سا جو خلا ہے اس کو تھوڑا سا اور نزدیک لے آنا چاہیے ۔ یونین کونسل کے لوگ ، مراکز کے لوگ ، ڈسٹرکٹ کے لوگ یہ سب ایک ادارہ ہے یہ اس کے مختلف حصے ہیں ۔ ہم آپ کو یہاں experience دے رہے ہیں ۔ آپ کو یہاں کوئی تکالیف بھی ہوئی ہوں گی ۔ اس کی میں معافی چاہتا ہوں لیکن امید یہ بھی کرتا ہوں کہ آپ نے جو دیکھا اور سنا اس کا فائدہ بھی اٹھایا ہو گا ۔

اس کے علاوہ میں شکر گزار ہوں ۔ یہاں کے اہل کاروں کا ۔ یہاں کے خاکروبوں کا ، یہاں کے چپڑاسیوں کا اور سب کے سب نے یہاں پر بہت محنت کی ۔ بعض ایسے لوگ بھی ہیں جن کی شکلیں تک ہم نے یہاں نہیں دیکھیں لیکن ان کے کام کی وجہ سے آپ کو تھوڑی بہت سہولت اور آرام ہوا ہے ہم ان کو کسی بھی طرح سے بھول نہیں سکتے اور یہ جو کہہ رہے ہیں کہ ان کو پیسے بھی دئے جائیں ۔ ان کو پیسے بھی ملیں گے ۔ شاباش بھی ملے گی اور میرے خیال میں ان کے لیے تالیاں بھی ضرور بجائی ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

اس کے ساتھ ہی ساتھ میں پریس , ریڈیو اور ٹیلی ویژن والوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ انہوں نے بڑی معیاری coverage کی ہے اور ایمانداری سے رپورٹ کیا ہے ۔

آخر میں ' میں گورنمنٹ ملازمین کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ تمام کلاس کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ آخر میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

اس سے پہلے کہ میں ختم کروں اگلے اجلاس کی تاریخ مقرر کر لیں میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ 12 ، 13 ، 14 دسمبر رکھ لیں ۔ آپ کو میں ایجنڈا بھی پہلے بھجوا دوں گا ۔ اگر آپ سے مشورہ لینا ہو گا تو وہ بھی لے لیں گے ۔ کل اور پرسوں میں اپنے افسران کے ساتھ بیٹھوں گا اور دیکھیں

گے ۔ کیا غلطیاں تھیں ۔ کیا خامیاں تھیں ۔ اس کو ہم کیسے دور کر سکتے ہیں ۔ جو جو چیزیں آپ نے بتائی ہیں اس کو ہم درست کریں گے ۔ جو جو کام ہم نے کرنے ہیں ، ہمیں کوشش کرنی ہے کہ وہ قبل از وقت کرلیں تاکہ جو مطالبات آپ نے کئے ہیں کچھ ان کا کریں ، کچھ آگے چلیں ۔ لہذا آپ کی منظوری سے اب اگلی تاریخ 12 ، 13 اور 14 دسمبر طے پائی ہے ۔ extendable upto 15th ۔ اگلی دفعہ میرے خیال میں ایجنڈا زیادہ نہیں ہوگا lighter ہوگا تھوڑ سا ایجنڈا light رکھیں گے ۔

آوازیں ۔ ٹھیک ہے ۔

جناب گورنر ۔ آپ کو آرام بھی ملنا چاہیے ، آرام بھی بہت ضروری ہے ۔ اس کے بعد کچھ لیڈیز کنونشن کی بات ہو جائے ۔ میرے خیال میں محرم کے بعد رکھ لیں ، تین چار اکتوبر رکھ لیتے ہیں ، بعد میں work out کر لیں گے ۔

اناونسر ۔ اب میاں حیات بخش صاحب اجتماعی دعا کی خطابت کے فرائض سر انجام دیں گے ۔

اختتام اجلاس پر دعائیہ کلمات

یا رب العالمین ! پاکستان اور اس کے باشندوں کو اپنے فضل و کرم سے سلامتی اور خوش حالی عطا فرما ۔ اور اس مملکت خداداد کو ایک نظریاتی ریاست کی حیثیت سے قیام و دوام بخش دے ۔

یا رحمان الرحیم ! بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح ، مفکر پاکستان علامہ محمد اقبال اور تمام شہدا جنھوں نے پاکستان بنانے اور اس کے دفاع کے لئے اپنی جانیں قربان کیں ۔ ان کے درجات بلند فرما اور جنت الفردوس میں انہیں اپنی رحمتوں سے نواز ۔

یا الٰہی ! یہ مملکت جن اعلیٰ مقاصد کے لئے عالم وجود میں آئی ہے ، ہمیں ان کی تکمیل کی توفیق عطا فرما ۔ تاکہ ہم اس ریاست کو تیرے احکام اور سنت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی روشنی میں ایک مثالی اسلامی ریاست بنا سکیں اور پاکستان حقیقی معنوں میں تیرے پسندیدہ دین اسلام کا ناقابل تسخیر قلعہ ثابت ہو ۔

یا اللہ ! ہمیں وہ انداز فکر عطا فرما جو اچھے مستقبل کا ضامن ہو ، ہمیں رسول مقبول حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے اور ملک و قوم کی خدمت سر انجام دینے کی توفیق عطا فرما ۔ ہمیں وہ ذوق عمل عطا فرما جس سے ہم پاکستان کی تعمیر و ترقی میں اضافہ کر سکیں ۔

پروردگار عالم ! ہمارے ملک کے صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے پاکستان کو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی معنوی تعبیر کے لئے جو اقدام کئے ہیں اور اہل پاکستان نے من حیث القوم ان کی جو تائید کی ہے حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کے صدقے اس کو قبول فرما اور اسلامی نظام کے مکمل نفاذ میں مدد فرما ۔

یا رب کائنات ! تو دانا و بینا ہے آج تیرے حضور پاکستان کے صوبہ پنجاب کے حاکم اعلیٰ جنرل غلام جیلانی خان اور صوبہ پنجاب کے تمام وزراء تمام منتخب نمائندگان و اراکین صوبائی کونسل اور افسران بالا دست بہ دعا ہیں کہ ہمیں اپنے فرائض کو خوش اسلوبی سے ادا کرنے اور خدمت الناس کے لئے مستعد رہنے کی توفیق عطا فرما ۔

بارالہا ! ہماری کوتاہیوں کو در گزر فرما اور عالم اسلام کو اتنے

وسائل اور قوت عطا فرما کہ اسلام کا بول بالا ہو اور ہم مقامات مقدسہ کی صحیح حفاظت کر سکیں ۔

الہ العالمین ! دنیا میں جہاں جہاں مسلمان محکوم ہیں ان کو آزادی کی نعمت سے سرفراز فرما ۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

(کونسل کا اجلاس 12 دسمبر 1981ء تک کے لئے ملتوی ہو گیا ۔)